سُورۃ المائدۃ

یہ مدنی سورتوں میں شُمار ہوتی ہے، ایک سو بیس آیات اور سولہ رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورہ مائدہ اپنے نزول کے اعتبار سے قرآن کریم کی آخری نازل ہونے والی سُورتوں میں سے ہے کچھ حصّہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر بھی نازل ہُوا جبکہ اس کے بعد آپ ﷺ کا قیام اِس دنیا میں کل اسّی یوم تقریباً رہا۔ بعض حِصّے فتح مکہ اور بعض سفرِ حدیبیہ میں نازل ہوئے بہرحال سورۃ النساء میں باہمی معاملات اور تعلقات کے ساتھ ایک دُوسرے کے حقوق کی بحث ہوئی تو یہاں اس پر عمل کی مزید تاکید فرمائی جارہی ہے کہ ایمان والوں کو بطورِ خاص خطاب فرماکر ارشاد ہوتا ہے اوفوا بالعقود۔

سُورَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ
اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا
مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ
وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا
يُرِيْدُ ①
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ
اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْىَ وَلَا
الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ
وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا
يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ
عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ
وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪
وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ
الْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ②
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَ
لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ
بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ
وَالنَّطِيْحَةُ وَمَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا
ذَكَّيْتُمْ ۫ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ
وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ
فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
اے ایمان والو اپنے اقراروں کو پورا کرو۔ تمہارے لئے
چارپائے جانور (جو چرنے والے ہیں) حلال کر دیئے گئے
ہیں بجز ان کے جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں. مگر
احرام (حج) میں شکار کو حلال نہ جاننا۔ خدا جیسا چاہتا
ہے حکم دیتا ہے ①
مومنو! خدا کے نام کی چیزوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور نہ
ادب کے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ
ان جانوروں کی (جو خدا کی نذر کر دیئے گئے ہوں اور) جن کے
گلوں میں پٹے بندھے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو عزت کے گھر
(یعنی بیت اللہ) کو جا رہے ہوں (اور) اپنے پروردگار کے فضل اور
اس کی خوشنودی کے طلبگار ہوں۔ اور جب احرام اتار دو تو (پھر اختیار ہے
کہ) شکار کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تم کو عزت
والی مسجد سے روکا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی
کرنے لگو۔ اور (دیکھو) نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک
دوسرے کی مدد کیا کرو۔ اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو
اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کا عذاب سخت ہے ②
تم پر مرا ہوا جانور اور (بہتا) لہو اور سور کا
گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا
جائے اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے
اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے یہ سب حرام ہیں
اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں۔ مگر جس کو تم (مرنے
سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ جانور بھی جو تھان پر ذبح کیا جائے۔ اور
یہ بھی کہ پانسوں سے قسمت معلوم کرو۔ یہ سب گناہ (کے کام) ہیں
آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے ہیں تو ان
سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ (اور) آج ہم

THE TABLE SPREAD

Revealed at Al-Madinah

In the name of Allah, the Beneficent, the Merciful.

1 O ye who believe! Fulfil your undertakings. The beast of cattle is made lawful unto you (for food) except that which is announced unto you (herein), game being unlawful when ye are on pilgrimage. Lo! Allah ordaineth that which pleaseth Him.

2. O ye who believe! Profane not Allah's monuments nor the Sacred Month nor the offerings nor the garlands, nor those repairing to the Sacred House,[1] seeking the grace and pleasure of Allah. But when ye have left the sacred territory, then go hunting (if ye will). And let not your hatred of a folk who (once) stopped your going to the Inviolable Place of Worship seduce you to transgress; but help ye one another unto righteousness and pious duty. Help not one another unto sin and transgression, but keep your duty to Allah. Lo! Allah is severe in punishment.

3. Forbidden unto you (for food) are carrion and blood and swine-flesh, and that which hath been dedicated unto any other than Allah, and the dead through beating, and the strangled, and the dead through falling from a height, and that which hath been killed by (the goring of) horns, and the devoured of wild beasts, saving that which ye make lawful (by the death-stroke), and that which hath been immolated unto idols. And (forbidden is it) that ye swear by the divining arrows. This is an abomination. This day are those who disbelieve

اَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ
لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا‌ ؕ فَمَنِ اضۡطُرَّ
فِىۡ مَخۡمَصَةٍ غَيۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ‌ ۙ
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (٣)
يَسۡـئَلُوۡنَكَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَهُمۡ‌ ؕ قُلۡ
اُحِلَّ لَـكُمُ الطَّيِّبٰتُ‌ ۙ وَمَا عَلَّمۡتُمۡ
مِّنَ الۡجَـوَارِحِ مُكَلِّبِيۡنَ تُعَلِّمُوۡنَهُنَّ
مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ‌ فَكُلُوۡا مِمَّاۤ
اَمۡسَكۡنَ عَلَيۡكُمۡ وَاذۡكُرُوا
اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهِ‌ وَاتَّقُوا اللّٰهَ‌ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ (٤)
اَلۡيَوۡمَ اُحِلَّ لَـكُمُ الطَّيِّبٰتُ‌ ؕ وَطَعَامُ
الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ حِلٌّ لَّـكُمۡ
وَطَعَامُكُمۡ حِلٌّ لَّهُمۡ‌ وَالۡمُحۡصَنٰتُ
مِنَ الۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ
الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ
اِذَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ مُحۡصِنِيۡنَ
غَيۡرَ مُسَافِحِيۡنَ وَلَا مُتَّخِذِىۡۤ اَخۡدَانٍ‌ ؕ
وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُهٗ
وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ (٥) ع

نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم
پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا
ہاں جو شخص بھوک میں ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) گناہ کی
طرف مائل نہ ہو تو خدا بخشنے والا مہربان ہے (٣)
تم سے پوچھتے ہیں کہ کون کونسی چیزیں ان کیلئے حلال
ہیں (انسے) کہہ دو کہ سب پاکیزہ چیزیں تمکو حلال ہیں اور
وہ (شکار) بھی حلال ہے جو تمہارے لئے ان شکاری جانوروں
نے پکڑا ہو جنکو تم نے سدھا رکھا ہو اور جس طریق سے خدا نے تمہیں (شکار
کرنا) سکھایا ہے (اس طریق سے) تم نے انکو سکھایا ہو تو جو شکار وہ تمہارے
لئے پکڑ رکھیں اسکو کھا لیا کرو اور (شکاری جانوروں کے چھوڑتے وقت)
خدا کا نام لے لیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو بیشک خدا جلد حساب لینے والا ہے (٤)
آج تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں اور
اہل کتاب کا کھانا بھی تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا
ان کو حلال ہے۔ اور پاک دامن مومن عورتیں اور
پاک دامن اہل کتاب عورتیں بھی (حلال ہیں)
جبکہ ان کا مہر دے دو۔ اور ان سے عفت قائم
رکھنی مقصود ہو نہ کھلی بدکاری کرنی اور نہ چھپی
دوستی کرنی۔ اور جو شخص ایمان کا منکر ہوا
اس کے عمل ضائع ہو گئے۔ اور وہ آخرت میں
نقصان پانے والوں میں ہوگا (٥)

in despair of (ever harming) your religion; so fear them not, fear Me! This day have I perfected your religion for you and completed My favour unto you, and have chosen for you as religion AL-ISLAM.[2] Whoso is forced by hunger, not by will, to sin: (for him) lo! Allah is Forgiving, Merciful.

4. They ask thee (O Muhammad) what is made lawful for them. Say: (all) good things are made lawful for you. And those beasts and birds of prey which ye have trained as hounds are trained, ye teach them that which Allah taught you; so eat of that which they catch for you and mention Allah's name upon it, and observe your duty to Allah. Lo! Allah is swift to take account.

5 This day are (all) good things made lawful for you. The food of those who have received the Scripture is lawful for you, and your food is lawful for them. And so are the virtuous women of the believers and the virtuous women of those who received the Scripture before you (lawful for you) when ye give them their marriage portions and live with them in honour, not in fornication, nor taking them as secret concubines. Whoso denieth the faith, his work is vain and he will be among the losers in the Hereafter.

اسرار و معارف

ایفائے عہد

ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جو عہد کرو اُسے پورا کرو۔ عقد کا معنی معاہدہ ہے جو ہمیشہ دو انسانوں دو جماعتوں دو ملکوں کے درمیان ہو سکتا ہے۔ عہد تو یکطرفہ بھی ہو سکتا ہے یہاں مفسّرین کرام نے مختلف معانی مراد لیئے ہیں مگر نتیجے کے اعتبار سے سب ایک ہیں اور سارے معاہدے اِس میں آجاتے ہیں۔ وہ عہد جہالت اور قبل اسلام کے ہوں یا ظہور اسلام کے بعد کے نکاح کو بھی عقد اسی لئے کہتے ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان

اللہ کے نام پر معاہدہ ہوتا ہے اس سے لے کر تجارت کے متعلق ہوں یا بین دین کے بارے جنگ اور صلح کا معاہدہ ہو یا کسی بھی موضوع پر اسے اپنی طرف سے پورا کرنے کی پوری کوشش کرو! ہاں قبل اسلام کے وہ معاہدے جو شرعاً حرام قرار پا گئے یا ختم ہو گئے یا اسلام کے بعد مسلمان کوئی ایسا معاہدہ کرے جس پر عمل شرعاً جائز نہیں تو یہ معاہدہ ہی منعقد نہ ہوگا۔ باقی تمام معاہدے جن کو تین اقسام میں ذکر کیا گیا ہے

معاہدہ کی صورتیں

اوّل اللہ اور بندے کے درمیان یہ عقائد اور اتباع کا معاہدہ ہے۔ دوم بندے کا اپنے ساتھ یعنی اپنے لئے اپنے آنیوالے وقت کے لئے دیانتداری سے اور سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے۔ تیسرے انسان کا انسان کے ساتھ یہ نکاح سے لے کر حکومت کی حد تک تمام امور کو شامل ہے یعنی خوب سوچ سمجھ کر معاملہ کرو اور معاہدہ کرتے وقت عقل سے کام لو مگر جب کر چکے تو اب ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اُسے پورا کرو تم نے اسی کے عظیم نام پر معاہدہ کیا ہے جس کے نام پر اس کی مخلوق تم پر حلال کر دی گئی اور مویشی اور چوپائے تم ذبح کر کے کھاتے ہو کیا وہ مخلوق نہیں ہیں اونٹ بکری گائے بھینس وغیرہ یا اُن کے مشابہ جنگلی جانور ہرن اڑیال نیل گائے وغیرہ یہ صرف اللہ کے نام پر حلال ہوتے ہیں اور سب حلال ہیں سوائے اُن کے جن کے بارے تمہیں روک دیا گیا ہے یعنی اصل شے میں اباحت ہے جب تک شرعاً اس کی حُرمت ثابت نہ ہو حرام نہ ہوگی ہاں اگر احرام باندھے ہوئے ہو گے حج کا ہو یا عمرے کا۔ تو شکار کرنے کی اجازت نہیں۔ یہ ایفائے عہد کے ساتھ ایمان کا ذکر اور فوراً بعد حلال و حرام کی بحث اس بات پہ بھی دلالت کرتی ہے کہ معاہدہ چھوٹا ہو یا بڑا دو انسانوں کے درمیان ہو یا دو حکومتوں کے درمیان، تجارتی ہو یا سیاسی اسے نباہنے کے لئے ایمان شرط ہے اور جب تک کافر کی طرف سے عہد شکنی نہ ہو مؤمن اسے پورا کرنے کا پابند ہے پھر ایمان کی قوت کا مدار اکلِ حلال پر ہے یعنی حلال کھانے پر اگر دعوائے ایمان کے ساتھ رزقِ حلال نہیں ہوگا تو وہ قوتِ ایمانی جو ایفائے عہد کے لئے چاہیئے حرام کھا کر پیدا ہونے سے رہی۔ اب حلال و حرام کا اختیار صرف اللہ کو ہے جس نے تم پر بہائم یعنی وہ جانور جن کی زبان تم نہیں سمجھ سکتے یعنی حیوانات گھریلو ہوں یا جنگلی جیسے اوپر لکھا جا چکا ہے حلال کر دیئے ہیں اور درندے یا وہ جانور چار پایوں میں سے بھی جیسے گدھا خچر وغیرہ جو قرآن یا حدیث سے تو حرام ثابت ہو چکے اور یا پھر ایسے جانور جن کا ذکر آگے آئے گا اُن سے منع کیا ہے یہ بھی تو ایک معاہدہ ہے رب اور بندے کے درمیان اور وہ مالک ہے جیسے چاہے کرے جو جانور اللہ نے حلال کر دیئے ہیں انھیں ذبح کر کے یا شکار کر کے کھانا کوئی حرج نہیں کہ اسکا حکم ہے اجازت ہے جس نے مٹی کو درختوں اور سبزے کی

سبزے اور درختوں کو جانوروں کی، جانوروں کو انسانوں اور درندوں کی غذا بنا دیا تو وہ خود ہر چیز کا بنانے والا مالک ہے کسی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ سو حلال کھاؤ کہ ایمان پختہ نصیب ہو اور معاہدے نبھا سکو۔ اور شعائر اللہ یعنی ایسی چیزیں ایسی جگہیں ایسے احکام جو اللہ کی یاد دلاتے ہوں سب شعائر اللہ میں داخل ہوں گے۔ یعنی ایسی چیزیں یا اعمال جنہیں دیکھ کر کسی کو مسلمان کہا جائے یا جو اسلام کی نشانی بن جائے جیسے حرم بیت اللہ، کوہ صفا و مروہ، منیٰ و عرفات، حرمِ نبوی، اذان مسجد نماز اور سنت کے مطابق ڈاڑھی یہ سب شعائر میں داخل ہوں گے۔ تو ان کی توہین کی دو صورتیں ہیں یا سرے سے مانا ہی نہ جائے جیسے ڈاڑھی منڈا دی جاتی ہے حتیٰ کہ علماء نے ختنہ تک کو اس میں شمار کیا ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ کوئی قوم نہیں کرتی یا پھر ادھورا کیا جائے اور یہ آیات فتح مکہ مکرمہ کے وقت نازل ہوئی تھیں جب مسلمانوں کے دل کافروں سے سخت جلے ہوئے تھے یہاں ان پر مظالم ڈھائے گئے پھر مدینہ منورہ میں چین سے جینے نہ دیا گیا یہود کی سازشیں اور مشرکین کا ظلم مل کر بدر و اُحد اور خندق کی جنگوں کی صورت اختیار کر گیا پھر انھیں حدیبیہ سے لوٹا دیا۔ آج وہ لوگ فاتح ہیں اور یہ ظالم مفتوح۔ وہ حق پر ہیں اور ان کی چند رسومات ہیں جن کی یہ پیروی کرتے ہیں اب قدرتی بات ہے ایسے لوگوں کو جب اللہ ان پر قابو دے تو کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے مگر ارشاد ہوا نہیں وہ مشرک تھے کافر تھے تم مومن ہو انھوں نے ظلم کئے تم انصاف کرو اور یہ واحد مذہب اسلام ہے جو انصاف میں دوست اور دشمن دونوں کو محروم نہیں کرتا ظلم کا بدلہ ظلم سے نہیں انصاف سے دیا جائے گا۔ اگر انھوں نے حرم کی اور حرمت والے مہینے کی پرواہ نہیں کی تو تم تو مسلمان ہو تمھارے لئے تو شعائر اللہ کی حرمت اور احترام ضروری ہے ایسے ہی حرمت والے مہینے کا بھی گر تب سے اب تک یہود کی ایجاد کردہ شیعہ نامی تحریک بارہا اس ظلم کی مرتکب ہو چکی ہے ورنہ مسلمان کبھی اس کا حوصلہ نہیں کرتے اور نہ حرمت والے مہینوں کی بے حرمتی ہونے پائے جو چار تھے شوال۔ ذی قعدہ۔ ذی الحجہ اور رجب۔ ان میں جنگ و جدال حرام تھا یہ صورت بھی قبل اسلام سے آ رہی تھی جسے ابتداءً اسلام نے بحال رکھا مگر بعد میں جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ نیز حرم میں قربانی کے لئے لائے جانے والے جانور یا جن کے گلے میں بطور نشانی پٹہ ڈال دیا جاتا ہے کہ یہ قربانی ہے ان کی حرمت و احترام کا خیال رہے حالانکہ ان میں ایسے جانور بھی تھے جو مشرکین نے صحابہ سے چھینے تھے مگر وہ موقع مداخلت کا نہ تھا کہ وہ لوگ بھی تو اللہ کے گھر کو نکلے ہیں امن اور رزق کے طالب بن کر نیز اپنے رب کی خوشنودی تلاش کرنے کے لئے اس لئے مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا کہ جب تک خود اللہ نہیں روک دیتے انھیں روکیں یا ان کے لئے تکالیف پیدا کریں اور انھیں پریشان کریں، ہاں!

جب تم احرام کھول دو تو پھر حدِ حرم سے باہر شکار کر سکتے ہو۔

اور جس قوم نے تم پر زیادتی کی تھی حتے کہ عمرہ تک سے روک دیا تھا آج اگر اللہ سے قدرت پائی ہے تو اِس غُصّہ میں انھیں حج وعُمرہ سے منع نہ کرو کہ یہ زیادتی ہوگی اور تمھیں زیادتی زیب دیتی ہے نہ اللہ کو پسند ہے بلکہ ایک اصول اپنا لو کہ نیکی اور ہر پرہیزگاری کے کام میں تعاون کرو گے۔ اور گناہ کے کام میں یا جس میں کسی پر زیادتی ہو رہی ہو ہرگز تعاون نہ کرو گے اور یہ بہت ہی قیمتی اصول ہے کہ انسان طبعاً اور خلقاً ایک دوسرے کا محتاج ہے غریب کو امیر سے غرض ہے تو امیر کا کام بھی غریب کے تعاون کے بغیر نہیں چل سکتا سو اس طرح سے ہر انسان کو ایک خاص مزاج دے کر پیدا فرمایا ہے اور اِس آدمی نے اسی طرح کا کام اپنا لیا۔ اب کوئی زمینداری وکاشتکاری کرتا ہے تو دُوسرا جوتے بنا کر خوش ہے کوئی اگر مکان بناتا ہے تو کوئی برتن بنانے کا فن سیکھ لیتا ہے حتیٰ کہ دُنیا کا ہر کام کرنے کے لیے انسان میسّر آجاتے ہیں اور یہ سب مل جُل کر ہی کام کرتے ہیں تو یہ نظام چل رہا ہے سوشلسٹوں نے کوشش کر کے دیکھ لیا کہ کام کی تقسیم حکومت کے ہاتھ میں ہو جسے چاہے جو کام دے اوّل تو لاکھوں انسان قتل ہوئے اور جو بچ کر اس سانچے میں ڈھلے اُن سے انسانیت اور انسانی خصوصیات یکسر رخصت ہو گئیں اور اُن میں محبت رہی نہ وہ نفرت کے اظہار کے قابل رہے جذبات ہی ختم ہو گئے باقی کیا بچا اگر کسی پہلو پہ کوئی تھوڑی بہت کامیابی ہوئی بھی تو لاکھوں انسانوں کو انسانی جذبات سے عاری کر کے یہ تو بہت ہی زیادہ قیمت ادا کرنا پڑی اب وہ لوگ خود بخود پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ سو عرض یہ کر رہا تھا کہ نظامِ عالم کی بنیاد انسان کا انسان کے ساتھ تعاون ہے جو تب بھی ضروری تھا جب زمین پر صرف چند انسان تھے اور آج بھی جبکہ اربوں انسان آباد ہیں الملل والنحل میں قوموں کا تصور کچھ اس طرح سے دیا گیا ہے کہ سمتوں کی نسبت سے مشرقی مغربی وغیرہ قومیں وجود میں آگئیں اور پھر جُوں جُوں آبادیاں بڑھتی گئیں تو قومیت بھی نسب اور خاندان کے ساتھ منسلک ہونے لگی اور اس طرح قوموں کا اشتراکِ عمل ہونے لگا۔ مگر خدا غارت کرے یورپ کی جدید نسل کو جو نسب تو قائم رکھ نہ سکے اُنھوں نے ملکی اور علاقائی تقسیم شروع کی پھر زبانوں اور صوبوں کی حد تک لوگ تقسیم در تقسیم ہوتے چلے گئے حتیٰ کہ مسلمان بھی اِس طوفان کے سامنے ٹھہر نہ سکے اور آج مختلف ملکی ناموں سے یا صوبائی ناموں سے بٹے ہوئے ہیں حالانکہ اسلام کی رُو سے دنیا میں صرف دو قومیں ہیں ایک مسلمان دوسرے کافر اسی حقیقت کا یہاں بیان ہو رہا ہے کہ نیکی اور پرہیزگاری کا کام کوئی بھی کرنا چاہے تو اس میں تعاون کرو جس قدر ممکن ہو اس کی مدد کرو مگر گناہ اور ظلم پر تعاون مت کرو، ڈاکوؤں چوروں اور لٹیروں سے تعاون نہ کرو مسلمان بھی برائی کرنا چاہے تو اُس کے ساتھ تعاون یہ ہے کہ اُسے برائی

سے روکو ۔ اس کے کرنے میں شریک مت ہو جاؤ اگر لوگ یہ شعار اپنا لیں تو آج بھی دُنیا پہ امن قائم ہو سکتا ہے ظلم مٹ سکتا ہے اگر اس کے ساتھ تعاون نہ کیا جائے نیکی پھیل سکتی ہے اگر اس کے ساتھ تعاون کیا جائے اور یہ سب کچھ تب ممکن ہو گا جب تم میں خوفِ خدا ہو گا اللہ سے تعلق ہو گا اللہ سے دِل کا رشتہ ہو گا اور اُسی کے لیئے یہ سب کرو کہ اس کے عذاب بھی تو بہت سخت ہیں بُرائی میں تعاون کرنے والے بھی ان ظالموں کے ظلم میں شریک ہو کر اُن کے ساتھ سزا بُھگتیں گے اور نیکی پہ تعاون کرنیوالے نیک اجر پائیں گے ۔

حلال وحرام کی تعیین

اب جانوروں میں حرام کون کونسے ہیں ؟ ذرا یہ بھی سُن لو اور یہ اس لیئے حرام ہیں کہ بعض ان میں تمھاری جسمانی صحت کے خلاف ہیں اور بعض رُوحانی صحت کے خلاف ہیں بعض ایسے ہیں جن میں دونوں خطرات موجود ہیں اس لیئے انھیں خبائث قرار دیا جبکہ حلال جانور کو طیب کہا گیا ہے ۔

اوّل مُردار ۔ یعنی جو بغیر ذبح کے طبعی موت مرے ۔ یا کسی حادثاتی موت سے مُرجائے البتہ حدیث پاک میں مچھلی کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے اور ٹڈی کو بھی ۔ دوم ۔ بہتا ہوا خون ، خواہ بوقت ذبح خارج ہو یا ویسے زخم سے آرہا ہو ۔ تیسری چیز "لحم خنزیر" جس سے پورا خنزیر مراد ہے کھال بال چربی ہڈی وغیرہ اور چوتھے وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی کے نام پر بھی نامزد کر دیا جائے اور پھر اگر ذبح کے وقت بھی اس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے تو نہ صرف جانور حرام ہو گا بلکہ یہ تو قطعی طور پر شرک ہے جیسا کہ عرب میں ایک رواج یہ بھی تھا کہ جس بُت کے نام پر نامزد کرتے اُسی کے نام پر ذبح بھی کرتے تھے اور دوسرے یہ کہ جانور کسی نام مختص ہو جاتا اس سے کسی نفع کی اُمید پر یا کوئی دکھ دُور کرنے کی امید پر اور ذبح اللہ کے نام پر ہوتا جیسا کہ جاہل مسلمان بھی کرتے ہیں تو یہ بالاتفاق علماء حرام ہے پہلی صورت میں شرک بھی ہے جانور بھی مُردار ہے ۔ دوسری صُورت میں شرکِ صریح نہیں مگر جانور مُردار ہے ہاں ! یہ عرض کرنا بھی ضرُوری ہے کہ بزرگوں کو ایصالِ ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ثواب کمایا جائے چیز اللہ کے نام پر خیرات کی جائے مال ہو یا جانور پھر اُس کا ثواب آپ کسی زندہ کے لیئے عرض کر دیں یا فوت شدہ کے لیئے برابر ہے کہ آپ نے اللہ سے دعا کرنا ہے کہ اس کا ثواب فلاں شخص کے حساب میں ڈال دے اور بس ۔ پانچویں منخنقۃ وہ جانور جو دم گھٹ کر مر جائے خواہ جال وغیرہ میں پھنس کر یا کسی اور وجہ سے وہ بھی حرام ہے اور چھٹے موقوذۃ یعنی وہ جانور جو ضربِ شدید سے ہلاک ہو جائے جیسے لاٹھی یا پتھر وغیرہ یہ بھی یاد رہے کہ بندوق کی گولی بھی پتھر کا حکم رکھتی ہے یہ الگ بات ہے کہ زور سے لگتی ہے اور جسم کو توڑ کر نکل جاتی ہے مگر

توڑتی ہے کاٹتی پھر بھی نہیں اِس لیئے جن علمار نے تکبیر پڑھ کر فائر کرنے سے مرنے والا شکار خواہ ذبح سے پہلے مر جائے حلال قرار دیا ہے انھیں غلطی لگی ہے کہ ذبح کے لیئے دھار شرط ہے جو کاٹتی ہو تکبیر پڑھ کر تیر مارا، جانور مر گیا۔ آپ کے پہنچنے سے پہلے مر گیا حلال ہے لیکن اگر تیر کا پھل نہیں لگا۔ ہوا وغیرہ سے اس کا رُخ بدل گیا۔ ویسے تیر کی ضرب لگی اور مر گیا حرام ہوگا کہ یہ موقوذۃ میں داخل ہے اور ساتویں المتردیۃ ایسا جانور جو بلندی وغیرہ سے یا کسی کنوئیں وغیرہ میں گرنے سے مرجائے اور آٹھویں النطیحۃ ایسا جانور جو کسی جانور یا دوسری کسی چیز کی ٹکر سے مر گیا۔ مثلاً موٹر وغیرہ سے اور نویں وہ جانور جسے کسی درندے وغیرہ نے پھاڑ دیا ہو اور مر گیا۔ ہاں اِن مذکورہ صورتوں میں اگر جانور ابھی مرا نہ تھا اور آپ نے تکبیر پڑھ کر ذبح کر لیا تو آپ نے پاک کر لیا اس کی صورت دوسری ہے ورنہ حرام ہیں اور دسویں وہ جانور بھی حرام ہیں، جو استھان پر ذبح کیئے گئے ہوں یہ استھان بیت اللہ کے گرد بتوں کی جگہیں تھیں جہاں اُن کے نام کی قربانی دی جاتی تھی قبل اسلام یہ چیزیں متبرک سمجھ کر کھائی جاتی تھیں جنھیں اسلام نے حرام قرار دیا اور گیارھویں تیروں سے قسمت کا حال معلوم کرنا یا فال نکالنا یہ بھی ایک طریقہ تھا موجودہ لاٹری کی طرز پر کہ کچھ تیروں پر مختلف الفاظ ہاں نہ وغیرہ لکھ رکھے تھے جو خادم کعبہ کے پاس ہوتے تھے پھر آئندہ کے لیئے نذرانہ دے کر فال نکلواتے وہ کوئی ایک تیر نکالتا تو اس کے مطابق آئندہ کام کرتے یا اُسے مفید و مضر جانتے ایسے ہی کئی آدمی مل کر اونٹ ذبح کرتے پھر فال نکلواتے یہ موجودہ دور کی لاٹری تھی کسی کو بہت زیادہ مل جاتا کسی کو تھوڑا اور کوئی بالکل محروم رہ جاتا۔

چنانچہ سیدھی سی بات تو یہ ہے کہ آئندہ کے حالات معلوم کرنے کے سارے طریقے خواہ وہ ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر ہوں یا زائچہ بنا کر علم الاعداد کے واسطے سے ہوں یا کسی اور طرح سے بطور پیشہ اپنانا حرام ہیں۔ ان پر اعتبار کرنا درست نہیں اور مختلف مفسرین نے اِن پر متعدد شدید قسم کے الفاظ لکھے ہیں جواز کا کوئی بھی قائل نہیں ہاں ایسے علوم کا رد کرنے کے لیئے اُن سے واقفیت کا ہونا بُرا نہیں مگر بغرض دفاع ہو۔ اور کسی امید پر نہ ہو کہ آج کے دن کافروں کی امیدوں پر پانی پھر گیا ہے اور تمہارے دین کو ختم کر دینے سے ہمیشہ کے لیئے نا اُمید ہو چکے ہیں سو اُن سے ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہاں میری رضامندی اور خوشنودی کا خیال ہر حال میں لازم ہے میرے غضب سے ڈرتے رہو کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حجۃ الوداع کا موقعہ تھا جمعہ کا دِن تھا یوم عرفہ تھا اور نبیٔ رحمت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ پر سوار جبل رحمت کے نیچے عصر کے بعد کی دعا میں مشغول تھے اس اُونٹنی کا نام عضبا تھا کہ وحی کا نزول شروع ہوا جس کے بوجھ سے

اونٹنی بالآخر بیٹھ گئی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ تقریباً آخری آیات ہیں بس ترغیب و ترہیب کی چند آیات ان کے بعد نازل ہوئیں ورنہ یہ آخری عظیم الشان اجتماع تھا جو حج اکبر کے موقع پر تقریباً ڈیڑھ لاکھ صحابہ کی حاضری سے منعقد ہوا اور اس دن کے صرف اکیاسی روز بعد نبی رحمت ﷺ کا وصال ہو گیا فرمایا آج تمہارا دین مکمل کر دیا گیا یہ وہ انعام ہے جو اس سے پہلے کسی اُمت کو نصیب نہ ہوا کہ انبیاء علیہ السلام مسلسل تشریف لاتے رہے کتابیں اور صحیفے نازل ہوتے رہے مگر اے انسانو! اور خصوصاً اے مسلمانو! آج تمہارا دین مکمل ہو گیا اب اِس میں کوئی زیادتی کبھی نہیں ہو گی اور جو نزول نعمت اللہ کی طرف سے انسانیت پہ ہوتا تھا بعثت انبیاء اور نزول کتب کی صورت میں کہ اغذیہ جسمانی اور مادی تو ہر جاندار کو مل رہی ہیں انسانوں پہ زاید یا بہت بڑا انعام نعم روحانی نزول انبیاء اور نزول کتب سماوی تھا فرمایا وہ اپنے تمام اور کمال کو پہنچ گیا اب اس سے زیادہ کا تصور بھی انسان کے بس میں ممکن نہیں "اتممت علیکم نعمتی" میں نے اپنی نعمت تم پر تمام کر دی، تمھارے لیے دین اسلام کو پسند فرمالیا۔ یعنی دین مکمل ہو گیا اب اس میں کوئی کمی بیشی جائز نہ ہو گی اور کوئی تاریخی واقعہ اس کو تبدیل نہ کر سکے گا دوسرے اتمام نعمت کہ اب کوئی کمال ایسا باقی نہیں کہ جو اسلام سے باہر رہ کر حاصل کیا جا سکے اور اُمت مرحومہ کے لیے دینِ اسلام کو پسند فرمایا جو مدارِ نجات ہے اس سے باہر کسی طرح کی نجات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہاں مفتی محمد شفیع مرحوم نے معارف القرآن میں عید اور تہوار کی بحث لکھی ہے جو واقعی بہت مزیدار ہے بلکہ علیحدہ کتابچے کی صورت میں چھپنی چاہیئے۔ میں بخوفِ طوالت نقل نہیں کر رہا، ویسے وہ دیکھنے کی چیز ہے۔

اب اگر کوئی شخص بھوک سے قریب المرگ ہو جائے اور لذتِ کام و دہن کا خیال نہ ہو بلکہ بات زندگی اور موت تک جا پہنچے تو مذکورہ بالا حرام جانوروں میں سے بھی کچھ میسّر ہو تو اسقدر کھالے کہ حالت اضطرار نہ رہے پیٹ بھرنا مقصود ہو نہ لذت حاصل کرنا بلکہ حالتِ اضطرار سے بچ جائے اور گناہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو یعنی حصولِ لذت کے لیے نہ کھائے تو اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے یعنی یہ چیزیں حلال نہیں ہو جاتیں ان کے کھانے سے جو گناہ ہوا۔ اُمید ہے اللہ پاک معاف فرمائیں گے۔

سوال یہ ہے کہ پھر حلال کیا ہے؟ کون کونسی چیز حلال ہے۔ فرما دیجئے تمام طیب اور ستھری۔ چیزیں یعنی ماسوائے ان چیزوں یا جانوروں کے جن کو اللہ نے نجس یا ناپاک یا حرام قرار دے دیا ہے باقی تو سب جانور بھی اور اشیاء

بھی صاف ستھرے ہیں یعنی اصل شے میں اباحت ہے اصلاً ہر شے حلال ہے جب تک شرعاً اس کا حرام ہونا ثابت نہ ہو جائے بلکہ شکاری جانور جو سُدھائے ہوئے ہوں کتے ہوں یا باز وغیرہ تو ان کا شکار بھی حلال ہے جبکہ خود شکار پر چھوڑے جائیں از خود نہ پکڑ لیں اور پھر پکڑ کر مالک کے پاس لائیں کھانا شروع نہ کردیں۔ یعنی سدھائے ہوئے ہوں اور بسم اللہ پڑھ کر بھی چھوڑے جائیں تو مالک تک پہنچنے سے پہلے اگر شکار مر بھی گیا تو حلال ہے مزید ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہاں جبکہ شکار کو زخمی بھی کیا ہو یعنی خون بھی نکلا ہو اور یہ ان وحشی جانوروں کے لئے ہے جو جنگل میں ہوں خود پکڑے ہوئے خرگوش پہ کتے آزمائے جائیں تو وہ حلال نہ ہوگا اور شکار پر چھوڑتے وقت یا تیر چلاتے وقت خنجر پھینکتے وقت اللہ کا نام لیا جائے پھر شکار ذبح سے قبل مر جائے تو بھی حلال ہے نیز شکار ایک ضرورت کی حد تک تو درست ہے مثلاً بعض جگہ لوگوں کا گذارہ شکار پر ہوتا ہے یا غریب لوگ جو بازار سے گوشت خریدنے کی ہمت نہیں رکھتے شکار کر لیتے ہیں یا پھر ایک بہت بڑا فائدہ ورزش اور نشانہ بازی کا ہے کہ میرے خیال کے مطابق تو تقریباً ساری جنگی چالیں اور لڑائی کے داؤ شکار میں آزمائے جاتے ہیں اور نشانہ بازی کی مشق بھی ہوتی ہے مگر اس میں بھی یہ خیال ضرور رہنا چاہیئے کہ ضرورت سے زیادہ جانور نہ مارے جائیں۔ اور محض شوق پورا کرنے کے لئے اور وقت صرف کرنے کے لئے بطور شغل تو اسراف میں داخل ہو کر ناجائز ہوگا

نیز ارشاد ہوتا ہے کہ تمام ستھری چیزیں تم پر حلال کی جاتی ہیں اور اہلِ کتاب کا کھانا بھی، ایسے ہی تمہارا کھانا ان پر حلال کیا جاتا ہے یہاں علمائے کرام میں بہت طویل بحثیں ہیں اور ایک بات پہ سب متفق ہیں کہ کھانے سے مراد ذبیحہ ہے ورنہ دال آٹا شکر نمک مرچ وغیرہ میں تو ویسے بھی کوئی قید نہیں کہ مسلم سے غیر مسلم خرید سکتا ہے اور غیر مسلم سے مسلمان۔ اس میں تو صرف حاصل کرنے کا طریقہ جو اپنایا جائے اس کا درست ہونا ضروری ہے پھر یہاں بات بھی ذبیحہ پہ چل رہی ہے تو اس کے لئے سب بحثوں کا ماحصل یہ ہے کہ سوائے یہودی اور نصرانی کے کوئی دوسرا فرقہ اہل کتاب ثابت نہیں ہوتا ہندو ہوں یا سکھ آریہ سماجی ہوں یا بدھ ایک فرقہ صابئین کہلاتا ہے جن کو کہا جاتا ہے کہ وہ زبور کے پیروکار ہیں لیکن نہ ان کے پاس زبور ہے نہ اس بات کا کوئی ثبوت ہے ایسے ہی باقی تمام مذاہب کی کتابوں کا حال ہے مثلاً ہندوؤں کے وید وغیرہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ کسی آسمانی کتاب کی بگڑی ہوئی صورت ہوں اس لئے صرف یہ دو فرقے اہل کتاب قرار پائے اب رہی بات اُن کے ذبیحہ کی تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اگرچہ یہ شرک میں مبتلا ہو چکے تھے اور نزولِ قرآن کے وقت تھے مگر ذبح اللہ ہی کے نام پہ کرتے تھے اب ان میں دو خرابیاں مزید

درآئی ہیں ایک تو اب ان کا عقیدہ وہ نہیں رہا یعنی سرے سے خدا اور آخرت پہ یقین ہی نہیں رکھتے لیکن مردم شماری میں یہودی یا نصرانی ہیں ایسوں کا ذبیحہ حلال نہ ہو گا کہ وہ خود اہل کتاب ہی نہیں رہے دُوسرے اُنھوں نے بہت سے حرام کھانے شروع کر دیئے جن میں سرفہرست خنزیر ہے جو ان کی شریعت میں بھی حلال نہ تھا سو اب اسے خواہ کوئی ذبح بھی کرے تو خود ذبح کرنے والا کافر ہو گا کہ حرام کو حلال بنا رہا ہے جو کُفر ہے۔ تیسری خرابی یہ ہے کہ ان میں بعض جہلاء نے اللہ کے نام کی جگہ عزیر علیہ السلام یا مسیح علیہ السلام کا نام لے کر ذبح کرنا شرُوع کر دیا تو جب مسلمان غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے حرام ہو جاتا ہے اہل کتاب کا غیر اللہ کے نام پر ذبح کیسے حلال ہو گا۔؟

اسی طرح اُن کی ایماندار اور پاکدامن عورتیں مسلمانوں پہ حلال ہیں جبکہ اُنھیں حق مہر ادا کر کے باقاعدہ نکاح کریں اور محض وقتی طور پر شہوت رانی مقصود نہ ہو اور نہ چوری چھُپے کی دوستی کی اجازت ہے یہاں بھی دو طرح کی قید لگا دی کہ اوّل تو پاکدامن ہوں جو مغربی اور یہودی و نصرانی موجودہ معاشرے میں تصور بھی محال ہے پھر کم از کم اپنی کتاب پر تو ایمان ہو آجکل یہ وہ بھی چھوڑ چکے اور پھر کلبوں کی دوستی کی اجازت نہیں جو اُن کی زندگی کا شیوہ بن چکی ہے غالباً یہ اجازت بھی اسی لیئے دی گئی کہ اہل کتاب میں وہی عورتیں نکاح میں حلال تھیں جو اسلام میں تھیں اور طریقہ نکاح بھی وہی تھا کہ ایجاب و قبول بھی ہو گواہ بھی ہوں اعلان بھی مگر اب اوّل تو پاکدامنی کا قصہ جانے دیجئے اور اس موضوع پر بات ہی نہ کریں دوم عقائد بھی بہت کم لوگوں میں باقی ہیں باقی صرف مردم شماری میں شامل ہیں سو ایسے لوگوں سے بھی اجازت نہ ہو گی پھر باقاعدہ شادی ہو متعہ کرنے کی اجازت نہیں یعنی وقتی طور پر شہوت رانی کر لی اور فارغ ہو گئے یہ سرے سے حرام ہے اسی لیئے یہود کی پروردہ شیعہ تنظیم نے اس پر بہت زور دیا ہے اور اب ایران میں ہر امام باڑے کے ساتھ کمرے بنا دیئے گئے ہیں جو یہ مقصد فوری طور پر پورا کرتے ہیں۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ ذبیحہ کے معاملہ میں تو فرمایا کہ اُن کا ذبیحہ تمھارے لیئے اور تمھارا اُن کے لیئے حلال ہے مگر نکاح کے بارے صرف مسلمان مرد کو کتابی عورت سے شادی کی اجازت دی مسلمان عورت کتابی مرد سے نکاح نہیں کر سکتی یہ بہت لمبی لمبی بحثوں کا خلاصہ میں نے یہاں عرض کر دیا ہے اس کے علاوہ دور جدید کے فتوے کہ اہل کتاب کے ساتھ کھانا پینا نکاح وغیرہ میں کوئی حرج نہیں یہ ان لوگوں کی باتیں ہیں جو اپنی مرضی کو اسلام کے نام پر اور اپنی پسند اور عیاشی کو ثواب کے نام پر رواج دینا چاہتے ہیں ورنہ اس دَور میں بھی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے گورنر نے کتابی عورت سے شادی کی تو فرمایا طلاق دو

دو! اُنھوں نے لکھا "یا امیر! کیا یہ میرے لئے حرام ہے؟" فرمایا "نہیں! مگر درست بھی نہیں کہ اوّل تو خطرہ ہے کہ اِن کی راہ سے مسلمان گھروں میں بے راہ روی آجائے گی کہ یہ نہ ہی اِس کی ملنے والیاں تو بے راہ رو ہوں گی اِن کا معاشرہ ہی ایسا ہے دوسرے اگر انھیں حسین سمجھ کر مسلمان شادیاں کرنے لگیں اور انھیں مسلمان خواتین پہ ترجیح دینے لگیں تو کیا یہ اچھا ہوگا؟ ہرگز نہیں اور اب تو انھوں نے مرد کا مرد سے نکاح جائز کر دیا۔ داماد کا ساس کے ساتھ اور سُسر کا بہو کے ساتھ کلیسا کی اجازت سے جائز ہو گیا کھانے پینے میں جُزوِ اعظم خنزیر قرار پایا اب تو نہ نکاح کی گنجائش رہ گئی ہے اور نہ ذبیحہ کھانے کی پھر بھی قرآن کا حکم منسوخ نہیں ہے ہاں، اگر اہلِ کتاب میں سے کوئی اس حد تک رہے جو جو قرآن کے نزول کے وقت تھی تو درست ہے ورنہ آج کل کی اباحت سے تو یہ کافر ٹھہرے اہل کتاب بھی ثابت نہیں ہوتے نیز اگر کوئی مسلمان یہودی یا نصرانی بن جائے تو وہ اہلِ کتاب میں شمار نہ ہوگا۔ بلکہ مُرتد ہوگا ہاں دیگر مذاہب سے کوئی ان میں داخل ہو تو اہلِ کتاب قرار پائے گا۔ سو تعمیلِ احکام میں یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ کریم بہت جلد حساب لینے والے ہیں اور یہ اصول بھی کبھی مت بھولو کہ جو شخص ایمان لانے کے بعد کافر ہوا یعنی حرام کو حلال سمجھنا اور حلال کو حرام شمار کرنا بھی تو کفر ہے اور ایمان لانے کے بعد یہ ہرگز زیب نہیں دیتا اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس نے اپنی آخرت تباہ کر لی، اور سخت نقصان میں چلا گیا۔

رکوع نمبر ۲ آیات ۶ تا ۱۱ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ ۶/۶

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۶

مومنو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو مُنہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لیا کرو اور سر کا مسح کر لیا کرو۔ اور ٹخنوں تک پاؤں (دھو لیا کرو) اور اگر نہانے کی حاجت ہو تو (نہا کر) پاک ہو جایا کرو۔ اور اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے بیت الخلا سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی لو اور اس سے مُنہ اور ہاتھوں کا مسح (یعنی تیمم) کر لو۔ خدا تم پر کسی طرح کی تنگی نہیں کرنا چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے تاکہ تم شکر کرو ۝۶

6. O ye who believe! When ye rise up for prayer, wash your faces, and your hands up to the elbows, and lightly rub your heads and (wash) your feet up to the ankles. And if ye are unclean, purify yourselves. And if ye are sick or on a journey, or one of you cometh from the closet, or ye have had contact with women, and ye find not water, then go to clean, high ground and rub your faces and your hands with some of it. Allah would not place a burden on you, but He would purify you and would perfect His grace upon you, that ye may give thanks.

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ
الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا
وَأَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ
بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝٧

اور خدا نے جو تم پر احسان کئے ہیں اُن کو یاد کرو اور
اُس عہد کو بھی جس کا تم سے قول لیا تھا (یعنی) جب تم
نے کہا تھا کہ ہم نے (خدا کا حکم) سن لیا اور قبول کیا اور اللہ سے
ڈرو کچھ شک نہیں کہ خدا دلوں کی باتوں (تک) سے واقف ہے (۷)

7. Remember Allah's grace upon you and His covenant by which He bound you when ye said: We hear and we obey; and keep your duty to Allah. Lo! Allah knoweth what is in the breasts (of men).

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ
لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ
شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا
هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ
اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝٨

اے ایمان والو! خدا کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے
کھڑے ہو جایا کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر
آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو انصاف کیا کرو
کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور خدا سے ڈرتے رہو۔
کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے (۸)

8. O ye who believe! Be steadfast witnesses for Allah in equity, and let not hatred of any people seduce you that ye deal not justly. Deal justly, that is nearer to your duty. Observe your duty to Allah. Lo! Allah is Informed of what ye do.

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۙ
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝٩

جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے خدا نے
وعدہ فرمایا ہے کہ اُن کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے (۹)

9. Allah hath promised those who believe and do good works: Theirs will be forgiveness and immense reward.

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝١٠

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا
وہ جہنمی ہیں (۱۰)

10. And they who disbelieve and deny Our revelations, such are rightful owners of hell.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ
أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۖ وَ
اتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝١١

اے ایمان والو! خدا نے جو تم پر احسان کیا ہے اُس کو
یاد کرو جب ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی
کریں تو اس نے اُن کے ہاتھ روک دیئے اور خدا
سے ڈرتے رہو۔ اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے (۱۱)

11. O ye who believe! Remember Allah's favour unto you, how a people were minded to stretch out their hands against you but He withheld their hands from you; and keep your duty to Allah. In Allah let believers put their trust.

اسرار و معارف

کفر اور آخرت کی ناکامیوں سے بچنے کے لئے پاکیزگی ضروری ہے کفر دل کی نجاست اور آلودگی کا نام ہے ہر گناہ دل کو آلودہ کر دیتا ہے حتیٰ کہ ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جب آلودگی کفر کی حد کو پہنچ جاتی ہے اب دل کی طہارت اور پاکیزگی کے لئے اس کو نجاست سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ بدن بھی پاک رکھا جائے اور اللہ کریم کے ساتھ عبادت کا تعلق قائم رکھا جائے ہر حال اور ہر صورت میں، بلکہ فرائض کو چھوڑنا تو موت کو دعوت دینے والی بات ہے فرائض کے ساتھ حسب ہمت نوافل اور اذکار کو شامل رکھنا چاہیئے اب فرائض کی ادائیگی کے لئے جسم کا پاک ہونا شرط ہے اور اگر پاک بھی ہے تو وضو کا ہونا شرط ہے کہ جب وقت داخل ہوا نماز فرض ہو گئی جب نماز فرض ہوئی تو اس کی تکمیل کے ذرائع بھی فرض ہو گئے۔ جن میں اول وضو، کپڑوں کا پاک ہونا، جگہ کا پاک ہونا سمت قبلہ وغیرہ

آجاتے ہیں تو وضو کیسے ہوگا ؟ فرمایا اپنا مُنہ دھو لو ، دونوں ہاتھوں کو کُہنیوں تک دھو لو اور سَر کا مَسح کرلو، یعنی گیلا ہاتھ پھیر لو اور ٹخنوں تک دونوں پاؤں دھو لو، یہ چار امور وضو کے فرائض ہیں باقی کچھ سُنت اور کچھ امور مُستحب ہیں اب اگر جنابت ہو یعنی سارے بدن کو پاک کرنے کی ضرورت ہو تو پاک کرلو غسل کرلو، لیکن کوئی عذر ہو جیسے بیماری یا سفر کی حالت میں غُسل یا وضو کی سہولت کا میسّر نہ ہونا ۔ یا کسی مرض کا ہونا جس کا پانی کے استعمال سے بڑھنے کا اندیشہ ہو یا پھر تم رفع حاجت کرکے آؤ جس کے لیئے وضو ضروری ہے یا بیوی سے صحبت کرلو جس سے غُسل فرض ہو جائے اور پانی مل نہ رہا ہو، تو تیمم کرلو صاف اور پاک مٹی کی قسم کی چیز پر ہاتھ رکھ کر منہ پر مل لو اور دوسری بار رکھ کر دونوں ہاتھوں سے کُہنیوں تک مل لو تو جب تک وہ عذر دُور نہیں ہوتا یہی غسل یا وضو کا قائم مقام رہے گا کہ اللہ کریم تمھیں محض پریشان کرنا نہیں چاہتے بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ تمھارے بدن میں پاکیزگی آئے تم اللہ کی عبادت کرو جس سے دِل میں پاکیزگی آئے تاکہ تم اس قابل ہو سکو کہ اس کی تجلیات و انوارات کو قبول کرسکو۔ سُورج طلوع ہو کر روشنی بکھیرتا ہے پتھر کو تو کوئی فرق نہیں پڑتا مگر آئینہ سُورج کے سامنے کرو تو خود ایک چھوٹا سا سُورج بن جاتا ہے تم بھی دِلوں کو پاکیزہ کرو سینے میں پتھر نہیں آئینہ خانہ سجاؤ! کہ اللہ اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے ۔ اور تم اس کا شکر ادا کرسکو یعنی توفیقِ شکر بھی خود انعاماتِ باری میں سے ہے اسکی توفیق کا نصیب ہونا بھی اللہ کریم کا بہت بڑا انعام ہے اور اللہ کی نعمتوں کو بھی یاد کرو جو تم پر ہیں اور وہ عہد بھی ہمیشہ یاد رکھو جو تم نے اسلام قبول کرکے اللہ سے کیا کہ قبول اسلام یہی ہے کہ آدمی عہد کرلیتا ہے اطاعت کا بندگی کا سُننے اور ماننے کا ہر حُکم کی تعمیل بدِل و جان کرنے کا اور اللہ سے اپنا تعلق مضبوط رکھو اپنے اس رشتے کا خیال ہر رشتے سے مقدم جانو کہ اللہ کریم دِلوں کے بھید جاننے والے ہیں انتہائی پوشیدہ سوچیں بھی اُن کی ذات سے چُھپ نہیں سکتیں۔

دراصل اصلاحِ احوال کی ساری عمارت حقوق کی حفاظت اور فرائض کی ادائیگی پہ اُستوار ہوتی ہے جس میں سب سے مقدم اور ضروری حقوق کی حفاظت کا کام ہے مگر اس کا مدار بھی ایک فریضہ پر ہے جسے شہادت کہا جاتا ہے یعنی جو واقعہ دیکھو یا جس کے بارے میں جو علم تمھارے پاس ہو اُسے اللہ کی امانت سمجھ کر دیانتداری سے اور انصاف سے متعلقہ افراد یا ادارے تک پہنچاؤ جس ادارے یا فرد نے اِس شہادت کی بُنیاد پر فیصلہ دینا ہے ۔ اور اس میں تمھیں کسی قوم یا فرد کی دُشمنی یا ناراضگی بھی انصاف سے نہ ہٹا سکے ۔ اسلام نے انصاف کو دوست اور دشمن سب کے لیئے برابر رکھا ہے پہلے بھی ارشاد باری گذر چکا ہے کہ اگر اپنے عزیزوں کے خلاف شہادت دینا پڑے تب بھی ضرور دو ۔ یا خود اپنے خلاف پڑتی ہو

تب بھی بات کھری اور صاف کرو یہاں فرمایا کسی سے ناراضگی یا دشمنی کی بنا پر ایسی شہادت نہ دو جس سے اس کا حق مجروح ہوتا ہو یعنی اس کے ساتھ انصاف نہ ہو سکے۔ دو ہی باتیں تو انصاف کے راستے کا پتھر ہیں یا کسی کی دوستی مجبور کرتی ہے یا آدمی کسی سے ناراض ہو کر اس کے خلاف بات کرتا ہے مگر مومن کی شان یہ ہے کہ اپنے جذبات پر اپنے ایمان کو غالب رکھے اور جو بات بھی کرے اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے کرے انسان کی دوستی اور دشمنی سے بہت بالاتر ہو کر۔ علماء نے اس میں ہر شہادت کو لیا ہے مثلاً کسی سکول کا سرٹیفکیٹ کہ یہ اتنے جماعت پاس ہے ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ کہ اسے یہ بیماری ہے یا اس کی حالت ایسی ہے اور اسی طرح کے بے شمار واقعات جن کا فیصلہ کسی شہادت پہ موقوف ہوتا ہے یا ووٹ دینا یہ بھی شہادت ہے کہ یہ آدمی متعلقہ کام کی اہلیت بھی رکھتا ہے اور سفارش بھی کہ دیانتداری سے کرے گا اور تیسرے وکالت بھی کہ ایسے حقوق جو شہریوں کے مشترک ہیں ان کی وکالت اسے دی جا رہی ہے اب اگر واقعی اس میں اہلیت واستعداد ہے اور اس نے دیانتداری سے حق ادا کیا تو ثواب میں ہر ووٹر بھی حصہ دار ہو گا۔ لیکن اگر صورت دوسری ہے تو اس کی بدکاری کی سزا ہر ووٹر کو بھی بھگتنا ہو گی سوائے اس کے کہ اللہ ہمیں معاف کر دے ہم توبہ کریں اور قوم اور ملک پر رحم کرتے ہوئے اپنے اوپر اپنی آئندہ نسل پر ترس کھاتے ہوئے دیانتداری کے ساتھ سچی شہادت دیں کہ فرمایا" اعدلوا " عدل کرو، انصاف کو ہاتھ سے مت جانے دو کہ یہی تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے یعنی تقویٰ کا پہلا اور فوری اثر ہی انصاف یا عدل ہے اور تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو کہ یہی مقصود حیات ہے یعنی اپنا قلبی اور کیفی تعلق اللہ کریم کے ساتھ اس مضبوطی سے استوار کرو کہ اس کی فرمانبرداری پہ مجبور کر دے اور نافرمانی کو جی نہ مانے اور یاد رکھو اللہ تمہارے ہر حال سے باخبر ہے تمہاری کوئی بات بھی تو اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا یعنی عقائد درست کر لئے اور اعمال کی اصلاح کر لی عملی زندگی میں نیکی کا راستہ اختیار کر لیا ان کے ساتھ اللہ کریم کا بخشش کا وعدہ ہے عمل میں اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کے لئے کوشش کرنا یہ ان کا کام ہے مجاہدہ ان کی طرف سے ہے محنت ان کی ہے۔ ثمرات وہی ہوتے ہیں اس پر پھل لگانا یہ اللہ کا وعدہ ہے اگر بتقاضائے بشریت کوئی کمی رہ گئی انسانی کمزوریوں کی وجہ سے جو نقصان رہ گیا اسے پورا کر کے نہ صرف انکی بخشش کا بلکہ ان پر بہت زیادہ انعام واکرام کی بارش کا بہت زیادہ عطا کا وعدہ ہے اور یہ اللہ کا وعدہ ہے اس کے بالمقابل بعثت رسالت اور نزول کتاب کے باوجود دلائل میسر ہونے کے کسی نے کفر کی راہ اختیار کی اور ہماری آیات کو جھٹلایا تو ایسے لوگوں کو دوزخ میں رہنا ہو گا۔

اور مسلمانو! تمہیں تو اللہ کے احسانات یاد کرتے ہی رہنا چاہئیں کہ تم کمزور تھے اور قریش نے یہود نے کفار نے کون سی کوشش ہے جو نہ کی ہو کونسی کسر اٹھا رکھی تھی سب کا یہ خیال تھا تمہیں نابود کر دیا جائے مگر یہ اللہ کا احسان ہے۔ کہ سب کو نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا اور تمہیں غلبہ وقوت نصیب ہوئی شان وشوکت نصیب ہوئی سلطنت و اختیار اور اقتدار نصیب ہوا۔ اب تمہیں انصاف کا دامن چھوڑنا زیب ہی نہیں دیتا اور معمولی فوائد کا لالچ یا نقصانات کا خوف انصاف کے راستے کی دیوار مت بننے دو۔ اللہ پر بھروسہ کرو جس نے پہلے تمہاری حفاظت فرمائی ہے پھر بھی ایمانداروں کو اسی پر بھروسہ زیب دیتا ہے۔

رکوع نمبر ۳   آیات ۱۲ تا ۱۹   لَا يُحِبُّ اللّٰهُ ۶

وَلَقَدْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ۚ
وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا ۖ وَقَالَ
اللّٰهُ إِنِّي مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ
وَآتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَآمَنتُم بِرُسُلِي وَ
عَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا
حَسَنًا لَّأُكَفِّرَنَّ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ
لَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا
الْأَنْهٰرُ ۚ فَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنكُمْ
فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ ﴿١٢﴾

اور خدا نے بنی اسرائیل سے اقرار لیا اور ان میں
ہم نے بارہ سردار مقرر کیے۔ پھر خدا نے فرمایا
کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم نماز پڑھتے
اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے پیغمبروں پر
ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اور خدا کو
قرض حسنہ دو گے تو میں تم سے تمہارے
گناہ دور کر دوں گا اور تم کو بہشتوں میں داخل
کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں پھر جس نے
اسکے بعد تم میں سے کفر کیا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا ﴿۱۲﴾

12. Allah made a covenant of old with the Children of Israel and We raised among them twelve chieftains, and Allah said: Lo! I am with you. If ye establish worship and pay the poor-due, and believe in My messengers and support them, and lend unto Allah a kindly loan,[3] surely I shall remit your sins, and surely I shall bring you into gardens underneath which rivers flow. Whoso among you disbelieveth after this will go astray from a plain road.

فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا
قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن
مَّوَاضِعِهِ ۙ وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا
بِهِ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ
مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۖ فَاعْفُ
عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣﴾

تو ان لوگوں کے عہد توڑ دینے کے سبب ہم نے ان پر
لعنت کی اور انکے دلوں کو سخت کر دیا۔ یہ لوگ کلمات (کتاب)
کو اپنے مقامات سے بدل دیتے ہیں۔ اور جن باتوں کی ان کو
نصیحت کی گئی تھی انکا بھی ایک حصہ فراموش کر بیٹھے اور
تھوڑے آدمیوں کے سوا ہمیشہ تم انکی (ایک نہ ایک) خیانت کی
خبر پاتے رہتے ہو۔ تو ان کی خطائیں معاف کر دو اور (ان سے) درگزر
کرو کہ خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ﴿۱۳﴾

13. And because of their breaking their covenant, we have cursed them and made hard their hearts. They change words from their context and forget a part of that whereof they were admonished. Thou wilt not cease to discover treachery from all save a few of them. But bear with them and pardon them. Lo! Allah loveth the kindly.

وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّا نَصٰرٰىٓ أَخَذْنَا
مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا

اور جو لوگ (اپنے تئیں) کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم
نے ان سے بھی عہد لیا تھا مگر انہوں نے بھی اس نصیحت کا

14. And with those who say: "Lo! we are Christians," We made a covenant, but they forgot a part of that whereof

they were admonished. Therefor We have stirred up enmity and hatred among them till the Day of Resurrection, when Allah will inform them of their handiwork.

بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ
بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١٤﴾

جو اُن کو کی گئی تھی ایک حصہ فراموش کر دیا تو ہم نے اُنکے
باہم قیامت تک کیلئے دشمنی اور کینہ ڈال دیا۔ اور جو کچھ وہ کرتے
رہے خدا عنقریب اُن کو اس سے آگاہ کرے گا ﴿۱۴﴾

15. O people of the Scripture! Now hath Our messenger come unto you, expounding unto you much of that which ye used to hide in the Scripture, and forgiving much. Now hath come unto you light from Allah and a plain Scripture:

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا
يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ
مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ
جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾

اے اہلِ کتاب تمہارے پاس ہمارے پیغمبر (آخرالزماں) آ گئے
ہیں کہ جو کچھ تم کتاب (الٰہی) میں سے چھپاتے تھے وہ اس میں سے بہت
کچھ تمہیں کھول کھول کر بتا دیتے ہیں۔ اور تمہارے بہت سے قصور معاف
کر دیتے ہیں۔ بیشک تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور روشن کتاب آ چکی ہے ﴿۱۵﴾

16. Whereby Allah guideth him who seeketh His good pleasure unto paths of peace. He bringeth them out of darkness unto light by His decree, and guideth them unto a straight path.

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ
سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٦﴾

جس سے خدا اپنی رضا پر چلنے والوں کو نجات کے رستے
دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے میں سے نکال کر روشنی کی
طرف لے جاتا اور اُن کو سیدھے رستے پر چلاتا ہے ﴿۱۶﴾

17. They indeed have disbelieved who say: Lo! Allah is the Messiah, son of Mary. Say: Who then can do aught against Allah, if He had willed to destroy the Messiah son of Mary, and his mother and everyone on earth? Allah's is the Sovereignty of the heavens and the earth and all that is between them. He createth what He will. And Allah is Able to do all things.

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ
الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ
مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ
الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ
فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾

جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیٰ بن مریم خدا
ہیں وہ بیشک کافر ہیں۔ (اُن سے) کہہ دو کہ اگر خدا عیسیٰ بن
مریم کو اور انکی والدہ کو اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو
ہلاک کرنا چاہے تو اُسکے آگے کس کی پیش چل سکتی ہے؟
اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر
خدا ہی کی بادشاہی ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے
اور خدا ہر چیز پر قادر ہے ﴿۱۷﴾

18. The Jews and Christians say: We are sons of Allah and His loved ones. Say: Why then doth He chastise you for your sins? Nay, ye are but mortals of His creating. He forgiveth whom He will, and chastiseth whom He will. Allah's is the Sovereignty of the heavens and the earth and all that is between them, and unto Him is the journeying.

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا
اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ
بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ
خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ
مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؗ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٨﴾

اور یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اُسکے
پیارے ہیں۔ کہو کہ پھر وہ تمہاری بداعمالیوں کے سبب
تمہیں عذاب کیوں دیتا ہے (نہیں) بلکہ تم اسکی مخلوقات
میں (دوسروں کی طرح کے) انسان ہو۔ وہ جسے چاہے بخشے اور
جسے چاہے عذاب دے۔ اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں
میں ہے سب پر خدا ہی کی حکومت ہے اور (سب کو) اسکی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿۱۸﴾

19. O people of the Scripture! Now hath Our messenger come unto you to make things plain after an interval (of cessation) of the messengers, lest ye should say: There came not unto us a messenger of cheer nor any warner. Now hath a messenger of cheer and a warner come unto you. Allah is Able to do all things.

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا
يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ
اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا
نَذِيْرٍ ؗ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٩﴾ ع

اے اہلِ کتاب پیغمبروں کے آنیکا سلسلہ جو ایک عرصے تک (
منقطع) رہا تو (اب) تمہارے پاس ہمارے پیغمبر آ گئے ہیں جو تم کو
(ہمارے احکام) بیان کرتے ہیں تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی
خوشخبری یا ڈر سنانے والا نہیں آیا سو اب تمہارے پاس خوشخبری
اور ڈر سنانے والے آ گئے ہیں۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے ﴿۱۹﴾

پہلی قوموں سے بھی عہد لئے گئے تھے کہ یہ فطرت کا قانون ہے کہ انسان کو شعور بخشا اور عقل سے نوازا۔

عقل وہ قوت ہے جو دماغ میں ہے اور جسم کی ضرورتوں کا احساس کرنا انھیں پورا کرنے کے اسباب تلاش کرنا، اس کا کام ہے شعور وہ قوت ہے جو دل میں ہے اور جو عظمت الٰہی کو اپنی حیثیت کے مطابق سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہے جہاں تک عقل کا تعلق ہے تو اسکی ضرورت کے مطابق ہر جاندار کو دی گئی ہے جس کا استعمال ہم روزمرہ زندگی میں دیکھتے ہیں۔ رہا شعور و آگہی یہ صرف انسان کی صفت ہے۔ اب باقی جانداروں کی طرح اس کی عقل بھی اسے پیٹ بھرنے یا دُنیا کے لذائذ سے فائدہ اٹھانے کے لئے کہتی ہے مگر شعور کہتا ہے صرف زندہ رہنا مقصد حیات نہیں میرا مقصد حیات دوسرے تمام جانوروں کی طرح نہیں ہے وہ تو محض میری ضرورت کے لئے میری خدمت کے لئے پیدا کیئے گئے مگر مجھے دُنیا کو بھی ضرور استعمال کرنا ہے کہ اس پر میری زندگی کا مدار ہے مگر اس طریقے سے کرنا ہے جو مجھے میرا رب سکھائے یا جس کا حُکم دے گا کہ اس طرح دنیا کا نظام بھی چلتا رہے گا اور میرا تعلق میرے رب سے بھی مضبوط تر ہوتا چلا جائیگا۔ سو اسی لیئے اللہ کی طرف سے مختلف اوقات میں مختلف امتوں سے وعدے لئے جاتے رہے اور ان پر انعام کے وعدے کئے جاتے بھی رہے۔ جیسے ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا۔ اور اُن کے بارہ قبائل تھے سو ہر قبیلے کا ایک سردار مقرر ہوا جو اپنے قبیلے کی طرف سے ایفائے عہد کا ذمہ دار تھا یہاں سے سمجھ آتی ہے کہ سردار یا جو آدمی قابلِ احترام ہو یا جس کی بات مانی جاتی ہو اس کو چاہیئے کہ لوگوں کو نیکی پر قائم رکھنے کے لئے بھی کوشش کیا کرے یہ اس کی ذمہ داری ہے امیر ہو مولوی یا پیر۔ اور اللہ نے ان سے تو اطاعت کا وعدہ لیا اپنی طرف سے بہت وسیع عطا و بخشش سے نوازا کہ ” انی معکم “ میں خود تمہارے ساتھ ہوں یوں تو اللہ ذاتی طور پر ہر جگہ موجود ہے مگر اس معیت کا مطلب و معنی اپنی رضا و خوشنودی سے ساتھ ہونا ہے۔ ذاتی امور ہوں، خانگی ہوں یا قومی اور یہ اتنا بڑا انعام ہے کہ ساری ولایت کا خلاصہ ہے کہ معیتِ باری حاصل ہو جائے۔ نیز چونکہ یہاں معیت کا مدار انسان کی طرف سے وعدہ پورا کرنے پر ہے اگر پورا نہیں کرے گا تو محروم ہو جائے گا۔ کہ جب شرط موجود نہ رہے مشروط بھی نہیں رہتا۔ تو یہی ولایت کی حقیقت ہے کہ بڑے سے بڑا ولی اللہ تب تک ولی اللہ ہے جب تک اطاعت شعار ہے۔ اگر اطاعت گئی ولایت بھی گئی یہاں بھی یہی مفہوم ارشاد ہوا ہے کہ تمھیں میری ذات کی معیت نصیب رہے گی مگر شرط یہ ہے کہ تم نماز کو قائم رکھو گے غالباً نماز ادا کرنے اور نماز قائم کرنے میں فرق یہ ہے کہ ادا کرنا صرف اپنی ذات تک ہے اور اقامت سے

مراد معاشرے میں ماحول میں اپنے ارد گرد گھر میں بچوں میں جہاں جہاں رسائی ہو تمام کو ادا کرانے کی کوشش اقامت کہلائے گی جس کا حکم دیا جا رہا ہے یا دوسرے لفظوں میں شرطِ ولایت ٹھہرائی جا رہی ہے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے کہ یہ بھی فریضہ ہے جس کا بہت کم اہتمام ہوتا ہے حق یہ ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو اگر شرائط پوری ہوتی ہوں تو پورا پورا حساب کرکے نہ صرف دے دی جائے بلکہ مستحقین تک پہنچائی جائے ہاں جو حکومت زبردستی کاٹ لیتی ہے اسے شمار کر لیا جائے کہ وہاں انسان کا بس نہیں اسے مستحقین تک پہنچانے کی ذمہ داری بھی حکومت کی ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں تو مسلسل انبیاء تشریف لائیں گے تو تمہیں میرے رسولوں کے ساتھ ایمان لانا ہوگا یہ نہ ہو کہ کسی نئے نبی کا زمانہ پاؤ تو اس کا انکار کر بیٹھو اور کافر شمار ہونے لگو اور رسولوں کے ساتھ ایمان کی دلیل اُن کے مشن میں اپنی حیثیت کے مطابق ہاتھ بٹانا، عقائد میں اعمال میں معاشرے کی اصلاح کا جو عظیم کام اللہ کے رسُولوں کے ذمہ ہوتا ہے اس میں ان کی مدد کرنا ورنہ خالی دعوے کرکے خود بھی عمل نہ کر سکنا یا اپنی ذات کو بھی آمادہ نہ کر سکنا دراصل رسالت کے ساتھ ایمان کی نفی کرنے کے برابر ہے اور ساتھ تم صدقاتِ نافلہ بھی دیتے رہے اپنی کوششوں کے ساتھ اپنے اعمال کو بھی اور اپنے مال کو بھی زکوٰۃ کے علاوہ بھی ترویجِ دین کی خاطر خرچ کرتے رہے۔ یہ غالباً چار بنیادی شرائط ہو گئیں جن کے گرد پوری انسانی زندگی گھومتی ہے، عبادات، عقائد، معاملات اور اصلاحِ معاشرہ کے لئے جدوجہد۔ اگر تم اس پر قائم رہو تو میں ذاتی طور پر تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہیں کام مشکل نظر آئے گا مگر جب مستقل مزاجی سے کرتا جاؤ گے تو ہو جائے گا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اور زائد از ضرورت رقم کو بھی عیاشی پہ خرچ کرنے کی بجائے اللہ کی راہ میں اور دین کی خدمت میں اور اصلاحی اور رفاہی کاموں میں لگاؤ گے تو بحیثیت انسان جو کمزوری رہ جائے گی معاف کر دوں گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے تابع نہریں چلتی ہیں یعنی ابدی اور دائمی راحتیں نصیب ہوں گی لیکن اب اتنی تفصیل سے بات ہو جانے کے بعد بھی جو کُفر کرے گا تو اس کے گمراہ ہونے میں کیا کسر رہ گئی اور اس کی تباہی میں کیا باقی ہے اب انھوں نے وعدہ خلافی کی اور عہد توڑ دیا تو ہم نے ان پر سزائیں مسلط کر دیں اوّل لعنّٰھم انھیں رحمت سے محرُوم کر دیا اور طرح طرح کے عذاب ان پر وارد ہوئے، بیماریوں کی صُورت میں غرق ہونے کی صورت میں آسمان سے آگ برسی اور کبھی پتھر کبھی کسی ظالم بادشاہ نے قتل کر دیا اور کبھی کوئی اور مصیبت ٹوٹ پڑی دوسری بات یہ ہوئی، کہ رحمت سے محرُومی کی وجہ سے ہم نے اُن کے دلوں کو سخت کر دیا یعنی ولایت سے جو شخص معزُول و محرُوم ہوتا ہے وہ

دو طرح کے عذابوں میں مبتلا ہو جاتا ہے ایک جسمانی اور مادی ایذا بشرطیکہ وہ ایذا ہو باعتبار اپنے نتیجہ کے۔ اور دوسرے دل تباہ ہو جاتا ہے سخت ہو جاتا ہے سیاہ ہو جاتا ہے اور اُلٹ جاتا ہے۔ بُرائی کو پسند کرنے لگتا ہے اور نیکی سے گھبراتا ہے جیسے ان کے جب دل تباہ ہوئے تو انھوں نے اللہ کی کتابوں میں ردّ و بدل شروع کر دیا اور تحریف کر دی۔ چند سکوں کے لیے یا وقتی اقتدار کے لیے کبھی الفاظ بدل دیے اور کبھی معانی بدل دیئے اور جو طریقہ اللہ سے برکات اور فیوضات حاصل کرنے کا سکھایا گیا تھا وہ بھول گئے یعنی دل کے تباہ ہونے سے رُوحانی برکات کا سارا نظام ہی تباہ ہو کر رہ گیا چنانچہ آپ ہر روز ان سے کسی نہ کسی فریب ہی کی بات سُنتے ہوں گے یہ کوئی نہ کوئی دھوکہ ہی کرتے ہوں گے کہاں نیکی میں اقوام عالم کی قیادت و سیادت اور کہاں چند ٹکڑوں کے لیے دھوکے فریب جھوٹ بندوں کے ساتھ خُدا کے ساتھ، اللہ کی کتاب کے ساتھ ہاں سوائے چند خوش نصیبوں کے جو مخلص رہے تو انھیں آپ ﷺ پر ایمان بھی نصیب ہو گیا لیکن باوجود ان سب خرابیوں کے آپ ان سے درگذر کا معاملہ فرمایئے ان کا اپنا کردار ہے آپ کا اپنا مقام ہے سو ان کی خرابیوں کو نظر انداز فرماتے ہوئے اُن تک اللہ کا پیغام پہنچاتے رہیئے کہ اللہ احسان کرنے والوں کو ہی پسند کرتے ہیں ایسے لوگوں کو جو سینہ چیر کر سامنے رکھ دیں اور ساری قوت حکم بجا لانے پہ صرف کر دیں وہی اللہ کو بھی پسند ہیں اور یہ جو اپنے نصرانی ہونے کے مدعی ہیں ان سے بھی عہد لیا تھا ان کے آباؤ اجداد کی طرح اور انھوں نے بھی اپنے پیشروؤں کی طرح بھلا دیا سو اس کی سزا انھیں اُن دو سزاؤں کے ساتھ مزید یہ ملی کہ مذہب کی کئی شاخیں ہو گئیں جو ایک دوسرے کو برداشت کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں اور یہ قیامت تک ایک دُوسرے سے بغض اور دشمنی ہی کرتے رہیں گے حتیٰ کہ اللہ ہی انھیں احساس دلائیں گے کہ یہ کیا کرتے رہے اور ان کا کردار کیا رہا ہے یعنی قیامت کو انھیں اُن کے اعمال کا پتہ چلے گا اے اہل کتاب! حق بات یہ ہے کہ ہمارا رسُول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لا چکا جو ساری انسانیت کے لیے مبعوث ہوا ہے وہی تمہاری طرف بھی اللہ کا رسُول ہے اور اس کی نبوت کی بہت دلیلوں میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ خود اپنی کتاب میں سے بعض حقائق جو تم نے چھپا رکھے ہیں چونکہ معاشرے کو اُن کی ضرورت ہے آپ ظاہر فرما دیتے ہیں حالانکہ آپ نے کسی سے بھی کوئی کتاب وغیرہ کبھی نہیں پڑھی اور بہت سی باتیں جن کا بتانا ضروری نہ ہو بلکہ محض تمہاری رسوائی ہوتی ہو ان سے درگذر فرماتے ہیں۔ یہ آپ کا اخلاقِ کریمانہ بھی دلیلِ نبوت ہے اور پھر آپ ﷺ کے ہمرکاب تو روشنیاں سفر کرتی ہیں کہ کتاب لائے ہیں وہ بھی نور اور ہدایت ہے آپکا وجودِ عالی

بذاتِ خود نورِ ہدایت ہے اخلاقِ کریمانہ نورِ ہدایت ہے آپ کے علوم نورِ ہدایت اور آپ کے پاس کتاب وہ بھی روشن روشن، جو انسان بھی اللہ کی رضا کا اور اس کی خوشنودی کا طالب ہو اللہ کریم اُسے اسی رسُول اور اسی کتاب کے ذریعہ سے سلامتی کے راستوں پہ پہنچا دیتے ہیں اور انھیں تاریکیوں سے چھین لیتے ہیں اپنی قوت کے ساتھ اندھیروں سے نکال لیتے ہیں اور روشنی میں پہنچا دیتے ہیں یعنی برائی سے ہٹا کر نیکی پر لگا دیتے ہیں اور انھیں سیدھے راستے پہ چلنے کی توفیق ارزاں فرماتے ہیں آخرت اور بخشش کی راہیں ان پہ آسان فرما دیتے ہیں یہ رضائے الٰہی کی دلیل ہے اور اسی کو ولایت کہا جاتا ہے کہ نیکی کی توفیق ارزاں ہو جائے۔

جو لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو خود حضرت مریم کے بیٹے ہیں اللہ مانتے ہیں ان کے کفر میں تو کوئی شبہ نہیں عقل کے بھی اندھے ہیں کہ جو انسان پیدائش کے وقت یا اس سے پہلے ماں کے پیٹ میں کس قدر محتاج ہوتا ہے۔ وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے جو پیدا ہو سکتا ہے مر بھی تو سکتا ہے پھر پیدا ہونا خود اس بات کی دلیل ہے کہ پیدا کرنے والا کوئی اور ہے اب اُن ہی سے پُوچھیے اللہ جس نے مسیح علیہ السلام ہی کو نہیں ان کی والدہ کو بھی پیدا فرمایا تھا اگر انھیں موت دینا چاہے تو بھلا اُسے کون روک سکے گا؛ یا رُوئے زمین پر بسنے والے تمام ذوی الارواح کو موت دے دے تو کون ہے جو اس کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے کوئی نہیں، چنانچہ حضرت مریم واقعی فوت ہو چکی ہیں۔ عیسےٰ علیہ السلام بھی نزول کے بعد فوت ہوں گے کیونکہ ارض و سما کی حکومت و پادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے یعنی سب پر اسی کا حکم چلتا ہے اور جو ان کے علاوہ ہے اس پر بھی حکمران وہی ہے اور عیسےٰ علیہ السلام کی تخلیق اگر والد کے بغیر ہوئی تو یہ اُلوہیت کی دلیل تو نہیں بن سکتی کہ ہوئے تو پھر بھی مخلوق ہی اور اللہ قادر ہے جس طرح چاہے پیدا کرے اگر وہ بندوں کو کھیتوں میں اُگانا چاہتا تو بھی کوئی اُسے روکنے والا نہ تھا عیسےٰ علیہ السلام کے والد نہ تھے آدم علیہ السلام کی والدہ تھیں نہ والد۔ وہ جیسے چاہے پیدا کرے کہ ہر چیز پہ قادر ہے۔

یہ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں ہم خود سارے کے سارے سے اولاد ہی اللہ کی ہیں اور اللہ کو بڑے محبوب ہیں ذرا اُن کی بات سُنیے اور حالات ملاحظہ فرمایئے کہ دل سیاہ عقائد تباہ اعمال برباد ظالم سُود خور اور بدکار اور انجام کار کافر اور جہنم کے رہنے والے کیا اگر اللہ کی اولاد ہوتی تو یہی حالت ہوتی اور اس میں یہی اوصاف ہوتے وہ تو لاشریک ہے احد ہے اجزا سے پاک ہے اور اولاد تو والد کا جزو ہوتی ہے پھر تمہارے عقائد اور کرتوتوں پر اُخروی سزا کی وعید بار بار کیوں

اصل بات یہ ہے تم بھی عام انسان ہو جیسے دُوسری مخلوق ہے تم بھی ہو اب اللہ کی مرضی کہ معاف کر دے اور نیکی کی توفیق ارزاں فرما دے یا جسے چاہے اس کے گناہوں اور خطاؤں پہ عذاب کرے کہ ارض وسما اور اس کے ماسوا پہ حکومت اسی ذاتِ وحدہٗ لاشریک کی ہے اور وہی ہر چیز اور ہر نفس کا خالق بھی ہے اور سب نے اُسی کی طرف لوٹ کر جانا بھی ہے۔

اے اہل کتاب! ہمارے رسُول ﷺ تمہارے پاس ایسے حال میں تشریف لائے ہیں کہ عرصہ دراز سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا علماء فرماتے ہیں کہ پہلے دین کی کچھ نہ کچھ اساس ہوتی تھی کہ دوسرا نبی مبعوث ہو جاتا تھا مگر عیسےٰ علیہ السلام کے بعد چھ سو سال کا عرصہ آپ ﷺ کی بعثت تک کوئی نبی مبعوث نہ ہوا۔ اسی کو عہد فترت یعنی ایسا زمانہ جس میں تعلیماتِ نبوت منقطع ہو گئی تھیں کہا جاتا ہے ایسے زمانے میں جہاں نورِ نبوت یا دینِ اسلام کی تبلیغ نہ پہنچی ہو وہاں دینِ عیسوی یا مُوسوی ہو کسی بھی دین کے نام پر رسُومات ہی سہی ان پر کاربند رہنے والا بھی نجات پا جائے گا بشرطیکہ شرک میں مبتلا نہ ہو گیا کہ توحیدِ باری پہ تو ذرہ ذرہ اور پتا پتا گواہی دے رہا ہے تو ارشاد ہوتا ہے کہ یہی دیکھ لو! صدیوں کے انقطاع نے مخلوق کو کس قدر گمراہ اور سچائی سے دُور کر دیا تھا۔ لوگ کتنے جاہل توہم پرست اور برائیوں میں مبتلا تھے انسانیت کیا تھی ایک جان بلب مریض دیکھو! میرے حبیب ﷺ کا کارنامہ کہ اس لاعلاج مریض کو کیسی صحت نصیب ہوئی کہ ایک بندے کے ہاتھوں ﷺ پورا عہد پورا زمانہ، پوری انسانیت سُدھر گئی پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی کہ کل روزِ حشر کہو ہمیں تو کوئی سیدھے راستہ پر چلانے یا بُرے راستے سے روکنے کو آیا ہی نہیں۔ ایک عالم سُدھر گیا اور تمہیں خبر نہ ہوئی تم ایسے بدنصیب ہو کہ ابھی مخالفت کی سوچ رہے ہو یہی وہ آنے والا تھا جو تشریف لا چکا بشیر بھی یہی ہے اور نذیر بھی یہی ہستی ہے۔ اللہ کریم نے پوری انسانیت کی ہدایت کے لئے سارے زمانوں اور سارے ملکوں میں اسی کا پیغام، پیغامِ حق قرار دیا ہے جو انشاء اللہ پہنچے گا بھی اور غالب بھی ہو گا کہ اللہ ہر چیز پہ قادر ہے۔

رکوع نمبر ۴ آیات ۲۰ تا ۲۸ لَا یُحِبُّ اللّٰہ ۶/۸

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائیو تم پر خدا نے

20. And (remember) when Moses said unto his people: O

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ
اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّاٰتٰىكُمْ
مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾

جو احسان کیے ہیں اُن کو یاد کرو کہ اُس نے تم میں پیغمبر
پیدا کیے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تم کو اتنا کچھ عنایت کیا
کہ اہلِ عالم میں سے کسی کو نہیں دیا (۲۰)

my people! Remember Allah's favour unto you, how He placed among you prophets, and He made you kings, and gave you that (which) He gave not to any (other) of (His) creatures.

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ
الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى
اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾

تو بھائیو تم ارضِ مقدس (یعنی ملکِ شام) میں جسے خدا
نے تمہارے لیے لکھ رکھا ہے چل داخل ہو اور (دیکھنا مقابلے
کے وقت) پیٹھ نہ پھیر دینا ورنہ نقصان میں پڑ جاؤ گے (۲۱)

21. O my people! Go into the holy land which Allah hath ordained for you. Turn not in flight, for surely ye turn back as losers:

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ
وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ
فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

وہ کہنے لگے کہ موسیٰ وہاں تو بڑے زبردست لوگ (رہتے)
ہیں اور جب تک وہ اس سرزمین سے نکل نہ جائیں ہم وہاں جا نہیں سکتے
ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم جا داخل ہوں گے (۲۲)

22. They said: O Moses! Lo! a giant people (dwell) therein, and lo! we go not in till they go forth from thence. When they go forth, then we will enter (not till then).

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ
اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ
فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۬ۚ
وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

جو لوگ (خدا سے) ڈرتے تھے ان میں سے دو شخص جن پر
خدا کی عنایت تھی کہنے لگے کہ اُن لوگوں پر دروازے کے
رستے سے حملہ کردو جب تم دروازے میں داخل ہوگئے
تو فتح تمہاری ہے۔ اور خدا ہی پر بھروسہ رکھو بشرطیکہ
صاحبِ ایمان ہو (۲۳)

23. Then outspake two of those who feared (their Lord, men) unto whom Allah had been gracious: Enter in upon them by the gate, for if ye enter by it, lo! ye will be victorious. So put your trust (in Allah) if ye are indeed believers.

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا
مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ
فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

وہ بولے کہ موسیٰ جب تک وہ لوگ وہاں ہیں ہم کبھی وہاں
نہیں جا سکتے (اگر لڑنا ہی ضرور ہے) تو تم اور تمہارا خدا
جاؤ اور لڑو۔ ہم یہیں بیٹھے رہیں گے (۲۴)

24. They said: O Moses! We will never enter (the land) while they are in it. So go thou and thy Lord and fight! We will sit here.

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَ
اَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ
الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾

موسیٰ نے (خدا سے) التجا کی کہ پروردگار میں اپنے اور اپنے
بھائی کے سوا اور کسی پر اختیار نہیں رکھتا تو ہم میں
اور اِن نافرمان لوگوں میں جدائی کر دے (۲۵)

25. He said: My Lord! I have control of none but myself and my brother, so distinguish between us and the wrongdoing folk.

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ
سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ
عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾

خدا نے فرمایا کہ وہ ملک اُن پر چالیس برس تک کے لیے
حرام کر دیا گیا (کہ وہاں جانے نہ پائیں گے اور جنگل کی) زمین میں
سرگرداں پھرتے رہیں گے تو ان نافرمان لوگوں کے حال پر افسوس نہ کرو (۲۶)

26. (Their Lord) said: For this the land will surely be forbidden them for forty years that they will wander in the earth, bewildered. So grieve not over the wrongdoing folk.

اسرار و معارف

بنی اسرائیل کا بگاڑ

دُنیا میں انسانیت پہ اور بنی آدم پہ اللہ نے کیا کیا انعامات کیے اور کتنے احسانات
فرمائے اس کا اندازہ انسان کے بس سے باہر ہے اور انسانوں سے کس قدر لغزشیں کوتاہیاں

بلکہ نافرمانیاں وقوع پذیر ہوئیں یہ شمار کرنا بھی ناممکن مگر ایک بات سامنے آجاتی ہے کہ پھر اللہ ہی کی رحمت اور اُسی کی شفقت گرتے پڑتے انسانوں کو تھام لیتی ہے اور وہ کتنا حلیم کس قدر بُردبار اور عظیم ہے اسقدر کہ اس کے برابر کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا یہ بنی اسرائیل تو ان کی عمومی گمراہی کی بات تو ہو چکی ایک خاص واقعہ بھی سُن لیجئے اور بڑی عجیب بات ہے کہ ایسے زمانے میں یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا جو اپنی برکات کے اعتبار سے معجزات کے اعتبار سے بنی اسرائیل کا مثالی دور تھا اور موسیٰ علیہ السلام جیسے اُولوالعزم رسُول اُن میں بنفسِ نفیس تشریف رکھتے تھے برکاتِ الٰہی کا کوئی حساب و شمار نہ تھا کہ اللہ کریم کی طرف سے ارشاد ہوا موسےٰ ! اپنی قوم سے کہو آگے بڑھ کر ارضِ مقدس پر قبضہ کرئے یہ قبضہ ہم نے تمہارے نصیب میں لکھ دیا ہے یعنی بنی اسرائیل کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے کہ اس پر ان کا قبضہ ہوگا ارضِ مقدس سے اس عہد کا ملک شام مراد لیا جاتا ہے جس میں بیت المقدس بھی شامل تھا اور یہ زمین انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا تقریباً مرکز رہی ہے غالباً طوفانِ نوح علیہ السلام کے بعد اکثر آبادی بھی انہی علاقوں میں تھی یا اسی جگہ سے گرد و پیش پھیلنا شروع ہوئی تھی لہٰذا یہاں کثرت سے نبی مبعوث ہوئے اس لئے نہ صرف بیت المقدس بلکہ پورے ملک کو ارضِ مقدس کہا جاتا تھا ۔ مُوسےٰ علیہ السلام نے بڑے حکیمانہ انداز میں بات قوم تک پہنچائی کہ دیکھو اللہ کریم نے تم پر بیشمار احسانات کیئے ہیں اور بہت ہی انعامات سے نوازا ہے کہ تمہاری قوم میں مسلسل سلسلۂ نبوّت جاری فرما دیا تھا سب سے اعلیٰ انعام رُوحانی کمال ہوتا ہے ۔ مادّی کمالات کی حیثیت اس کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر بھی نہیں بنتی اور کمالات رُوحانی کی انتہا نبوّت ہے جس کے فیضان سے صحابیت اور جس کی تربیت سے ولایتِ خاصہ نسل در نسل اور سینہ بسینہ چلتی ہے اب تم لوگ یہ دیکھو کہ اللہ کریم نے اتنی بڑی نعمت تم میں کس قدر عام کر دی کہ پے در پے انبیاء مبعوث فرمائے پھر کمالاتِ روحانی کے ساتھ مادّی دولت یا سیاسی غلبہ نصیب ہو جائے تو یہ نورٌ علےٰ نور ہے اور ربِ کریم کا بہت بڑا احسان ہے سو تمہیں بادشاہت بھی عطا کی حکومت و سلطنت بھی بخشی کبھی نبی کو ہی بادشاہ بنا دیا اور یہ کتنا حسین دَور ہو گا جس میں حکومت اللہ کے نبی کی ہو یا پھر نبوت کے ساتھ انبیاء کے خُدّام کو حکومت عطا کر دی اور من حیث القوم رُوحانی کمالات بھی اور مادّی ترقی بھی ۔ دونوں تمہارے حصّے میں آئے اور تمہیں نصیب ہوئے ۔ یہ ایسے کمالات تھے جو تمہارے زمانے میں رُوئے زمین پر تمہارے کسی ہم عصر کو نصیب نہ ہوئے یہ معمولی انعامات نہ تھے اور پھر اب دیکھو کہ تم قبطیوں کے تابع تھے کس قدر ذلیل و خوار ہو چکے تھے وہ تمہیں انسانی حقوق دینے پہ بھی تیار نہ تھے مگر اللہ

نے پھر مجھے مبعوث فرمایا اور تم نے دیکھا کہ ساری شان و شوکت ساری ہیبت و عظمت کے باوجود فرعون کو ہر مقابلے میں ذلیل ہونا پڑا۔ جادوگر بھی اُسے چھوڑ کر ایمان لے آئے پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ غرق ہوا اس کے لشکر تباہ ہوئے اور اللہ نے تمھیں قابض کر دیا حکومت عطا کر دی اپنی کتاب عطا فرمائی باوجودیکہ تم بچھڑے کی پوجا میں ملوث ہو گئے تھے پھر تمھیں معاف فرمایا اور توبہ قبول فرمائی اب جس ملک میں تمھیں انسان نہیں سمجھا جاتا تھا وہاں تمھاری حکومت ہے۔ اس کے ساتھ اللہ کریم نے تم پر مزید انعام کیا ہے اب قاعدہ یہ ہے دُنیا میں اسباب اختیار کرنا ضروری ہے پھر اس پر اجر دینا یا انعام عطا فرمانا یہ اللہ کا کام ہے مجاہدہ کیسی اور ثمرات وہبی ہوتے ہیں سو اللہ نے تمھیں ارض مقدس یا ملک شام بھی بخش دیا مگر تم اس طرف بڑھو یہی جہاد کا ثواب بھی پاؤ اور ملک کی سرحدیں بھی وسیع تر کر لو اور اس کے ساتھ ارض مقدس بھی تمھاری حکومت کے زیرِ انتظام آجائے اور دیکھو جہاد کو مشکل سمجھ کر پیچھے مت ہٹنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے اگر وہ احسانات و انعامات عطا کر سکتا ہے تو سزا بھی دے سکتا ہے لہٰذا اس کا حکم ماننے میں کوتاہی نہ کرنا اب ہُوا یہ کہ قوم نکل چلی جب مصر اور شام کے درمیان پہنچے تو فیصلہ ہُوا کہ کچھ لوگوں کو بھیجا جائے جو اندازہ کریں کہ اس شہر کے لوگ کیسے ہیں فوج کیسی اور کتنی ہے؟ حفاظت کا اہتمام کیا ہے تو قرعہ فال سرداروں کے نام پڑا کہ جناب! جو سرداری کرتے ہیں انھیں پہلے بھیجا جائے چنانچہ وہ گئے۔ شہر کونسا تھا؟ مفسرین نے تین چار شہروں کے نام لکھے ہیں مگر کوئی بھی ہو ملک شام کا مرکزی شہر تھا۔ اگر فتح ہو جاتا تو سارا ملک فتح ہو جاتا چنانچہ وہ آگے آگے بڑھے جا رہے تھے کہ انھیں اس شہر کا ایک آدمی مل گیا یہ لوگ عمالقہ کہلاتے اور قوم عاد کے بچے کھچے لوگوں کی اولاد تھے جن کی قد و قامت اور ڈیل ڈول تو مشہور ہے انھوں نے دیکھا تو ہاتھ پاؤں پھول گئے اس نے پوچھ گچھ کی تو مزید گھبرا گئے وہ پکڑ کر لے گیا اور امیر کے روبرو پیش کر دیئے وہاں انھوں نے جو دیکھا وہ اسی ڈیل ڈول کا، بڑی شان و شوکت فوج اسلحہ بہت گھبرائے اہلِ دربار نے سوچا انھیں قتل کرنا مفید نہیں انھیں چھوڑ دیا جائے تو یہ اپنی قوم کو جا کر بددل کر دیں گے جو ہم پر حملہ آور ہوا چاہتی ہے۔ کیونکہ انھوں نے سارا راز اُگل دیا تھا چنانچہ رہا کر دیئے گئے اور گرتے پڑتے موسےٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے اور سارا قصّہ سُنایا کہ جناب یہ لوہے کے چنے ہیں حضرت نے تسلّی دی فرمایا یہ اللہ کا کام ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ وہ یہ ملک تمھیں عطا کرے گا تمھیں صرف آگے بڑھنا ہے لہٰذا تم یہ باتیں مت کرو، نہ خود گھبراؤ اور نہ دوسروں کے لئے ایسی فضا پیدا کرو کہ وہ جہاد سے ڈر جائیں بلکہ یہ بات بھول جاؤ کسی سے تذکرہ ہی نہ کرنا لیکن وہ نہ رہ سکے۔ اور اس تاکید کے ساتھ کہ

میں تمہیں بتاتا ہوں تم کسی کو مت بتانا اپنے قریبی لوگوں کو بتایا پھر کچھ ان کے قریبی تھے سوائے دو سرداروں کے باقی دس نے افشائے راز کر دیا اور بات لوگوں میں پھیل گئی یہ قوم جو آج بڑھ بڑھ کر باتیں بنا رہی ہے۔ ان کے اجداد نے کہا اے موسیٰ ! وہاں تو کوئی بڑے تگڑے لوگ رہتے ہیں ہم اُن سے نہیں لڑ سکتے بھلا انسان انسان سے تو لڑے پہاڑوں سے کون سر مارے۔ اُن میں سے ایک آدمی نے ہمارے بارہ سردار پکڑ لیے بھلا ہم ان کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں ؟ - ہاں اگر وہ شہر خالی کر دیں اور اللہ ان پر کوئی ایسی مصیبت ڈالے کہ انھیں وہاں سے بھاگنا پڑے تو جب وہ لوگ چلے گئے ہم شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ ان دو سرداروں نے جنہوں نے راز بھی افشا نہیں کیا تھا بہت کوشش کی ، بڑا سمجھایا اور اس لیے وہ اس قابل ہوئے یعنی تھے تو اسی قوم کے فرد مگر نہ صرف خود قائم رہے بلکہ دوسروں کو سمجھانے اور تبلیغ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اس لیے کہ اُن میں اللہ کا خوف تھا ان کے کاموں میں للہیت ہوتی تھی دکھاوے کو نہیں کرتے تھے سو اُن پر اللہ کا انعام تھا کہ انبیاء کے انوارات کو اُن کے مزاج اور اُن کے قلوب قبول کرتے تھے اگر خوفِ خدا نہ ہوتا دکھاوا ہوتا تو دوسروں کے ساتھ ہی اُن کا شمار بھی ہوتا تو انھوں نے بات سمجھانے کی بڑی کوشش کی کہ بھئی وہ لوگ تم سے خوفزدہ تھے۔ اگر جرأت ہوتی تو ہمیں کو قتل کر دیتے مگر انھوں نے اس منصوبہ بندی پہ ہمیں چھوڑا ہے کہ ان کے قد کاٹھ کے قصے سُن کر تم لوگ ڈر جاؤ اور حملہ کرنے سے باز رہو ورنہ اندر سے وہ کھوکھلے ہیں اور بہت ڈرے ہوئے اگر تم شہر کے ایک دروازے پہ ہلہ بول دو تو وہ دوسرے سے بھاگ جائیں گے اور تمہیں فتح نصیب ہو گی اور ویسے بھی ایمان کا تو تقاضا ہی یہی ہے کہ اللہ پر بھروسہ کیا جائے اور اسی پہ اُمید رکھی جائے۔ جب اللہ کریم اپنے رسُول کی وساطت سے فتح کا وعدہ فرما رہے ہیں جس کی زبانِ حق ترجمان پر سینکڑوں وعدے پورے ہو چکے ہیں تو پھر پیچھے ہٹنے کے لیے تو کوئی جواز نہیں رہ جاتا۔ مگر وہ نہ مانے اور سیدھا سیدھا کہہ دیا کہ اے موسیٰ ! ان کے ہوتے ہوئے ہم اس شہر میں داخل نہ ہوں گے ۔ ہاں ! آپ لڑیئے اور آپ کا خُدا بھی تو آپ کے ساتھ ہے خدا خود اُن سے لڑے ہم یہاں بیٹھے ہیں یہ کریں گے کہ چلو ! یہاں سے پیچھے نہیں بھاگتے مگر آگے جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ جانیں اور آپ کا رب ۔ اِس قوم کو دیکھو ! کہنے لگے موسیٰ ، یہ آپ کا ربّ بھی عجیب ہے ، ذلیل تھے ، خوار تھے زندہ تو تھے وہاں سے نکلوایا۔ فرعون سے بچایا ورنہ غرقِ دریا ہی کر دیتا اب یہاں لا کر مروانے کا کیا فائدہ بھئی ! ہمیں تو سوائے موت کے کچھ نظر نہیں آتا اور موت سے زندگی بہرحال اچھی تھی۔ خواہ تکلیف دہ سہی۔

اب خود لڑیئے یا اپنے رب کو بلا لیجئے ہم یہاں نتائج کا انتظار کریں گے یہ ایک میدان میں فروکش تھے جو مصر اور شام کے درمیان تھا موسےٰ علیہ السلام نے عرض کی بار الٰہ! اپنی جان پر اور بھائی پر تو بس چلتا ہے لیکن ان بدکاروں پہ میرا اختیار نہیں چلتا، اب تو ہی مناسب اور بہتر فیصلہ صادر فرما۔ خواہ ہمیں ان سے جدا ہونا پڑے اکیلے لڑنے کا حکم دیدے ہم حاضر ہیں۔ تو جواباً ارشاد ہوا کہ ان کا اپنا فیصلہ ہے ہم اسی جگہ بیٹھیں گے سو اب انھیں بطور سزا چالیس برس اسی جگہ گذارنے ہونگے اب چاہیں بھی تو چالیس برس سے پہلے نہ آگے جا سکتے ہیں نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں یہ بس یہی وادی ہے جس میں آوارہ گردی ان کا مقدر ہے چنانچہ کوئی تیس فرسخ یا تقریباً نوّے میل لمبی اور نو فرسخ یعنی ستائیس میل چوڑی وادی میں پھنس کر رہ گئے اور چالیس برس تک کوشش کرتے رہے ہر طرف چلتے اور سفر کرتے رہے مگر وادی سے نکلنا نصیب نہ ہوا اگرچہ پہلے بھی کئی بار ان سے گستاخی اور اللہ کی طرف سے معافی ہوتی رہی کہ موسےٰ علیہ السلام دعا کرتے تو انھیں پھر معاف کر دیا جاتا مگر ہر بار کسی نہ کسی سزا سے گذرنا پڑا، گوسالہ پرستی پہ قتل ہونا پڑا اور یہاں جہاد سے انکار پر چالیس برس کے لیئے نظر بند کر دیئے گئے نہ پولیس نہ ہتھکڑی نہ جیل نہ دیوار بس اللہ کی مرضی کہ ہمیشہ چل پھر کر انہی جگہوں پہ پہنچ جاتے جہاں سے چلے ہوتے اور یہ حال پورے چالیس برس رہا غرضیکہ ایک نسل تقریباً گذر گئی خود ہارون علیہ السلام اور موسےٰ علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔ عرصہ پورا ہوا تو یوشع بن نون نبی مبعوث ہوئے اور پھر ان کی سرکردگی میں اس شہر پر حملہ ہوا اور فتح ہوا، ملک شام بھی ان کی ملکیت یا حکومت میں شامل کر دیا گیا۔ یہاں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی کا اتباع نہ کرنے پر اگر نبی معاف بھی کر دے تو بھی دُنیاوی نقصان ضرور ہوتا ہے یہی حال طالب اور شیخ کے رشتے کا ہے اگر معاف بھی کر دیا جائے تو مقاماتِ روحانی سلامت رہ جائیں گے مصائبِ دنیوی سے بچنا ممکن نہیں ہوتا مگر اس سب کے باوجود موسےٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اللہ کے دو نبیوں کا ساتھ اور نیک اور مخلص بندوں کا ساتھ بھی تھا جنہوں نے انھیں چھوڑا نہیں ان کے ساتھ اس وادی میں رہے تو اس کے طفیل انھیں توبہ نصیب ہوئی آخرت نہ صرف بچ گئی بلکہ سُدھر گئی نیز دنیا میں بے شمار برکات نصیب ہوئیں کہ دھوپ کی شکایت ہوئی تو بادل کا سایہ کر دیا گیا جدھر چلتے اُدھر چلتا رہتا پانی کی تنگی ہوئی تو ایک پتھر میں سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے جو مناسب سا پتھر تھا جب روانہ ہوتے تو اٹھا کر ساتھ لے چلتے جب پانی کی ضرورت ہوتی تو عصا مارتے اور پانی جاری ہو جاتا ایسے ہی آسمانوں سے من و سلویٰ کا نازل کیا جانا روشنی کے لیئے اسی عصا کو حضرت میدان میں گاڑ دیتے تو وہ نور کا منارہ

بن جاتا اور سارے میدان کو روشن کر دیتا سو شروع میں تو جب ان پر سزا مسلط کی گئی تو موسےٰ علیہ السلام کو بھی بہت دکھ لگا کہ شاید انھیں اتنی بڑی سزا کا گمان نہ ہو گا مگر سزا اعمال کی جنس ہی سے ہوتی ہے جب وہ اللہ کا، اللہ کے نبی کا حکم چھوڑ کر بیٹھ رہے ہے تو اللہ نے فرمایا اچھا پھر بیٹھو اور اب تسلی سے بیٹھو حتیٰ کہ یہ نسل تو اسی بیٹھک میں گذر جائے گی، مگر پھر موسےٰ علیہ السلام کو تسلی دی کہ بدکاروں پہ دکھ نہیں کرنا چاہیئے مگر ساتھ ساتھ ان کی وجہ سے ان پر پھر سے نعمتیں اور نوازشیں بھی جاری رکھیں کہ نیکیوں کی صحبت کبھی ضائع نہیں جاتی۔

رکوع نمبر ۵ آیات ۲۷ تا ۳۴ لا یحب اللہ ۶/۹

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ
اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا
وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ
لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ
مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٧﴾

اور (اے محمد) اُن کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات (جو بالکل) سچے (ہیں) پڑھ کر سنا دو کہ جب اُن دونوں نے (خدا کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تب قابیل ہابیل سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا اس نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں ہی کی نیاز قبول فرمایا کرتا ہے ﴿٢٧﴾

27. But recite unto them with truth the tale of the two sons of Adam, how they offered each a sacrifice, and it was accepted from the one of them and it was not accepted from the other. (The one) said I will surely kill thee. (The other) answered: Allah accepteth only from those who ward off (evil).

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ
اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ
اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٨﴾

اور اگر تو مجھے قتل کرنے کیلئے مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو میں تجھ کو قتل کرنے کیلئے تجھ پر ہاتھ نہیں چلاؤں گا۔ مجھے تو خدائے رب العالمین سے ڈر لگتا ہے ﴿٢٨﴾

28. Even if thou stretch out thy hand against me to kill me, I shall not stretch out my hand against thee to kill thee, lo! I fear Allah, the Lord of the Worlds.

اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ
فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ
جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ۚ

میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ میں بھی ماخوذ ہو اور اپنے گناہ میں بھی پھر (زمرہ) اہل دوزخ میں ہو۔ اور ظالموں کی یہی سزا ہے ﴿٢٩﴾

29. Lo! I would rather thou shouldst bear the punishment of the sin against me and thine own sin and become one of the owners of the Fire. That is the reward of evil-doers.

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ
فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣٠﴾

مگر اُس کے نفس نے اُس کو بھائی کے قتل ہی کی ترغیب دی تو اُس نے اُسے قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانے والوں میں ہو گیا ﴿٣٠﴾

30. But (the other's) mind imposed on him the killing of his brother, so he slew him and became one of the losers.

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ
لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ
قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ
هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ
مع فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿٣١﴾ۚ

اب خدا نے ایک کوا بھیجا جو زمین کریدنے لگا تاکہ اُسے دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کیونکر چھپائے۔ کہنے لگا اے ہے مجھ سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اس کوے کے برابر ہوتا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا۔ پھر وہ پشیمان ہوا ﴿٣١﴾

31. Then Allah sent a raven scratching up the ground, to show him how to hide his brother's naked corpse. He said: Woe unto me! Am I not able to be as this raven and so hide my brother's naked corpse! And he became repentant.

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ
اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ

اس (قتل) کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اسکے

32. For that cause We decreed for the Children of Israel that whosoever killeth a human being for other than man-

نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا
قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا
فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ
جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ
كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ
لَمُسْرِفُوْنَ ﴿32﴾

کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے
اُس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا، اور جو اسکی زندگانی
کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب
ہوا اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں
لا چکے ہیں پھر اس کے بعد بھی اُن میں بہت سے لوگ
ملک میں حدِ اعتدال سے نکل جاتے ہیں (32)

slaughter or corruption in the earth, it shall be as if he had killed all mankind, and whoso saveth the life of one, it shall be as if he had saved the life of all mankind. Our messengers came unto them of old with clear proofs (of Allah's sovereignty) but afterwards lo, many of them became prodigals in the earth.

اِنَّمَا جَزٰۗؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا
اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ
وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا
مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا
وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿33﴾

جو لوگ خدا اور اُس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک
میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں اُن کی یہی سزا ہے
کہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا اُن
کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں
کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں یہ تو دنیا میں
انکی رسوائی ہے اور آخرت میں انکے لئے بڑا بھاری عذاب تیار ہے (33)

33. The only reward of those who make war upon Allah and His messenger and strive after corruption in the land will be that they will be killed or crucified, or have their hands and feet on alternate sides cut off, or will be expelled out of the land. Such will be their degradation in the world, and in the Hereafter theirs will be an awful doom;

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا
ع عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿34﴾

ہاں جن لوگوں نے اس سے پیشتر کہ تمہارے قابو آجائیں
توبہ کرلی تو جان رکھو کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے (34)

34. Save those who repent before ye overpower them. For know that Allah is Forgiving, Merciful.

اسرار و معارف

آپ انہیں آدم علیہ السلام کے بیٹوں کا واقعہ سنائیے اور درست اور ٹھیک سنائیے جس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو یعنی حق کے ساتھ کہ آپ ﷺ کی بعثت ہی حق ہے اور آپ کا سنانا اللہ کے بتانے یعنی اعلام من اللہ سے ہے جو حق ہوتا ہے اور بیان کرنے والے کا حق سے ہٹنا بعض اوقات قوموں کو عروج و زوال سے متصادم کر دیتا ہے کہ ان تاریخی باتوں کے اثرات ہمیشہ دور رس ہوتے ہیں اس لئے ان کے بیان میں حق کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اسی طرح پڑھنے اور سننے والے کو بھی تحقیق کر لینا چاہیئے یہ تب کی بات ہے جب انھوں نے قربانی پیش کی۔ مفسرین نے بڑی تحقیق و جستجو سے جو واقعات کا خلاصہ پیش کیا ہے ۔ وہ کچھ اس طرح ہے کہ جب آدم علیہ السلام اور مائی صاحبہ کی ملاقات ہوئی سلسلہ توالد و تناسل چلا تو آپ کو ہمیشہ توام بچے نصیب ہوتے ۔ جن میں ایک بیٹا ہوتا اور ایک بیٹی اب دوسرا تو کوئی انسان تھا نہیں صرف انہی کی اولاد تھی تو سگے بہن بھائی میں نکاح

کو حلال نہ رکھا مگر توام پیدا ہونے والوں کو سگا بہن بھائی قرار دے کر دوسروں کے ساتھ نکاح کی اجازت دی گئی دو بیٹوں کے نام قابیل اور ہابیل لکھے جاتے ہیں قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی نسبتاً خوبصورت تھی اس نے کہا میں اس سے شادی کروں گا ہابیل اس سے کرے جو اس کے ساتھ پیدا ہوئی ہے آدم علیہ السلام نے سمجھایا کہ یہ خلافِ شریعت ہے اور ہرگز ممکن نہیں جب نہ مانا تو فرمایا لڑکی میرے پاس رہے گی تم دونوں بھائی قربانی پیش کرو اللہ نے جس کی قربانی قبول فرمالی اس کو دے دوں گا اب اس کا فیصلہ اللہ پر چھوڑ دو ہوتا یہ تھا. کہ قربانی کا جانور یا مال کھُلے میدان میں رکھ دیتے آسمان سے آگ آتی اور اُسے کھا جاتی اگر قبول نہ ہوتی تو پڑی رہ جاتی چنانچہ ہابیل کی قربانی تو قبول ہو گئی اور قابیل کی پڑی رہ گئی اب تو اللہ نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا تھا مگر یہ بھی اندر سے نہ مانا اور کہنے لگا آرام سے جینے نہ دوں گا. میں تجھے قتل کر دوں گا. انھوں نے کہا بھائی! ناراض کیوں ہوتے ہو؟ اللہ کے ہاں تو قبولیت کے لئے اخلاص شرط ہے میں نے قربانی پیش کی خالص اللہ کے لئے کہ جو بھی فیصلہ ہوگا صدق دل سے قبول کروں گا تُو نے پیش کی صرف لڑکی حاصل کرنے کی خاطر کہ تو اس کے حُسن پہ مرمٹا تھا تجھے اللہ کی رضا کی پرواہ نہ تھی بظاہر طریقہ تو اللہ کی عبادت کا تھا مگر اندر مقصد ایک عورت کو حاصل کرنا تھا سو اخلاص نہ ہو تو اللہ کریم قبول نہیں فرماتے اُنھوں نے تمھاری قُربانی رد کر دی یہ آیہ کریمہ دیکھ کر بڑے بڑے متقی کانپتے تھے کہ خدایا ہمارا عمل رد نہ فرمانا کہ یہ شرط اتنی آسان شرط نہیں ہے اور ہاں اگر تو نے زیادتی کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو یہ تیرا فیصلہ ہے میں پھر بھی تیرے ساتھ اس لئے زیادتی نہیں کروں گا کہ اس سے اللہ پاک ناراض ہوتے ہیں. جو سارے جہانوں کے پالنے والے ہیں جان دینا انھیں ناراض کرنے کی نسبت آسان ہے اور میرا خیال یہ بھی ہے کہ اگر تو زیادتی کرے گا تو گنہ گار تو ہو گا ہی لیکن اگر مجھ سے کوئی خطا ہو چکی ہے تو وہ بھی اس وجہ سے کہ تو مجھے ناحق قتل کرنا چاہتا ہے تجھ پر لاد دی جائے گی اور یہ کثرتِ گناہ تجھے جہنم میں لے جائے گی کہ ظالموں کی سزا یہی ہے اور جہنم ہی اِن کا ٹھکانہ ہے کچھ بھائی کی نرمی اور کچھ نفس کی شرارت نے اُسے مزید اکسایا اور اُس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا یہ پہلا قتل تھا اور پہلا فساد تھا جو انسانوں کے درمیان بپا ہوا اور اب اُسے وہ ندامت گھیرے ہوئے تھی جو ہر گناہ کے بعد گناہگار کو گھیر لیا کرتی ہے لیکن یہ وہ دَور تھا کہ ابھی مرنے اور دفن کرنے کے بارے کسی کو علم نہ تھا. سو قتل تو کر بیٹھا اب اسے کیا کرے یہ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا. کہ اللہ نے ایک کوا بھیج دیا اُسے دکھانے کو جس نے پنجوں سے زمین کھودی اور ایک مُردہ کوّے کو اس میں ڈال کر اس پر

مٹی ڈال دی تو اسے احساس ہوا کہ مجھے تو اس کوے کے برابر بھی عقل نصیب نہ تھی۔ اور بھائی دفن کر دیا۔ مگر ندامت اور پچھتاوا اُسے اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا۔

اسی لئے ہم نے بنی اسرائیل پر بھی فرض کر دیا کہ بغیر شرعی اجازت کے یا شرعی سزا کے علاوہ یا محض فساد بپا کرنے کو کسی نے قتل کر دیا تو اس نے ایک آدمی کو ہی قتل نہیں کیا بلکہ وہ انسانیت کا قاتل ہے اور اس پر اسقدر سزا مرتب ہو گی جسقدر انسانیت کے قتل پہ ہونی چاہیئے ایسے ہی کسی نے بچا لیا ایک آدمی کو ظالموں سے۔ جبکہ شرعی سزاؤں سے بچانا جو شرعاً واجب القتل ہیں انھیں بچانا جیسے میدان جنگ میں کافر۔ حربی تو خود گناہِ عظیم ہے ہاں کسی کو ظلماً قتل ہونے سے بچا لیا تو اس نے انسانیت کو بچا لیا اور اس کے ساتھ مسلسل انبیاء بھیجے اور واضح احکام دے کر بھیجے لیکن بنی اسرائیل کی اکثریت ہمیشہ دست درازی اور زیادتی ہی کرتی رہی کبھی نسب پہ فخر کرتے اور کبھی اپنے جھوٹے اعمال پر حالانکہ انھیں بتا دیا گیا کہ پہلے دن سے شرط قبولیت تقوائے اور خلوص ہے نہ نسب کام دے گا اور نہ دکھاوے کا عمل مگر یہ بدنصیب قوم کبھی سُدھرنے میں نہیں آتی۔

اِسلام اور جُرم و سزا

قانون یہ ہے کہ اُن میں سے کوئی ہو یا کوئی دُوسرا جو بھی اللہ اور اس کے رسول کا قانون توڑنے پر کمر بستہ ہو جائے اس نے گویا اللہ سے اور اللہ کے رسُول سے اعلان جنگ کر دیا اب وہ قانون توڑ کر زمین پر فساد بپا کرتا ہے ڈاکے ڈالتا ہے امن عامہ اور لوگوں کے جان مال اور آبرو کے لئے خطرہ ہے تو ایسے لوگوں کے لئے شریعت میں سزا کے تین درجے مقرر ہیں اوّل حدُود۔ ایسے جرائم جن میں حقوق اللہ بندے کے حقوق کی نسبت زیادہ مجروح ہوئے اُن پر اللہ نے سزا مقرر کر دی اب حاکم شہادت لے سکتا ہے۔ سزا وہی دے جو اللہ نے مقرر کی ہے یہ ڈاکے چوری زنا۔ تہمت زنا۔ اور شراب خوری ان پانچ جرائم پر ہیں اگر ان میں شہادت پُوری ہے تو شرعی طریقہ سے پوری سزا دی جائے گی خواہ جس کی چوری ہوئی وہ معاف بھی کر دے حد جاری ہو گی۔

اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر لُوٹ کی غرض سے قتل کیا لُوٹ نہ سکے تو قتل کیئے جائیں گے اگر لُوٹا بھی تو سولی دیئے جائیں گے۔ اگر صرف لُوٹا اور قتل نہ کیا تو مخالف سمت سے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں گے لیکن اگر صرف حملہ کیا نہ قتل کر سکے نہ لُوٹ سکے تو قید کر دیئے جائیں گے دوسری سزا قصاص ہے جس میں بندے کا حق

غالب ہے مثلاً کسی کو قتل کر دیا یا زخم لگا دیا تو اگر مقتول کے ورثا معاف کر دیں تو سزا معاف ہو جائے گی۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ آزاد چھوڑ دیا جائے کہ دوسروں کی حفاظت بھی تو حکومت کی ذمہ داری ہے سو حاکم اپنی صوابدید پر اسے قید وغیرہ دے سکتا ہے اور تیسری قسم تعزیرات ہیں وہ سزائیں جو اس کے علاوہ جرائم پر قاضی یا عدالت کی صوابدید پر چھوڑ دی گئی ہیں کہ حالات کے مطابق وہ سزا دیں یا عمل کریں اور یہ خاص خیال رہے کہ یہ سارا نظام جرم کے نتیجے میں رسوائی دینے کے لئے ہے نہ کہ مجرم معزز شہری کہلانا شروع کر دیں اور آخرت میں ایسے لوگوں کو بہت بڑا عذاب دیا جائے گا ہاں کوئی ایسا گروہ جو قانون سے حکومت سے بغاوت کر کے قانون شکنی کی راہ اپنا لیتا ہے۔ اگر حکومت کے قابو آنے سے پہلے توبہ کرے تو حکومت کو چاہیئے کہ اسے معاف کر دے لیکن گرفتاری کے بعد اگر توبہ بھی کرے تو وہ توبہ آخرت میں کام آسکتی ہے دنیا کی سزا پوری پائے گا۔ کہ اللہ کی توحید کا عقیدہ اور اس کی عبادت بھی ایک پر سکون معاشرے میں ہی نصیب ہو سکتی ہے ورنہ جہاں لوٹ مچی ہوئی ہو وہاں کسی پر وعظ کا اثر کیا ہوگا اور عبادت کی طرف رغبت کیسے ہوگی؛ اس لئے معاشرے میں انصاف اور امن کا قیام ہی دین کی اساس اور بنیاد ہے۔ کہ زمین اللہ کی ہے مخلوق بھی اللہ کی ہے رزق بھی اللہ کا ہے۔ تو خوف بھی صرف اللہ کا ہونا چاہیئے۔ اور کسی دوسرے کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ جب چاہے دوسروں کے جذبات سے کھیلتا پھرے حکومت اسلامیہ کا اصل فریضہ یہی ہے اسلام نے جرائم کو مختلف اقسام میں بانٹ دیا ہے اور ہر قسم کے لئے اسی درجہ کی سزا تجویز کی ہے۔ جس درجہ کا جرم ہے اس اعتبار سے سزاؤں کے تین درجے ہیں حدود۔ قصاص۔ تعزیرات۔ جہاں بندوں کی نسبت حقوق اللہ زیادہ مجروح ہوتے ہیں ان پر سزا بھی اللہ نے مقرر کر دی اور ان سزاؤں کو حدود کہتے ہیں یہ ڈاکہ۔ چوری۔ زنا۔ تہمت زنا۔ شراب خوری پانچ جرائم ہیں حدود میں اگر شرائط پوری ہوں شہادت درست ہو تو عدالت سزا میں کمی بیشی کرنے کا اختیار نہیں رکھتی ساتھ توبہ کا دروازہ بھی کھلا ہے لیکن اس سے حد جاری ہوگی آئندہ نیکی نصیب ہو گی یا آخرت کی بخشش نصیب ہو گی۔ ہاں اگر شرائط پوری نہیں کرتا مثلاً چوری کے لئے شرط ہے، کہ مال دوسرے کی ملکیت ہو اور اس میں لینے والے کی کوئی شراکت نہ ہو پھر مال محفوظ ہو مثلاً تالے وغیرہ میں بند ہو، لینے والے کو قطعاً اجازت نہ ہو اگر آپ نے استعمال کی اجازت دے رکھی ہو اور وہ پکا ہی لے گیا تو سرقہ ثابت نہیں ہو گا۔ غرض فقہ میں تفصیل موجود ہے ان پر سزاؤں کا ذکر ہو چکا ہے اگر جرم ثابت ہو جائے شہادت مہیا ہو جائے

تو حد جاری کی جائے گی اگر ذرا سا شبہ ثبوت جرم میں کہ یہ حدود میں آتا ہے یا نہیں ؛ یا شہادت میں ہو گیا تو حد جاری نہ ہو سکے گی مگر مجرم چھوٹ نہیں جائے گا مقدمہ تعزیرات میں چلا جائے گا ہاں ! ثابت ہو جائے تو متعلقہ شخص معاف بھی کر دے حد معاف نہ ہو گی جاری کی جائے گی دوسری صورت قصاص کی ہے جس میں بندے کا حق غالب ہے اس میں زخمی کرنے سے لے کر قتل تک شامل ہے دانت کا بدلہ دانت اور قتل کا بدلہ قتل، انسان کے قتل کے بدلے قاتل کو مطلق انسان ہی سمجھیں گے خواہ کسی بڑے آدمی نے غلام قتل کر دیا ہو اس میں اگر وارث معاف کر دیں تو سزا معاف ہو جائے گی اگر متعدد وارث ہیں ایک بھی معاف کر دے تو قتل ٹوٹ گیا اور سارے معاف کر دیں تو سب سزا ٹل گئی توبہ کرے تو گناہ بھی معاف مگر مقدمہ خارج نہ ہو گا تعزیرات میں چلا جائے گا جہاں عدالت اور حکومت کا کام ہے کہ حالات کے مطابق چھوڑ دے یا قید کی سزا دے یا کچھ جرمانہ بطور نصیحت کرے اور تیسرے تعزیرات وہ جرائم جن میں حقوق اللہ بھی مجروح ہوتے ہیں اور حقوق العباد بھی مگر سب سے زیادہ حکومت کے فرائض متاثر ہوتے ہیں ان کی سزا حکومت کو تجویز کرنے کا اختیار ہے جو شرعی مقاصد کے خلاف نہ ہو اور نہ دین کی یا سنت کی حدود سے باہر ہو کہ اصل مقصد لوگوں کی اصلاح قیام امن اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت ہے . اس لئے توبہ کا دروازہ بھی کھلا رکھا اور ہر ہر جملے کے ساتھ اللہ پر ایمان اور اس کی عظمت سے حیاء کی بات کی ہے اور ساتھ ساتھ آخرت کا دائمی اور ابدی زندگی کا تذکرہ بڑے پیار بھرے انداز میں کیا ہے کہ اگر چند سکے یا تھوڑی سی لذت پر دائمی زندگی داؤ پر لگانا پڑے تو ایسا مت کرو۔ رہ گئے وہ لوگ جو یورپ سے متاثر ہیں اور اسلامی سزاؤں کو بڑا وحشیانہ کہتے ہیں حالانکہ ایسا کہنا بجائے خود کفر ہے انھیں چاہیئے کہ یورپ میں جرائم کا اندازہ کریں باوجود اس کے کہ حکومت کی ساری مشینری پوری محنت سے کام کرتی ہے جرائم دن بدن بڑھتے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے وہاں جرائم کی فہرست میں بہت کم اعمال آتے ہیں نہ زنا جرم ہے نہ لواطت نہ جوا، اگر اس میں زبردستی نہ کی جائے تو بتائیے ! اخلاقیات کی تباہی کے لئے کسی اور ڈائنا مائیٹ کی ضرورت باقی ہے .

اسلامی قانون کی برکات

اب لے دے کے قتل ڈاکہ اور چوری رہ گئے جن کا اندازہ سب سے زیادہ انسانی حقوق کے علمبردار ملک امریکہ سے لگالیں کہ نیویارک شہر کا اندازہ دو قتل فی یوم اوسطاً ہے چوری اور لوٹ مار کا یہ حال ہے کہ دس ڈالر نقد جیب میں لے کر جانا اپنی موت کو دعوت دینا ہے

اور راستے میں گاڑی پنکچر ہو جائے اور آپ کھڑی کر کے چلے جائیں اگر گھنٹہ بھر بعد لوٹیں گے تو صرف پنجر ملے گا انجن ٹائر، پہیے، اے سی، ریڈیو ٹیپ وغیرہ کچھ نہیں لوگ نکال کر لے جا چکے ہوں گے اور یہ ان کی پوری کوششوں کا حاصل ہے جو وہ جدید آلات سے اور پوری دیانتداری سے کرتے ہیں مگر اسلامی ریاستوں میں، عرب ریاستوں میں، جہاں ٹوٹی پھوٹی حدود نافذ ہیں وہاں جا کر دیکھیں کہ ایک ایک دوکان کروڑوں روپے کے مال سے بھری ہے اور شیشے کی بنی ہوئی ہیں ایک لات مارو چور ہو جائے کوئی چوری نہیں کرتا کسی کو کسی پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت نہیں ہوتی کوئی کسی کا مال نہیں چھین سکتا اور آج بھی روئے زمین پر مثالی امن اگر ہے تو عرب ریاستوں میں ہے ورنہ دنیا کے کسی گوشے میں نہیں وہاں آپ نے کتنے ٹنڈے، پاؤں کٹے یا ہاتھ کٹے دیکھے؟ ہمیں اللہ کریم سال میں تین چار بار بھی لے جاتا ہے گذشتہ چودہ ۱۴ برسوں میں ایک واقعہ قصاص کا دیکھنے میں آیا ورنہ جرم نہ ہونے کے برابر ہے تو چیزوں کو یا مال کو ان کے نتائج کے اعتبار سے لکھا جانا چاہیئے اگر ایسا ہے تو پھر اسلام ہی ذریعۂ نجات ہے اور اسلامی سزائیں ہی قیام امن میں مدد کر سکتی ہیں۔

رکوع نمبر ۶ آیات ۳۵ تا ۴۳ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ ۶ ۱۰

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرتے رہو اور اُس کے رستے میں جہاد کرو تاکہ رستگاری پاؤ ۝

35. O ye who believe! Be mindful of your duty to Allah, and seek the way of approach unto Him, and strive in His way in order that ye may succeed.

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

جو لوگ کافر ہیں اگر اُن کے پاس رُوئے زمین (کے تمام خزانے اور اس) کا سب مال و متاع ہو اور اسکے ساتھ اسی قدر اور بھی ہو تاکہ قیامت کے روز عذاب سے رُستگاری حاصل کرنے (کا بدلہ دیں تو اُن سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اُ) ان کو درد دینے والا عذاب ہوگا ۝

36. As for those who disbelieve, lo! if all that is in the earth were theirs, and as much again therewith, to ransom them from the doom on the day of Resurrection, it would not be accepted from them. Theirs will be a painful doom.

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

(ہر چند) چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں مگر اس سے نہیں نکل سکیں گے اور اُنکے لئے ہمیشہ کا عذاب ہے ۝

37. They will wish to come forth from the Fire, but they will not come forth from it. Theirs will be a lasting doom

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ

اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت اُن کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ یہ اُن کے فعلوں کی سزا اور خدا کی طرف سے عبرت

38. As for the thief, both male and female, cut off their hands. It is the reward of their own deeds, an exemplary punish-

اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٨﴾

ہے۔ اور خدا زبردست (اور) صاحب حکمت ہے ﴿۳۸﴾

ment from Allah. Allah is Mighty, Wise.

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ
فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٩﴾

اور جو شخص گناہ کے بعد توبہ کرے اور نیکوکار ہو جائے
تو خدا اس کو معاف کر دے گا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا
بخشنے والا مہربان ہے ﴿۳۹﴾

39. But whoso repenteth after his wrongdoing and amendeth, lo! Allah will relent toward him. Lo! Allah is Forgiving, Merciful.

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۚ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ
لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٠﴾

کیا تم کو معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں خدا ہی
کی سلطنت ہے جس کو چاہے عذاب کرے اور جسے چاہے
بخش دے۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے ﴿۴۰﴾

40. Knowest thou not that unto Allah belongeth the Sovereignty of the heavens and the earth? He punisheth whom He will, and forgiveth whom He will. Allah is Able to do all things.

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ
يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ
قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ
قُلُوْبُهُمْ ۛ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ ۚ
سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ
اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ۗ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ
مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ
اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ
تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۚ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ
فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۚ
اُولٰۤئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ
قُلُوْبَهُمْ ۚ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَّ
لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٤١﴾

اے پیغمبر جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں (کچھ تو) ان
میں سے (ہیں) جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں
لیکن ان کے دل مومن نہیں ہیں اور (کچھ) ان میں سے جو
یہودی ہیں ان کی وجہ سے غمناک نہ ہونا یہ غلط باتیں بنانے
کیلئے جاسوسی کرتے پھرتے ہیں اور ایسے لوگوں (کے بہکانے)
کیلئے جاسوس بنے ہیں جو ابھی تمہارے پاس نہیں آئے (صحیح)
باتوں کو ان کے مقامات (میں ثابت ہونے) کے بعد بدل دیتے
ہیں اور (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہی (حکم) ملے تو اسے
قبول کر لینا اور اگر یہ نہ ملے تو (اس سے) احتراز کرنا اور اگر کسی کو
خدا گمراہ کرنا چاہے تو اس کیلئے تم کچھ بھی خدا سے (ہدایت کا)
اختیار نہیں رکھتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو خدا نے
پاک کرنا نہیں چاہا۔ ان کیلئے دنیا میں بھی ذلت ہے اور
آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے ﴿۴۱﴾

41. O Messenger! Let not them grieve thee who vie one with another in the race to disbelief, of such as say with their mouths: "We believe," but their hearts believe not, and of the Jews: listeners for the sake of falsehood, listeners on behalf of other folk who come not unto thee, changing words from their context and saying: If this be given unto you, receive it, but if this be not given unto you, then beware! He whom Allah doometh unto sin, thou (by thine efforts) wilt avail him naught against Allah. Those are they for whom the will of Allah is that He cleanse not their hearts. Theirs in the world will be ignominy, and in the Hereafter an awful doom;

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۚ
فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ
عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ
يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ۚ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ
بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٤٢﴾

(یہ) جھوٹی باتیں بنانے کیلئے جاسوسی کرنیوالے اور (رشوت کا)
حرام مال کھانیوالے ہیں۔ اگر یہ تمہارے پاس (کوئی مقدمہ فیصل کرانے کو)
آئیں تو تم ان میں فیصلہ کر دینا یا اعراض کرنا۔ اور اگر ان سے
اعراض کرو گے تو وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔
اور اگر فیصلہ کرنا چاہو تو انصاف کا فیصلہ کرنا کہ خدا
انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ﴿۴۲﴾

42. Listeners for the sake of falsehood! Greedy for illicit gain! If then they have recourse unto thee (Muhammad) judge between them or disclaim jurisdiction. If thou disclaimest jurisdiction, then they cannot harm thee at all. But if thou judgest, judge between them with equity. Lo! Allah loveth the equitable.

وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ
فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ
ذٰلِكَ ۚ وَمَاۤ اُولٰۤئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٣﴾

اور یہ تم سے (اپنے مقدمات) کیونکر فیصل کرائیں گے جبکہ خود ان کے پاس
تورات (موجود) ہے جس میں خدا کا حکم (لکھا ہوا) ہے (یہ اسے جانتے ہیں)
پھر اس کے بعد اس سے پھر جاتے ہیں اور یہ لوگ ایمان ہی نہیں رکھتے ﴿۴۳﴾

43. How come they unto thee for judgement when they have the Torah, wherein Allah hath delivered judgement (for them)? Yet even after that they turn away. Such (folk) are not believers.

اسرار و معارف

ان لوگوں سے بات چل رہی ہے جنہیں اپنے ایمان کا دعویٰ ہے اور بڑا لطف آتا ہے جب، قرآن حکیم بڑے پیار بھرے انداز میں فرماتا ہے اے ایمان والو! ایک شفقت کا پہلو، ایک محبت کا انداز، ایک ناصحانہ رنگ لے کر یہ خطاب فرماتا ہے کہ گناہ چھوڑ دو اللہ کی نافرمانی نہ کرو اور ایمان لاکر جو تعلق اللہ سے قائم کرلیا ہے اُسے کمزور نہ پڑنے دو بلکہ اس کی مزید ترقی کے لیئے کوشش کرتے رہو،

وسیلہ کی تحقیق

اس کے لیئے وسیلہ تلاش کرو ۔ وسیلہ کا معنیٰ علماء نے محبت سے یا پیار سے جڑنا لکھا ہے اگر یہ "س" سے لکھا جائے جیسا کہ یہاں ہے اور اگر "ص" سے لکھا جائے تو مطلقاً جُڑنا مراد ہوگا اس میں کسی کیفیت کا ہونا مراد نہ ہوگا یعنی ایسے کام کرو جن سے محبت الٰہی دلوں میں بڑھے یا جن کی برکت سے اللہ تمہیں اپنا محبوب بنائے اور تم سے محبت کرنے لگے جیسے قرآن کریم میں نبی ارشاد ہے:

" فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ "

(میری پیروی کرلو! اللہ تم سے محبت کرنے لگیں گے ۔)

تم فرائض ادا کرو اور معاصی اور گناہ سے رُک جاؤ کہ یہ ہمارے نبی کا حکم ہے اللہ تم سے محبت کرنے لگیں گے تم اس پر اضافہ کرو سُنتیں اور نوافل اپنالو کہ یہ ہمارے نبی کا کردار ہے اللہ کریم تم سے زیادہ محبت کرنے لگیں گے پھر باری آجاتی ہے مباحات کی یعنی ایسے کام جن میں کوئی طریقہ مقرر نہیں ہے یا جن کے کرنے کی اجازت ہے مگر آپ ﷺ نے ساری زندگی وہ کام نہیں کیا یا لباس میں مطابقت وغیرہ ذالک مثلاً ایک بار سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نیا کرتہ آیا تو بازو اتفاقاً ذرا لمبا تھا چھری منگوائی ایک طرف سے پکڑا اور بیٹے سے فرمایا یہاں سے کاٹ دو اتنا زیادہ ہے اس نے عرض کیا ٹھہریئے! میں قینچی لاتا ہوں فرمایا نہیں چھری سے کاٹو۔ ایک بار نبی ﷺ کا کرتے کا بازو لمبا تھا تو آپ نے چھری سے کاٹ دیا تھا۔ اب ممکن ہے اس وقت قینچی میسر ہی نہ ہو اور یہ مباح تھا کاٹتے نہ کاٹتے مگر یہاں بھی اتباعِ نبوت کس قدر عزیز تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو چکے تھے حج پر جا رہے تھے اونٹ پر بیٹھے ہوئے راستے میں ایک جگہ جھک گئے اور پالان کے ساتھ لگ گئے پھر سیدھے ہو گئے احباب نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے یہاں ایک بڑا درخت ہوتا تھا جب آپ ﷺ یہاں سے گذرے تھے تو ناقہ مبارک پر اسی طرح جھک گئے تھے کہ شاخیں لگ نہ جائیں۔ تو کہا اب تو درخت نہیں ہے۔ فرمایا درخت تو نہیں ہے مگر آپ کی ادائیں تو باقی ہیں ہمیں درخت سے کیا لینا۔ سو اس طرح مباحات میں بھی اگر غلامی اپنا لو تو اور زیادہ محبت نصیب ہو جائے گی۔ اللہ کی طرف سے اور محبت الٰہی کا یہ خاصہ ہے کہ جب نصیب ہوتی ہے تو بندے کو بھی جواباً اللہ سے محبت ہو جاتی ہے ویسے بھی عام زندگی میں کسی سے محبت رکھو وہ تم سے محبت سے پیش آئے گا نفرت کرو منہ سے ایک لفظ نہ کہو وہ بھی نفرت کرنا شروع کر دے گا یہ ہے حقیقتِ وسیلہ۔ اب اس ضمن میں جو عمل معاون ہو وہ بھی وسیلہ کہلاتا ہے اور جو انسان اس راہ میں معاون ہو وہ بھی وسیلہ کہلائے گا جیسے انبیاء۔ صحابہ۔ اولیاء اللہ اور نیک لوگ۔ علماء حق وغیرہ۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اعمال کے وسیلے سے دعا کرنا درست ہے تو اعمال بھی مخلوق ہیں سو نیک بندوں کے وسیلے سے بھی دعا کرنا درست ہے مگر آدمی کو اپنے مقصد کی اصلاح کر لینا ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ انبیاء وصحابہ کے اسمائے گرامی جمع کر کے معمولی سی دنیاوی لذت پر بیچ کھائے بلکہ وسیلہ اللہ کے لئے تلاش کرے یعنی اس کی بدولت اللہ کا قرب اور اس کی رضا تلاش کرے اور اس کی راہ میں جہاد کر دیا مجاہدہ کرو دونوں معنی درست ہیں کہ وسیلہ موجود ہو مگر مجاہدہ نہ کیا جائے تو کماحقہٗ فائدہ ممکن نہیں اور میرے خیال میں یہ تجربہ ایسے لوگوں سے پوچھنا چاہیئے جن کو کسی صاحبِ حال کی مجلس نصیب تھی پھر کسی وجہ سے نہ رہی یا درمیان میں ملاقات کا عرصہ لمبا ہو گیا تو کیفیات کمزور پڑنا شروع ہو جاتی ہیں سو اس وسیلے سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے خواہ وہ عمل ہو یا کوئی نیک انسان۔ اپنی محنت بھی تو شرط ہے کہ جہاد جو تلوار سے ہو گا اس کی ضرورت تو وقت کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ فرض عین بھی ہو سکتا ہے فرض کفایہ بھی۔ مگر جو جہاد اپنے نفس کے ساتھ برائی سے بچنے کے لئے یا نیکی پہ عمل کرنے کے لئے کرنا پڑتا ہے یہ جہدِ مسلسل ہے جس میں چھٹی کا کوئی تصور نہیں لہٰذا اس اللہ کی راہ میں مجاہدہ کرو اور پوری محنت کرو کہ تم فلاح یعنی ہر دو جہان کی کامیابی سے ہمکنار ہو سکو۔ قرآن حکیم جب فلاح کی خوشخبری دیتا ہے تو یہ فرد کی ذاتی زندگی سے شروع ہو کر خاندانی اور قومی ملکی زندگی پھر زندگی موت مابعد الموت اور میدانِ حشر تک کی کامیابی کو محیط ہوتی ہے لہٰذا اس

کے مقابلے میں دولتِ دنیا کوئی شے نہیں نہ اس کی کوئی حیثیت ہے کہ اوّل تو ساری دولت ایک شخص کو مل جائے یہ عقلاً محال ہے دوسرے نہ صرف یہ کہ جو کچھ دُنیا میں ہے وہ مل جائے بلکہ اتنا ہی اور مل جائے یعنی اس قدر دولت سونا چاندی جواہرات ہر چیز اور بھی مل جائے اور کفار یہ چاہیں کہ روزِ حشر کو عذاب کے بدلہ میں یہ دولت دے کر جان بچا سکیں گے تو اللہ کریم قبول نہیں فرمائیں گے کہ یہ سب کچھ بھی تو انہی کا ہے پھر بدلہ کیسا ؟ کوئی ذاتی چیز تھوڑی دے رہا ہے ۔ نیز کفر پر عذاب ہونا کفر کا منطقی انجام ہے اگرچہ یہ حسرت کافروں کو ہمیشہ تڑپاتی رہے گی کہ کاش ہم دوزخ سے نکل سکیں مگر ایسا کبھی نہیں ہوگا اور وہ کبھی نکلنے کا کوئی راستہ نہ پائینگے ۔ بلکہ انھیں عذاب ہی ایسا دیا جائے گا جو دائمی اور ابدی ہوگا جس سے کبھی چھٹکارا پانے کی امید نہ رکھنی چاہیئے اس لئے اوّل تو برائی سے اجتناب ضروری ہے ۔ اور نہ صرف اللہ کی اطاعت بلکہ اللہ سے محبت کرو اور اللہ کی محبت کو جیتو ۔ اس کام پر جان لڑا دو ۔ یہ معمولی کام نہیں ہے دولتِ دنیا معمولی شے ہے کہ آخرت کی گرفت سے بچا نہ سکے گی جبکہ یہ محبت وہاں سزاوارِ دیدار کریگی اور سرفرازِ مکالمہ کرے گی ۔ بہ بیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بہ کجا

قانون کی نگاہ میں عورت اور مرد برابر ہیں

اور اگر مرد چوری کرے اور ثابت ہو جائے یا عورت چوری کرے اور پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو ان کے ہاتھ یعنی ایک بار میں ایک ہاتھ کاٹ دو کہ یہ ان کے کرتوت کی سزا بھی ہے اور اللہ کریم کی طرف سے عبرت بھی کہ جس سے دوسرے عبرت حاصل کریں اور معاشرہ سُدھرا رہے انصاف قائم رہے یہ تب تک ہی ممکن ہے جب اللہ کا خوف رکھتے ہوئے اللہ سے محبت کرتے ہوئے اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے، صحیح انصاف کیا جائے ورنہ اللہ خود ہر چیز پہ غالب ہے اور یہ اس کی حکمت ہے کہ انسان کو آزمائش میں ڈال دیا اور ایک پرکھ قائم کر دی ۔ توبہ کا دروازہ پھر بھی کُھلا ہے سزا تو معاف نہ ہوگی ہاں اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اخروی رُسوائی سے بچنے کے لئے اگر کسی بڑے سے بڑے گناہگار نے بھی توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی کہ توبہ کی حقیقت تو اصلاحِ احوال ہے اصل بات تو یہ ہے کہ اپنی اصلاح بھی کرے صرف زبانی توبہ توبہ کہنے سے تو مقصد حاصل نہ ہوگا ۔ تو اللہ یقیناً توبہ قبول فرماتا ہے اور وہ تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہی ہے یہی اس کی شان اور اس کی عظمت ہے ۔ ورنہ اے مخاطب ! کیا تو نہیں جانتا کہ ارض و سما کی اصل حکومت تو اس کے دستِ قدرت میں ہے جسے چاہے عذاب

کرے جب چاہے پکڑے جو چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف فرما دے مگر وہ کس قدر حلیم ہے بُردبار ہے اور برداشت کرتا ہے لوگوں کو بے بس انسانوں کو جو تھوڑی تھوڑی حیثیت تھوڑے سے وقت کے لئے حاصل کر لیتے ہیں پھر اسے بھول جاتے ہیں اور اس کی زمین پر اس کے ملک میں اس کا رزق کھا کر اسی کی نافرمانی بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایسا قادر ہے کہ جو چاہے کر سکتا ہے جب چاہے کر سکتا ہے نہ کسی سے اجازت طلب کرنے کی ضرورت ہے اسے نہ کسی کی مدد درکار ہے مگر عفو و درگذر سے کام لیتا ہے ایسے آخرت میں بھی تو اس کی رحمت کے کرشمے دیکھے گا ہاں۔ اگر کوئی بدنصیب بالکل ہی بغیر توبہ کے گذر گیا تو یہ اُس نے اپنے ساتھ خود زیادتی کی کفر پر مرا تو ہمیشہ جہنم اس کا مقدر ہے اور اگر گناہ پر موت آئی تو پھر بھی امیدِ مغفرت ہے کہ اُسکی رحمت بہت وسیع ہے۔

سبحان اللہ! کیا اندازِ تخاطب ہے ایمان والوں کے ساتھ کتنا شفقت بھرا بیان تھا اور پھر یہاں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کس قدر پیار بھرا انداز ہے! فرمایا اے رسول! یہ بدنصیب جو تیرا دامنِ رحمت تھامنے کی بجائے بھاگ کر کفر میں گرتے ہیں آپ اِن کا غم نہ کیا کریں۔ میری مراد منافقین سے ہے جن کی زبانیں کلمہ پڑھتی ہیں۔ مگر دل ایمان نہیں لاتے یا یہود میں سے ہوں کہ یہ لوگ بھی بدبختی میں کم نہیں تو رحمتِ عالم ﷺ چونکہ ساری کائنات کے لیئے اللہ کی رحمت ہیں اس لیئے آپ کو تو انسانیت کے ایک ایک فرد کے ضائع ہونے پر رنج کا پہنچنا قدرتی بات تھی مگر یہ بات امید افزا تو ان گناہگاروں کے لئے ہے جو لاکھ گناہگار سہی مگر ہیں تو مسلمان اور آپ کی غلامی کی تڑپ رکھتے ہیں ایسے لوگوں کو نہ اللہ محروم فرماتے ہیں نہ شفقتِ نبوی۔ دوسری بات کہ اصل ایمان دِل کا ایمان ہے اور تمام اعمال کی اصل قلب کے خلوص پر ہے کہ وہ کس درجہ کا ہے اسی کے مطابق اجر و ثواب ہوگا اسی لیئے تمام سلاسل تصوف ذکرِ قلبی پہ زیادہ زور دیتے ہیں کہ جب دل روشن ہو جائے تو باقی کام آسان ہو جاتا ہے اور اگر دِل ہی روشن نہ ہو تو باقی کیا کرایا بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ رہے یہودی، فرمایا یہ ایسے بدبخت ہیں کہ جھوٹ سُننے کی عادت ہو چکی ہے ان کے دل اِس قدر سیاہ ہو چکے ہیں کہ حق کے مقابلے میں انھیں ان کے اپنے عالم جو غلط سلط اور جھوٹ سناتے ہیں، وہ پسند ہے اور اچھا لگتا ہے جبھی تو آپ پر ایمان نہیں لاتے یہاں یہ تنبیہہ موجود ہے کہ کوئی مولوی ہو یا پیر آپ ﷺ کے ارشادات اور سُنت کے خلاف بدعات کو رواج دینے لگے تو اس کی پرواہ نہ کرنا چاہیئے بلکہ اس کا رد کرنا ضروری ہے وہ کم از کم خود تو علیحدہ ہو جائے دوسری بُری عادت یہودیوں میں لگائی بجھائی کرنے اور جاسوسی کرنے کی ہے اور یہ

دوسروں کو جا کر بتانے کے لئے حضورؐ کی مجلس میں آکر سنتے ہیں اور پھر ایسے بدبخت ہیں ان سے بھی سچ نہیں بولتے۔ سنتے کچھ ہیں بیان کچھ اور جا کر کرتے ہیں مدینہ منورہ میں تو براہ راست واسطہ آگیا مکی زندگی میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکاوٹ بننا یہ یہود کی زندگی کا مقصد رہا ہے اور اہل مکہ کو یہود کے علماء مدینہ سے اعتراض سکھا کر بھیجا کرتے تھے کہ یہ جا کر کہو وہ جا کر کہو جن میں سے بعض کا تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے پھر مدینہ منورہ میں بار بار اہل مکہ کو حملہ کرنے پر اکسانے کے لئے انھوں نے بڑی محنت کی پھر قیصر و کسریٰ کو اسلام کے مقابل لائے ان کی تباہی کے بعد مسلمانوں کے اندر خلاف اسلام کام کرنے والی تحریک شیعہ نام سے ترتیب دی جو اگرچہ اپنی تیاری میں بڑا لمبا عرصہ لے گئی اور جس کی بنیادی کتب عموماً تیسری اور چوتھی صدی کی ہیں مگر آج تک اسلام ان کے دل میں کانٹے کی طرح پیوست ہے خدا ان کے شر سے اسلام اور مسلمان دونوں کو پناہ دے۔ (آمین)

تو وہاں یہود میں ایک قتل کا واقعہ ہوا جس کے بارے ان کے ہاں امیر اور غریب کیلئے جداگانہ قانون تھا کہ اگر بنو قریظہ جو یہود مدینہ کا ایک قبیلہ تھا یہود ہی کے دوسرے قبیلے بنو نضیر کا آدمی قتل کردے تو دو آدمی بدلے میں قتل کئے جائیں گے اور دگنا خون بہا بھی لیا جائے گا لیکن بنو نضیر چونکہ امیر تھے اگر ان کا آدمی بنو قریظہ کا بندہ قتل کرے تو صرف خون بہا دیا جائے گا دگنا بھی نہ ہو گا۔ ایسے ہی خیبر میں ایک شہزادے نے زنا کا ارتکاب کیا انھوں نے ملامت کر کے چھوڑ دیا غریب آدمی سے صادر ہو تو حد جاری کرتے۔ اس پر شور ہوا تو اگرچہ یہ ساری ناانصافی خود ان کی اپنی کتاب کے بھی خلاف تھی مگر انھوں نے چاہا کہ یہ مقدمے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کریں اگر تو فیصلہ اپنی پسند کا ہوا جس کے لئے کچھ منافقین کی خدمات حاصل کی گئیں کچھ یہودیوں نے حاضر ہونا چاہا اور ارادہ یہی تھا کہ باتوں باتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن عالی کو ایسا بنایا جائے کہ ہماری خواہش کے مطابق فیصلہ ہو جائے اور اگر ایسا نہ ہو تو نہ مانیں گے یہاں ایسے ہی دو گروہوں کا ذکر ہو رہا ہے اللہ کریم نے بذریعہ وحی اطلاع کر دی کہ ایک گروہ ان میں سے منافق ہے دل سے مسلمان ہی نہیں اور دوسرا بظاہر بھی یہودی سیاہ قلب اور برے اعمال رکھنے والے آپؐ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں ایسے لوگوں کو جب اللہ مبتلائے فتنہ کرتا ہے تو آپ بھی ان کے لئے کچھ نہیں کر سکتے کہ انھوں نے خود اسقدر زہر پی لیا ہوتا ہے کہ ڈاکٹر کے بس سے بات نکل چکی ہوتی ہے اور ایسے ہی لوگ ہیں جن کے قلوب کو پاک کرنے کا کبھی ارادہ بھی نہیں کیا جاتا یعنی اللہ کریم اس طرح کے اعمال سے اسقدر ناراض ہوتے ہیں کہ پھر ایسے قلوب

کبھی اپنے لیے اپنی یاد کے لیے اپنی تجلیات کے لیے پسند ہی نہیں فرماتے کہ انھیں توبہ کی توفیق نصیب ہو ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں ذلت اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے کہ یہ جھوٹ سننے کے اور حرام کھانے کے عادی ہو چکے ہیں جھوٹ سننے کی اصل تو یہ ہے کہ حق کو چھوڑ کر محض رسومات کو بدعات اور رواجات کو دین سمجھ لیا جائے مگر ہر جھوٹ کا سننا اپنا ایک اثر ضرور چھوڑتا ہے پہلے کا بہت زیادہ ہوتا ہے فوری ہوتا ہے اور زیادہ نقصان دہ دوسرے عام زندگی میں جو ہوتا ہے اس کا اثر اس کی نسبت ذرا کم نقصان دہ مگر فائدہ تو وہ بھی نہیں دیتا جھوٹ بولنا کس قدر نقصان دیتا ہوگا۔ اس کی نسبت جب سننے سے یہ حال ہوتا ہے اور حرام کھانا بھی دل کو سیاہ کر دیتا ہے اور اعمال کی توفیق سلب کر لیتا ہے منافقانہ طور پر دکھاوے کے لیے کچھ رہ بھی جائے تو کیا؟ دراصل کچھ نہیں بچتا۔ مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "سحت" سے مراد وہ اُجرت ہے جو کوئی آدمی اس کام پر لیتا ہے جس کی اُسے تنخواہ دی جاتی ہے جیسے دفاتر کے کلرک آفیسرز پولیس یا مختلف محکمے جو اُن کے فرائض میں داخل ہے کر کے اس پر پیسے لیتے ہیں تو یہ سحت ہے اور اگر پیسے دے کر ناجائز کرتے ہیں تو یہ رشوت ہے اس میں لینے والا اور دینے والا دونوں برابر گناہگار ہیں۔ یہ تو ہے ان کا حال ظاہر کا بھی اور ان کے دلوں کا بھی، اب یہ نہ آپ کے زیر نگیں اسلامی ریاست میں ہیں اور نہ فی الحال کوئی معاہدہ ہے لہٰذا اگر آئیں تو آپ پسند فرمائیں تو فیصلہ کر دیں نہ پسند فرمائیں نہ کریں کہ آپ کی ذمہ داری میں داخل نہیں ہاں! اگر فیصلہ کریں تو پھر پورے انصاف سے کیجیے گا کہ اللہ انصاف کرنے والوں ہی کو دوست رکھتا ہے اور اسلام انصاف کے معاملہ میں دوستی دشمنی کا قائل نہیں حق و ناحق کا قائل ہے اور حق پر فیصلہ دیا جائے یہ اللہ کو پسند ہے خواہ حق کافر کا بنتا ہو اور جب خود اُن کے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے تو یہ آپ سے فیصلہ کیوں چاہتے ہیں؟ کیا وہاں فیصلہ موجود نہیں ہے اس سے کیوں بھاگتے ہیں؟ چنانچہ آپ نے دونوں کا فیصلہ حق کے مطابق کر دیا تو یہودی چیخ اُٹھے فرمایا اپنے سب سے بڑے عالم کو لاؤ! چنانچہ ابن صوریا بہت بڑا فاضل تھا وہ لایا گیا۔ آپ نے فرمایا تجھے تورات ہی کی قسم دی جاتی ہے۔ بتا زانی کی سزا تورات میں کیا ہے؟ کہنے لگا اصل میں ہم میں سے ایک شہزادے سے جرم سرزد ہوا بجائے سنگسار کرنے کے ملامت کر کے چھوڑ دیا اس طرح دو قانون بن گئے غریبوں کے لیے اور قانون، امیروں کے لیے دوسرا قانون، ورنہ جو فیصلہ آپؐ نے دیا ہے وہی پہلے سے ہمارے ہاں تورات میں موجود ہے سو جب پہلے سے اللہ کی کتاب کو نہ مان کر کافر ہو رہے تھے پھر آپؐ کے مبعوث ہونے کا انکار کر دیا مزید کفر میں دھنس گئے۔ ایسے لوگ کیا مان کے مریں گے۔

إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ
يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسْلَمُوا۟
لِلَّذِينَ هَادُوا۟ وَٱلرَّبَّٰنِيُّونَ وَٱلْأَحْبَارُ
بِمَا ٱسْتُحْفِظُوا۟ مِن كِتَٰبِ ٱللَّهِ وَكَانُوا۟
عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا۟ ٱلنَّاسَ
وَٱخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا۟ بِـَٔايَٰتِى ثَمَنًا
قَلِيلًا ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ
فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿٤٤﴾

بیشک ہم نے تورات نازل فرمائی جس میں ہدایت اور
روشنی ہے۔ اُسی کے مطابق انبیاء جو (خدا کے) فرمانبردار تھے
یہودیوں کو حکم دیتے رہے ہیں۔ اور مشائخ اور علماء بھی کیونکہ وہ
کتاب خدا کے نگہبان مقرر کئے گئے تھے اور اس پر گواہ تھے
(یعنی حکم الٰہی کا یقین رکھتے تھے) تو تم لوگوں سے
مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا اور میری آیتوں کے
بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لینا اور جو خدا کے نازل فرمائے ہوئے
احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں ﴿۴۴﴾

44. Lo! We did reveal the Torah, wherein is guidance and a light, by which the Prophets who surrendered (unto Allah) judged the Jews, and the rabbis and the priests (judged) by such of Allah's Scripture as they were bidden to observe, and thereunto were they witnesses. So fear not mankind, but fear Me. And barter not My revelations for a little gain. Whoso judgeth not by that which Allah hath revealed: such are disbelievers.

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ ٱلنَّفْسَ
بِٱلنَّفْسِ وَٱلْعَيْنَ بِٱلْعَيْنِ وَٱلْأَنفَ
بِٱلْأَنفِ وَٱلْأُذُنَ بِٱلْأُذُنِ وَٱلسِّنَّ
بِٱلسِّنِّ وَٱلْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَن
تَصَدَّقَ بِهِۦ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُۥ ۚ وَمَن لَّمْ
يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٤٥﴾

اور ہم نے ان لوگوں کے لئے تورات میں یہ حکم لکھ دیا تھا
کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک
کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے
دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلہ ہے۔ لیکن جو شخص
بدلہ معاف کر دے وہ اس کے لئے کفارہ ہوگا اور جو خدا کے نازل
فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں ﴿۴۵﴾

45. And We prescribed for them therein: The life for the life, and the eye for the eye, and the nose for the nose, and the ear for the ear, and the tooth for the tooth, and for wounds retaliation. But whoso forgoeth it (in the way of charity) it shall be expiation for him. Whoso judgeth not by that which Allah hath revealed: such are wrong-doers,

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰٓ ءَاثَٰرِهِم بِعِيسَى ٱبْنِ
مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ ۖ وَءَاتَيْنَٰهُ ٱلْإِنجِيلَ
فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا
بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَهُدًى
وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٦﴾

اور ان پیغمبروں کے بعد انہی کے قدموں پر ہم نے
عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات
کی تصدیق کرتے تھے اور ان کو انجیل عنایت کی
جس میں ہدایت اور نور ہے اور تورات کی جو اس سے
پہلی (کتاب) ہے تصدیق کرتی ہے اور پرہیزگاروں کو راہ
بتاتی اور نصیحت کرتی ہے ﴿۴۶﴾

46. And We caused Jesus, son of Mary, to follow in their footsteps, confirming that which was (revealed) before him, and We bestowed on him the Gospel wherein is guidance and a light, confirming that which was (revealed) before it in the Torah—a guidance and an admonition unto those who ward off (evil).

وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ ٱلْإِنجِيلِ بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ
فِيهِ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ
فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ﴿٤٧﴾

اور اہل انجیل کو چاہیئے کہ جو احکام خدا نے اس میں نازل فرمائے ہیں
اُس کے مطابق حکم دیا کریں۔ اور جو خدا کے نازل کئے ہوئے
احکام کے مطابق حکم نہ دے گا تو ایسے لوگ نافرمان ہیں ﴿۴۷﴾

47. Let the People of the Gospel judge by that which Allah hath revealed therein. Whoso judgeth not by that which Allah hath revealed, such are evil-livers.

وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ وَمُهَيْمِنًا
عَلَيْهِ ۖ فَٱحْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ
وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ

اور (اے پیغمبر!) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے جو اپنے
سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان (سب)
پر شامل ہے تو جو حکم خدا نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق ان کا
فیصلہ کرنا اور حق جو تمہارے پاس آ چکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی

48. And unto thee have We revealed the Scripture with the truth, confirming whatever Scripture was before it, and a watcher over it. So judge between them by that which Allah hath revealed, and follow not their desires away from the truth which hath come unto thee.

مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً
وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ
اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ
مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى
اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا
كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ 48

خواہشوں کی پیروی نہ کرنا ہم نے تم میں سے ہر ایک (فرقے)
کیلئے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو
ایک ہی شریعت پر کر دیتا مگر جو حکم اس نے تمکو دیئے ہیں انمیں وہ
تمہاری آزمائش کرنی چاہتا ہے سو نیک کاموں میں جلدی کرو
تم سب کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر جن باتوں میں
تم کو اختلاف تھا وہ تم کو بتادے گا ۝ 48

For each We have appointed a divine law and a traced-out way. Had Allah willed He could have made you one community. But that He may try you by that which He hath given you (He hath made you as ye are). So vie one with another in good works. Unto Allah ye will all return, and He will then inform you of that wherein ye differ.

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا
تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ
يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ
اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۭ
وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ 49

اور ہم پھر تاکید کرتے ہیں کہ جو (حکم) خدا نے نازل فرمایا ہے
اسی کے مطابق انمیں فیصلہ کرنا اور انکی خواہشوں کی پیروی نہ
کرنا اور ان سے بچتے رہنا کہ کسی حکم سے جو خدا نے تم پر نازل فرمایا ہے
یہ کہیں تمکو بہکا نہ دیں۔ اگر یہ نہ مانیں تو جان لو کہ خدا چاہتا ہے
کہ انکے بعض گناہوں کے سبب ان پر مصیبت نازل کرے
اور اکثر لوگ تو نافرمان ہیں ۝ 49

49. So judge between them by that which Allah hath revealed, and follow not their desires, but beware of them lest they seduce thee from some part of that which Allah hath revealed unto thee. And if they turn away, then know that Allah's will is to smite them for some sin of theirs. Lo! many of mankind are evil-livers.

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ
اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ 50 ع

کیا یہ زمانۂ جاہلیت کے حکم کے خواہشمند ہیں۔ اور جو یقین
رکھتے ہیں ان کیلئے خدا سے اچھا حکم کس کا ہے ۝ 50

50. Is it a judgement of the time of (pagan) ignorance that they are seeking? Who is better than Allah for judgement to a people who have certainty (in their belief)?

اسرار و معارف

ورنہ ہم نے تو انھیں تورات سے نوازا تھا اور تورات بھی اللہ ہی کی طرف سے نازل شدہ کتاب تھی جس میں دونوں کمال موجود تھے ہدایت بھی اور نور بھی۔ ہدایت سے مراد زندگی گذارنے کا وہ طریقہ جو اللہ کریم کا پسندیدہ ہو اور جس کا اس نے حکم دیا ہو۔ نور یعنی روشنی بظاہر تو اس کا بھی وہی معنٰی بنتا ہے مگر حق یہ ہے کہ اس سے مراد کیفیات اور برکات ہیں جو کتاب کے ہر ہر لفظ میں موجود تو ہوتی ہیں مگر جس طرح معانی کے لیئے ہم صاحب کتاب کے محتاج ہیں۔ اسی طرح اس نور کے حاصل کرنے کی ضرورت بھی ہے اس سے جو خلوصِ قلبی اور جو قربِ الٰہی نصیب ہوتا ہے وہ اس کے بغیر ممکن نہیں ہوتا جس کو یہ کیفیات نصیب ہوتی ہیں اس کے اور اس آدمی کے جس کو کیفیات نصیب نہیں عمل میں بھی بہت فرق ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ صحابی نے اگر ایک مٹھی جو خیرات کیئے ہوں اور بعد میں آنے والا احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے اُس کے ثواب کو نہیں پا سکتا اس لیئے صحابی کہتے ہی اُسے ہیں۔ جسے

فیضِ صحبت رسُول اللہ ﷺ نصیب ہوا ہو۔ اور اس کی بدولت اُس کا ایمان بہت زیادہ مضبُوط اور خشوع و خضوع میں اس کی منزل بہت زیادہ بلند ہو گئی ہو، دیانت و امانت اور نیک اوصاف میں مثالی مسلمان کا درجہ نصیب ہُوا ہو۔ نیز یہ کمال صرف محبت سے حاصل ہوتا ہے جس طرح تعلیمات زبانِ مبارک سے نقل ہو کر الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر زبانوں سے آگے منتقل ہوتی ہیں اُسی طرح برکات اور نور یا کیفیات قلبِ اطہر سے منعکس ہو کر قلوب کو پہنچیں پھر جو ان کی صحبت میں بیٹھے خلوصِ نیت اور حصُولِ فیض کے لیئے انہیں نصیب ہوا یہی طریقہ اس نعمت کے منتقل ہونے کا ہے نجات کے لیئے تو تعلیمات کا اقرار اور دل سے فقط یقین اور عمل کی ضرورت ہے مگر مقاماتِ قُرب کو پانے کے لیئے اس نور اور کیفیات کی ضرورت ہے جو ہر اُس کتاب کی خصوصیت ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہے تو اللہ کے نبی جو یکے بعد دیگرے مبعوث ہوتے رہے اسی کتاب سے رہنمائی اور فیصلے کرتے تھے کہ باوجود عظمت پیغمبری کے اللہ کے تو اطاعت شعار تھے اسی کے نبی تھے اور ان یہود کو نہ صرف انبیاء بلکہ ان کے جانشین ربانیین اور احبار بھی۔ ربانی سے مراد وہ لوگ جنہوں نے علم کے ساتھ کیفیات قلبی بھی حاصل کرلیں اور احبار جمع حبر کی ہے سے مراد وہ لوگ جنہوں نے علم حاصل کیا اور مقدور بھر اس پر عمل کرنے اور اسے پھیلانے میں مصروف رہے تو یہاں یہ بات سامنے آگئی کہ ہر صوفی عالم ہوتا ہے کہ بغیر علم کے وہ چل نہیں سکتا اگر متبحر عالم نہ بھی ہو تو کم از کم ضروریات دین سے آگاہ ہونا تو ضروری ہے مگر عموماً بلکہ اکثر قاعدہ ہے کہ جو لوگ قابل ذکر مقام حاصل کرتے ہیں یا مقتدا بنتے ہیں ضرور عالم بھی ہوتے ہیں اور اگر بظاہر پڑھ نہ سکے ہوں تو جب مقامات عُلیا نصیب ہوتے ہیں علم لدُنی نصیب ہو جاتا ہے اور اللہ کی جانب سے اُن کا سینہ کھول دیا جاتا ہے یعنی ہر صوفی عالم ہوتا ہے مگر ہر عالم صوفی نہیں ہوتا ورنہ احبار کا تذکرہ علیحدہ نہ ہوتا اگر علم کو اللہ کے لیئے خاص نہیں رکھتا عمل نہیں کرتا تو عالم بھی شمار نہ ہوگا کہ علماء ربانی اور علماء کا کام کتاب اللہ کی حفاظت کرنا اس کے احکام کو دُوسروں تک پہنچانا اور اس پر عمل کرانے کی کوشش کرنا ہوتا ہے لیکن اگر پڑھ لکھ کر دُنیا کمانے کے لیئے یا لوگوں کو خوش کرنے کے لیئے اللہ کی کتاب یا اس کے احکام میں ہی تبدیلی کرتا ہے تو وہ عالم بھی نہ رہا وہ تو ظالم ٹھہرا اور ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ بندوں کی بجائے اللہ سے ڈرا کریں اور اللہ کے احکام کو چند ٹکوں پہ نہ بیچا کریں۔ کہ اس کے بدلے جتنی دولت بھی ملے اس کی کوئی حیثیت نہیں اور جو بھی احکام الٰہی کے خلاف فیصلے کرتا ہے ملک پر حاکم ہے یا کچھ لوگوں پر یا اپنے اہل و عیال پر یا صرف اپنی جان پر۔ جہاں تک اس کا اختیار ہے اگر حکم الٰہی کو درست نہیں جانتا اور اس کے خلاف فیصلہ کرتا

ہے تو ایسے ہی لوگ کافر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہاں اللہ کے حکم کو حق مانتا ہے اور اپنے فیصلے کو غلط تسلیم کرتا ہے مگر عمل اپنی رائے پہ کرتا ہے تو فاسق یعنی گناہگار ہوگا اب انہی کو لیجئے جو آپ کو فیصلہ کرنے کے لیئے کہتے ہیں۔ ان پر جو کتاب نازل ہوئی اس میں یہ فیصلہ موجود ہے کہ جان کا بدلہ جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان، ایسے ہی دانت کا بدلہ دانت توڑ کر اور زخموں کا قصاص ایسے ہی زخم لگا کر لیا جائے گا۔ ہاں! اگر کوئی معاف کردے تو یہ قصاص کی بات ہے آدمی کا حق غالب ہے اس میں معاف ہو سکتا ہے اور معاف کرنیوالے کا یہ عمل خود اس کے لیئے بہت سے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جائے گا۔ اور اللہ کریم اسے معاف فرما دیں گے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جو شخص بھی اللہ کے حکم کے خلاف فیصلہ کرے تو وہ بہت ہی غلط کار ہے۔ ظالم ہے پھر یہی حکم قرآن حکیم میں بھی بحال رکھا گیا ویسے بھی علماء کا اتفاق ہے کہ پہلی کتابوں میں جو احکام نازل ہوئے اگر قرآن نے ان کو تبدیل نہیں کر دیا تو وہ منسوخ نہ ہوں گے بلکہ قابل عمل رہیں گے اور یہ عمل بھی قرآن پر عمل شمار ہوگا کہ خود قرآن نے انھیں باقی رکھا۔

پھر ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جن کا پیدا ہونا معجزہ، پنگھوڑے میں بات کرنا اور دعوت الی اللہ دینا معجزہ۔ اور انہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی کہ وہ اپنے سے پہلی کتاب یعنی تورات کی تصدیق بھی فرماتے تھے اس معنی سے بھی کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور اس معنی سے بھی کہ اللہ کا حکم کونسا ہے اور کہاں تم نے اپنی طرف سے بات گھڑلی ہے انھیں ہم نے انجیل عطا فرمائی چونکہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ کتاب تھی لہذا دونوں خوبیاں اور دونوں کمال اس میں موجود تھے نور بھی ہدایت بھی۔ یعنی کیفیات و برکات بھی اور کام کرنے یا زندگی گذارنے کا سلیقہ اور طریقہ یعنی تعلیمات بھی اب بعثت نبوی کا تذکرہ تورات میں بھی بہت تفصیل سے تھا حتیٰ کہ صحابہ کی نشانیاں اور عادات و خصائل تک کی تفصیل موجود تھی۔ ایسے ہی جب انجیل نازل ہوئی تو اس نے ان تمام خبروں کی تصدیق کی اور آپ ﷺ کے مبعوث ہونے کی پیشگوئی کی۔ یہ بات یاد رہے کہ کتب میں دو طرح کے مضامین ہوتے ہیں ایک اخبار۔ دوسرے احکام۔ اللہ کی توحید اُس کی صفات فرشتے آخرت جنت دوزخ یا اس قسم کی سب خبریں از اول تا آخر کبھی تبدیل نہیں ہوتیں آدم علیہ السلام نے فرمایا "لا الٰہ الا اللہ" اور آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک ہر نبی کے کلمے کا جزوِ اول یہی جملہ رہا کہ خبر میں اگر تبدیلی آئے تو دو خبریں بیک وقت ایک ہی بات کے بارے مختلف ہوں تو ان میں سے ایک درست ہو سکتی ہے دونوں نہیں۔ اس لیئے اخبار منسوخ نہیں ہوتیں دوسرے احکام ان سے مراد اللہ کی اطاعت ہے کسی ایک

خاص رسم یا فعل کی پابندی کرنا ہی مراد نہیں اس لیئے جو حکم دے وہی مانا جائے گا اور جب روک دے رُک جانا تواب جن اوقات میں منع ہے اُن میں نماز پڑھنا یا سجدہ کرنا گناہ یا عید کے روز روزہ رکھنا گناہ بن جاتا ہے اس لیئے کہ اصل مقصد اللہ کی اطاعت ہے پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ ذات حکیم و دانا ہے اور وقت اور انسانی مصلحت کے تقاضوں کے مطابق احکام بدلتے رہے ہیں جیسے جیسے انسانی معاشرہ تبدیلی کے عمل سے گذرا یا مختلف اوقات میں انسانی علم نے ترقی کی یا انسانی استعداد میں فرق آتا رہا اس کے مطابق احکام تبدیل کیئے جاتے رہے حتیٰ کہ ہر حکم اپنے وقت میں نہ صرف درست تھا بلکہ بالکل درُست اور ضروری تھا لیکن جہاں تک کمالات کا تعلق ہے وہ ہر دور میں نافذ کتاب پر مرتب ہوتے رہے عقائد و اعمال میں بھی اور رُوحانیات میں بھی۔ ہدایت و راہنمائی کا سامان بھی تھا نصیحت بھی تھی پیار و شفقت بھرا انداز بھی تھا ڈرانے اور دھمکانے والی باتیں بھی تھیں یعنی انسان اور انسانی معاشرے کی اصلاح کے لیئے جو کچھ ضروری ہے سب تھا مگر یہ سب حاصل کرنے کی استعداد بھی چاہیئے اس کے لیئے بھی تو دل چاہیئے کم از کم کسی درجے میں سہی دل کا اللہ سے تعلق تو ہو کبھی اُسے اللہ سے حیا آتی ہو کبھی اُسے اللہ سے اُمید بندھتی ہو کبھی اُسے اللہ کی بے نیازی ڈرا دیتی ہو تب یہ فوائد بھی پا سکے گا اگر خود اُس کا دل ہی مردہ ہو چکا ہو تو حاصل کیا کر سکے گا ورنہ حق تو یہ ہے کہ جو کچھ انجیل میں نازل ہوا ہے جن کو انجیل کے ساتھ ایمان کا دعوےٰ ہے یہ اس کے مطابق عمل کیوں نہیں کرتے مثلاً آپ ﷺ کی بعثت اور آپ ﷺ کی ذات بابرکات کے بارے صاف پیشگوئیاں اور ایمان لانے کا حکم موجود ہے کیوں نہیں لاتے؛ پھر عیسائی رہنے یا عیسائی اور نصاریٰ کہلانے کا کیا فائدہ۔ کہ جو لوگ اللہ کے فیصلوں کو قبول نہیں کرتے۔ اُن کے بدکردار ہونے کے لیئے یہی کافی ہے۔

قرآن کریم کی خصوصیات

اور آپ ﷺ پر بھی کتاب نازل فرمائی گئی ہے جو برکات و کیفیات کے لحاظ سے پہلی کتابوں سے بہت بڑھ کر ہے اس لیئے کہ یہ اُن کی تحقیق و اصلاح کا کام بھی کرتی ہے اور حق کی تصدیق کرنے کے ساتھ جو باطل اوہام انھوں نے اپنی طرف سے شامل کر لیئے ہیں ان کو رد فرماتی ہے پھر وہ محدود زمانوں اور محدود انسانوں کے لیئے تھیں۔ جو کتاب آپ ﷺ پر نازل ہوئی یہ خود لامحدود زمانوں اور لاتعداد انسانوں کے لیئے ہے اس لیئے اس حساب سے لامحدود برکات اور تعلیمات بھی اس میں موجود ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر ان پہلی کتب کی تصدیق اور تصحیح بھی کرتی ہے یعنی ان پہلی امتوں کو بھی اس کی برکات نصیب ہو رہی

ہیں بلکہ یہی وہ کتاب ہے جو اُن کے مضامین کی نگہداشت بھی کرتی ہے لہٰذا آپ اللہ کے قانون کے مطابق فیصلے فرمایئے! اور اُن کی رائے اور مشوروں کو جو اُن کی اغراض ذاتیہ کے آئینہ دار ہیں کوئی حیثیت نہ دیجئے اس لیئے کہ حق وہ ہے جو آپ پہ نازل ہوا اور پہلے اگر کوئی حکم تھا بھی تو اگر اس کے خلاف ہے تو منسوخ ہو گیا دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ یہود و نصاریٰ اللہ کے نام پر اور دین کے نام پر دُنیا کمانے کے عادی ہو چکے ہیں ان کی بات کوئی حیثیت نہیں رکھتی اب رہی یہ بات کہ کیوں بدل دی تو یہ اللہ کی مرضی۔ اس نے انسانوں کے لیئے زمانے اور اس کے حالات انسانوں اور ان کی استعداد کے مطابق عبادات فرض کی ہیں یا چیزیں حلال و حرام کی ہیں۔ تو اصل بات اللہ کی اطاعت ہے کسی خاص کام کا کرنا مقصود نہیں بلکہ اصلاً دین اللہ کی اطاعت کا نام ہے جو حکم وہ دیں اس پر عمل کیا جائے اور دیکھنا یہ چاہیئے کہ کون کس تیزی اور کتنی ہمت سے اللہ کی اطاعت کی طرف بڑھتا ہے کس خلوص اور کس درد سے بڑھتا ہے اللہ کریم کے کتنا قریب ہے اور بس کرنے کرانے پہ کچھ موقوف نہیں۔ ایک وقت میں قتل کرنا سخت جرم ہے تو جہاد میں نہ کرنا اور کافر سے درگذر کرنا جرم بن جائے گا۔ کہ بات قتل کرنے یا نہ کرنے کی نہیں بات اللہ کی اطاعت کرنے کی اور نہ کرنے کی ہے پھر اگر اطاعت کی تو کس جذبے سے کی اور آخر سب اُسی کی بارگاہ میں جمع ہوں گے جہاں حق و باطل کا پتہ چل جائے گا۔ جن کی یہاں تسلی نہیں ہو پا رہی وہاں ہو جائے گی بس آپ انصاف سے اور کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیئے ورنہ اُن کی خواہشات سے اللہ کی پناہ چاہیئے یہ تو معاذ اللہ آپ کو بھی سیدھے راستے سے بھٹکا دیں یہ اس قدر بگڑ چکے ہیں، جیسے کوئی دلدل میں ڈوب چلا ہو جو اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے اسے بھی ساتھ ہی لے جائے یعنی آپ فیصلہ حق پر کریں اور اگر یہ مسلمان نہ ہوں تو بھی جو احکام ان کی کتابوں میں تھے اُن کے بارے قرآن نے خبر دے دی ہے سو اس کے مطابق فیصلہ کر دیں مگر بغیر کسی رُو رعایت کے نہ رشوت لی جائے نہ سفارش اثر انداز ہو بلکہ جو حق سمجھ میں آئے اس کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہودی یا نصرانی اگر مملکت اسلامی میں رہیں تو ان کے فیصلے ان کے مذہب کے مطابق کیئے جائیں گے اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اسلام کے نام پر اگر مختلف ایسے ادارے یا تحریکیں چلائی جائیں جن کے بنیادی عقائد توحید و رسالت اور معاد وغیرہ اسلام کے خلاف ہوں انھیں بھی اُن کے خود ساختہ مذہب کے مطابق کھُلی چھٹی دے دی جائے ہاں ایسے لوگ مرتد قرار پائیں گے ہاں بنیادی عقائد میں اختلاف نہ ہو تو فروعات میں اختلاف، یہ اختلاف باعث برکت اور مزید تشریح کا باعث ہوتا ہے اس لیئے یہ فقہ جعفریہ

ہو یا فتنۂ قادیاں یہ توبہ کریں یا حکومت اسلامیہ انھیں مرتد قرار دے کر اس کی سزا جاری کرے لہٰذا ایسے لوگ اگر آپ کی بات قبول نہ بھی کریں تو کوئی عجیب بات نہیں کہ آپ کی برکات سے محرومی ان کے کرتوتوں کی وجہ سے اللہ نے بطور سزا ان پر مسلط کر دی ہے اور یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ترکِ سُنت میں مبتلا رہونا۔ آج تک یوں بات کھل کر سامنے نہ آسکی تھی جیسے اس آیۂ کریمہ نے کر دی کہ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ کہ اگر آپ کی اطاعت نہیں کرتے تو یہ ہم ان کے بعض گناہوں کی سزا دیتے ہیں جس کی وجہ سے توفیقِ اطاعت سلب ہو جاتی ہے اور اکثر لوگ بدکاروں اور نافرمانوں میں شمار ہونے لگتے ہیں۔ لوگوں کی عقل ماری گئی ہے کہ آپ کی اطاعت چھوڑ کر معاشرے کی وہ رَوش تلاش کرتے ہیں جو قبل بعثت اور جاہلیت میں تھی یہ کس قدر غیر دانشمندانہ بات ہے اور جن لوگوں کو یقین کی دولت نصیب ہو۔ ایمان، علم اور کیفیات مل کر یقین بنتا ہے ایسے لوگوں کے لئے بھلا اللہ سے زیادہ خوبصورت فیصلہ بھی کسی کا ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ انھیں قتل بھی ہونا پڑے جان دینی پڑے تو بھی اللہ کا فیصلہ پیارا پیارا لگتا ہے حسین اور خوبصورت۔

رکوع نمبر ۸ آیات ۵۱ تا ۵۶ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ ٦/١٢

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ
وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ
بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ
مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾
فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى
اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ
يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا
عَلٰي مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٥٢﴾
وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ
الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ
اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ
فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٥٣﴾

اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ
یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم
میں سے اُن کو دوست بنائے گا وہ بھی اُنہیں
میں سے ہوگا۔ بیشک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ﴿٥١﴾
تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تم
اُن کو دیکھو گے کہ اُن میں دوڑ دوڑ کے ملے جاتے ہیں۔
کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہم پر زمانے کی گردش نہ آجائے
سو قریب ہے کہ خدا فتح بھیجے یا اپنے ہاں سے کوئی اور امر نازل فرمائے
پھر یہ اپنے دل کی باتوں پر جو چھپایا کرتے تھے پشیمان ہو کر رہ جائیں گے ﴿٥٢﴾
اور (اُس وقت) مسلمان (تعجب سے) کہیں گے کہ کیا یہ وہی
ہیں جو خدا کی سخت سخت قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم تمہارے
ساتھ ہیں۔ اُن کے عمل اکارت گئے اور وہ خسارے
میں پڑ گئے ﴿٥٣﴾

51. O ye who believe! Take not the Jews and Christians for friends. They are friends one to another. He among you who taketh them for friends is (one) of them. Lo! Allah guideth not wrongdoing folk.

52. And thou seest those in whose heart is a disease race toward them, saying: We fear lest a change of fortune befall us. And it may happen that Allah will vouchsafe (unto thee) the victory, or a commandment from His presence. Then will they repent of their secret thoughts.

53. Then will the believers say (unto the people of the Scripture): Are these they who swore by Allah their most binding oaths that they were surely with you? Their works have failed, and they have become the losers.

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ
عَن دِينِهِۦ فَسَوْفَ يَأْتِى ٱللَّهُ بِقَوْمٍ
يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُۥٓ أَذِلَّةٍ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ
أَعِزَّةٍ عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ يُجَٰهِدُونَ فِى
سَبِيلِ ٱللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۚ
ذَٰلِكَ فَضْلُ ٱللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ ۚ
وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٤﴾

اے ایمان والو اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائیگا
تو خدا ایسے لوگ پیدا کر دیگا جن کو وہ دوست رکھے اور
جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی
کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں خدا کی راہ میں جہاد
کریں اور کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہ ڈریں یہ خدا
کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔
اور خدا بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے ﴿٥٤﴾

54. O ye who believe! Whoso of you becometh a renegade from his religion, (know that in his stead) Allah will bring a people whom He loveth and who love Him, humble toward believers, stern toward disbelievers, striving in the way of Allah, and fearing not the blame of any blamer. Such is the grace of Allah which He giveth unto whom He will. Allah is All-Embracing, All-Knowing.

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَٱلَّذِينَ
ءَامَنُوا۟ ٱلَّذِينَ يُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَ
يُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَهُمْ رَٰكِعُونَ ﴿٥٥﴾

تمہارے دوست تو خدا اور اس کے پیغمبر اور مومن لوگ
ہی ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور (خدا کے
آگے) جھکتے ہیں ﴿٥٥﴾

55. Your friend can be only Allah; and His messenger and those who believe, who establish worship and pay the poor-due, and bow down (in prayer)

وَمَن يَتَوَلَّ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَٱلَّذِينَ
ءَامَنُوا۟ فَإِنَّ حِزْبَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْغَٰلِبُونَ ﴿٥٦﴾ ع

اور جو شخص خدا اور اُسکے پیغمبر اور مومنوں سے دوستی کریگا تو (وہ خدا
کی جماعت میں داخل ہوگا اور) خدا کی جماعت ہی غلبہ پانیوالی ہے ﴿٥٦﴾

56. And whoso taketh Allah and His messenger and those who believe for friends (will know that), lo! the party of Allah, they are the victorious.

اسرار و معارف

ایسے لوگ دوستی کے قابل ہیں ان کے مقابل یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بنایا جائے یعنی اُن سے انصاف
ضرور کیا جائے انہیں انسانی حقوق دیئے جائیں اُن کی حفاظت کی جائے ضرورت میں مدد کی جائے مگر محض انسانی ہمدردی کی
حد تک۔ اس سے آگے ایسی دوستی جس سے اسلام اور اس کے امتیازی نشانات تک ہی مٹنا شروع ہو جائیں حرام ہے
جیسے آج کل ہندو مسلمان عیسائی یہودی اور منکرین خدا کا گروپ فوٹو لیا جائے تو شکل سے کوئی فرق نظر نہیں آتا بلکہ عورت
ہے یا مرد یہ پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے بعض اوقات نام پڑھے بغیر اس کی سمجھ نہیں آتی اور یہ سب کافروں کی دوستی کا پھل ہے
جب مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کی بنیادیں رکھی جا رہی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے معاہدہ فرمایا جس کا
ماحصل یہ تھا کہ یہودی اور مسلمان آپس میں بھی نہ لڑیں گے اور اگر کوئی مدینہ پر حملہ آور ہوگا تو مل کر حفاظت کریں گے اور دفاع کریں
گے اس معاہدے کے پردے میں بعض یہودیوں نے مسلمانوں سے ذاتی دوستی بھی بنائی مقصد جاسوسی کرنا تھا۔ چنانچہ معاہدہ
پورا نہ کیا بلکہ لٹیرے اہل مکہ کو چڑھا لائے اور مسلمانوں کے خلاف ہر طرح کی مدد کی تو اللہ کریم نے ذاتی دوستی سے بھی منع فرما
دیا کہ دیکھ لیا تم نے یہ کبھی مسلمانوں کا بھلا نہیں سوچتے ہاں۔ یہودی اور نصاریٰ آپس میں وہ ایک دوسرے سے یعنی یہودی

یہودی سے اور نصرانی نصرانی سے نباہ کرتا ہے ورنہ یہود و نصاریٰ بھی ایک دوسرے کو اچھا نہیں سمجھتے بلکہ آپس میں بھی دشمنی رکھتے ہیں جیسے صرف اسلام دشمنی میں فراموش کئے بیٹھے ہیں تو یہ مسلمانوں سے کب وفا کریں گے اور جب قومی حیثیت سے تعلق نہیں رہ سکتا نباہا نہیں جا سکتا تو ذاتی دوستی کا فائدہ نہیں کہ یہ تمہیں نقصان دیں گے اور تمہاری برائی ہی سوچیں گے اور اگر تم میں کوئی ایسے لوگ ہیں جن کا گذارا ان سے دوستی کے بغیر نہیں ہو سکتا تو یہ سمجھ لو یہ بھی انہی میں سے ہیں بظاہر مسلمان بنے ہوئے ہیں اندر سے کھوٹے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کی دوستی اور ایسی دوستی جسے موالات کہتے ہیں مومن کر ہی نہیں سکتا بلکہ ایسا کرنا ظلم ہے ناروا کام ہے۔ اور اللہ ظلم کرنے والوں کو سیدھے راستے پہ چلنے کی توفیق نہیں دیتے۔ بلکہ صاف منع کرنے کے باوجود ان سے تعلقات کی پینگیں بڑھائی جا رہی ہیں اور جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے۔ دل تندرست اور صحت مند نہیں ہیں یعنی پہلے سے نفاق میں مبتلا ہیں وہ اس مصیبت میں زیادہ گرفتار ہو رہے ہیں کہتے یہ ہیں کہ سدا دن ایک جیسے نہیں رہتے کیا خبر کسی برے وقت میں ان کی ضرورت پڑ جائے۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا تھا کہ مسلمان کب تک مقابلہ کریں گے آخر کار یہ مٹھی بھر لوگ مارے جائیں گے۔ تو ہمیں انہی یہود و نصاریٰ کے ساتھ مل کر رہنا ہے ہم ان سے ترک تعلق کیوں کریں۔ اور یہی حال ہمیشہ ہر دور میں ہر ملک میں ان لوگوں کا رہتا ہے اور رہے گا جن کے ایمان کمزور اور دل بیمار ہوتے ہیں شکل لباس حلیہ کھانا پینا معاملات اخلاق بات کرنے کے انداز بلکہ چلنے اور قدم اٹھانے کی ادائیں یہود و نصاریٰ سے سیکھی جاتی ہیں لیکن انھیں بتا دو کہ عنقریب انشاء اللہ اسلام غالب آنے گا۔ اس دور میں یہ نوید تھی فتح مکہ کی جب اہل مکہ کی شوکت سے سارا عرب لرزتا تھا اور منافق بھی اور یہود و نصاریٰ بھی امید لگائے بیٹھے تھے کہ بدر محض ایک حادثہ تھا۔ احد میں بھی مکہ والوں نے ناتجربہ کاری دکھائی اور چلے گئے اب کے جب آئینگے تو اسلام کا اور مسلمانوں کا تو نشان تک مٹ جائے گا۔ اور بظاہر حالات بھی ایسے ہی تھے مگر اللہ کریم نے اپنا فیصلہ سنا دیا کہ اہل مکہ کی شوکت اور منافقوں کی امیدیں ہر شے خاک میں ملا کر مسلمانوں کو فتح دوں گا یا اس سے پہلے ان کی منافقت کا بھید کھل جائے اللہ کریم کی طرف سے کوئی ایسی بات وقوع پذیر ہو کہ منافقوں کا نفاق ظاہر ہو جائے یہ بھی تو ہو سکتا ہے اور فتح مکہ کا تو فیصلہ ہی ہو چکا جو بڑے بڑے چھپے رستموں کو ننگا کر دے گی اور مسلمانوں کو کوئی فوری خطرہ نہ رہے گا تب منافقوں کو بڑا ہو گا اور ندامت کہ کیوں ہم نے یہ رسوائی کا راستہ اپنایا تھا۔ اور مسلمانوں کے منہ بھی حیرت سے کھلے کے کھلے رہ جاتے ہیں گے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو بڑی بڑی قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اب ان کے وہ سارے دعوے جھوٹے نکلے

اور سارے سجدے ضائع گئے۔ کہ عبادات کی بنیاد بھی تو ایمان اور یقین پر ہے اگر بنیاد ہی میسّر نہیں تو عمارت کب ٹھہر سکے گی؛ سو اُن کے جو اعمال اُنھوں نے ہمارے ساتھ مل کر کئے بھی تھے سب ضائع ہو گئے انھوں نے کس قدر بڑا نقصان اٹھایا اور کس قدر خسارے میں رہے۔

کُفّار سے تعلقات

یہ کافروں سے دوستی اور موالات سے منع کرنا صرف اسلام کی بقا کا معاملہ نہیں درحقیقت مسلمان کی بقار کا معاملہ ہے کہ اسلام کو باقی رکھنا اللہ کریم نے اپنے ذمہ لیا ہے اور وہ قادر ہے جس نے صحرائے عرب سے اٹھا کر تھوڑے عرصے میں معلوم دُنیا کے تین حصے اسلامی ریاست کے زیرِ نگیں کر دیئے اور وہ قوت و جرأت، وہ غلبہ عطا فرمایا جس کے بارے میں کفار اور منافقین سمجھنے سے قاصر تھے کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جس کلمہ کو ہم مٹانا چاہتے ہیں وہ حشر تک رُوئے زمین پر پڑھا جاتا رہے گا وہ اُسے ہمیشہ قائم رکھنے پر بھی قادر ہے اور اگر تم میں کچھ خدانخواستہ دین سے پھر کر مُرتد ہو جائیں یا سارے پھر جائیں تو اللہ ایک ایسی قوم کھڑی کر دے گا جنہیں وہ محبوب رکھتا ہو گا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے جو ایمانداروں کے لئے نرم خو، نرم دِل، نرم مزاج ہوں گے مگر کافروں پہ بجلی بن کر گریں گے۔ جہاد کریں گے اللہ کی راہ میں اور اس کا حق ادا کر دیں گے لڑیں گے تو لڑنے کی مثال قائم کر دیں گے۔ عبادت اور وَرع تقویٰ ہو گا تو مثالی ہو گا راہِ حق سے جس طرح کسی ظالم کی تلوار انھیں نہیں روک سکے گی اسی طرح کسی ملامت کرنے والے کی ملامت بھی ان کے راستے کا پتھر نہ بن سکے گی۔

یہ بات بڑی کھُل کر سامنے آگئی کہ اسلام کے ساتھ وابستہ رہنا اسلام کی بقار کے لئے نہیں خود ہماری بقار کے لئے ضروری ہے ورنہ اسلام کا محافظ اللہ کریم خود ہے جسے چاہے اسلام کی خدمت پہ لگا دے دوسری بات یہ کہ یہ کام بغیر محبت کے ہونے کا نہیں محبت کا جنوں ایسا ہے جو نہ تلواروں سے ڈرتا ہے نہ زبان کی تیراندازی سے اب محبت ہو اور بندے کو ہو پھر اللہ سے ہو یہ سب کیسے ہو سکتا ہے؛ کہ بندہ بہرحال بندہ ہے عاجز ہے محتاج ہے بکیس ہے اللہ خالق ہے بے نیاز ہے انسان کی نگاہ سے بالا رسائی سے دُور، سمجھ میں نہ آنے والا، نظروں کی پہنچ سے بلند، نہ اسے دیکھے نہ بات کرے نہ چھُو سکے۔ نہ اس کی مثال ہو نہ اس کی جنس نہ ذات تو اُس سے محبت کیسے ممکن ہے یہاں اُس کا علاج بتایا کہ "یُحِبُّونَہٗ" کہ اللہ جب اُن سے محبت کرنے لگتا ہے تو انھیں خود بخود اللہ سے محبت پیدا ہو جاتی ہے کچھ کرنا ہی نہیں پڑتا یہ تو بڑا آسان کام ہو گیا کچھ کرنا ہی نہ پڑا اور کام ہو گیا مگر یہ آسانی سب سے مشکل بن گئی جب غور کیا کہ

پہلے اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔ اب اس کا کیا علاج؛ یہ تو کام اور مشکل ہو گیا کہ پہلے اس ذات کو اپنی محبت کا شکار کرو جو تمہاری سوچ سے رسائی سے بالاتر ہے وراء الوریٰ ہے کمال ہے نسخہ بتایا پھنسا دیا۔ لیکن آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشکل کا حل بتایا اور لطف آگیا جتنا بڑا کام تھا اتنا آسان کر دیا فرمایا فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ تم میرے پیچھے چلو میرا اتباع اختیار کر لو اللہ تم سے محبت کرنے لگیں گے سارا مسئلہ ہی حل ہو گیا جب اللہ کسی سے محبت کریں گے تو اس کے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہو جائے گی پھر محبت سے سرشار ہو کر وہ بڑے سے بڑا کام انجام دے سکتا ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کمال

باتفاق مفسرین ان آیاتِ کریمہ کے مصداق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے عہد کے وہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے اپنے درجے اور مرتبے کے مطابق ہیں جنھیں قیادت و سیادت تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مہیا کی مگر کام کرنے میں اُنھوں نے کمال کر دکھایا اسلام پر ابتدائے اسلام سے بھی سخت تر وقت وہ آیا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ اس مصیبت اور فتنہ کی ابتداء تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ پاک کے آخری ایام میں ہو چکی تھی۔ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعوےٰ کر دیا تھا۔ آپ ﷺ کے وصال پر منافقین اور کفار کے حوصلے بہت بڑھ گئے اور اسود عنسی کے علاوہ بنو اسد کے سردار طلیحہ نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ ایک عورت نبوت کا دعویٰ لے کر اٹھی۔ سات قبائل جو بہت بڑے بڑے تھے انھوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ قیصر روم کی افواج بھی اس اسلامی ریاست پر جھپٹنا چاہتی تھیں ساتھ کسریٰ ایران بھی تڑپ رہا تھا یعنی ایک طوفان تھا اندھیرا تھا تباہی کا بربادی کا۔ صرف مسیلمہ کذاب کے ساتھ چالیس ہزار جنگجو سپاہی تھے تو اندازہ کریں کہ ایک رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بچھڑنے کا غم جو غم جہاں سے بھاری تھا اس پر کفر کی آندھیوں کا یہ زور، اور ایک نحیف و نزار بدن مگر سب سے مضبوط دل رکھنے والا انسان جو قرآن کا مثالی مسلمان بھی سپاہی بھی ہے مجاہد بھی ہے۔ اور مثالی صوفی بھی اور انبیاء کے بعد جس کی نظیر خلقِ خدا میں نہیں ملتی وہ ہیں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ آپ نے پوری جرأت سے اعلان جہاد فرمایا مدعیان نبوت کے خلاف بھی اور منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف بھی حالانکہ صحابہ لرز اُٹھے کہ یا امیر! مسلمانوں کی تعداد کم ہے اور دشمنوں کی بہت زیادہ اتنے زیادہ محاذ بیک وقت نہ کھولے جائیں پہلے مدعیانِ نبوت سے نمٹا جائے جبکہ ایک لشکر تبوک بھی روانہ ہو چکا تھا قیصر کی فوجوں کے مقابل۔ آپ ؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں ایک نقطہ کی کمی یا بیشی ابوبکر کی زندگی میں نہیں ہو سکتی تم زکوٰۃ کہتے ہو اگر کسی نے وہ رسّی جو عہد نبویؐ میں دیتا تھا اب نہ دی تو اس سے بھی جہاد کروں گا۔

غالب کرنا اللہ کا کام ہے مسلمان کا کام خلوص کے ساتھ جان کو حاضر کر دینا ہے۔

اس راہ کی تین اہم باتیں یہاں ارشاد ہوئی ہیں کہ پہلی بات تو اس راستے کی سواری محبت ہے اگر محبت نہ ہو۔ اللہ سے رسول اللہ ﷺ سے آپ کے دین سے تو یہ کام نہیں ہو سکتا۔ وہ محبت جو جنوں میں مبتلا کر دے۔ دُوسرے جہدِ مسلسل اس راستہ میں کوئی آرامگاہ نہیں ہے مسلسل جہاد ہے دُشمن کے خلاف میدانِ جہاد میں ہو یا اپنے اندر ایک جنگ کا میدان ہو جہاں نیکی و بدی کی لڑائی نے حشر بپا کر رکھا ہو اور انسان خود اپنے آپ کو پکڑ پکڑ کر اطاعتِ الٰہی، ذکرِ الٰہی ، اور اطاعتِ رسُول ﷺ کی طرف کھینچتا رہے تیسرے عموماً ایسی رُکاوٹ جو تلوار سے ڈالی جائے عموماً انسان اس کا مقابلہ کر لیتا ہے جذبات میں آکر سہی مگر یہ میدان پیچھے ہٹنے کو جی نہیں کرتا مگر جو رُکاوٹ اپنوں کی باتیں اُن کے طعنے اور اُن کی ملامت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ بڑے بڑوں کو ڈگمگا دیتی ہے کہ یہ لوگ مسلسل بولتے چلے جاتے ہیں اور اتنا تنگ کرتے ہیں اتنا تنگ کرتے ہیں کہ آدمی جو صبر ہار دیتا ہے جنھیں اللہ سے محبت ہوتی ہے ان پہ ملامت کے تیر بھی اثر نہیں کرتے اور یہ جرأتِ رندانہ عطا کرنا یہ اس کا کرم ہے اُس کا فضل ہے اسکی عطا رہے وہ جسے چاہے نوازے جسے چاہے سرفراز کرے کہ وہ بہت وُسعت رکھنے والا ہے اپنے جملہ اوصاف میں ایسے ہی علیم بھی وہ خوب جانتا ہے کہ کہاں کس شے کی ضرورت ہے۔

مسلمانو! تمہارا دوست اللہ ہے تمہارا دوست اللہ کا رسُول ﷺ ہے۔ اور تمہارے دوست ہیں ایمان والے لوگ۔ یعنی مسلمان ہی مسلمان کا دوست ہے مگر یاد رہے وہ مُسلمان دوستی کے قابل ہے جو خود اپنا دوست بھی ہو، ایسے مؤمن جو نماز ادا کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں یعنی ارکانِ دین پہ عمل کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اللہ کے سامنے عجز اختیار کرتے ہیں مسلمانوں کے ساتھ نرم خو ہیں یہ لوگ دوستی کے قابل ہیں۔ یاد رکھو! جس کسی نے اللہ سے دوستی کی اور اللہ کے رسول ﷺ سے دوستی نباہی اور جو جماعت یا جو افراد ایمان پر قائم رہے کہ خلوصِ دل سے اعمال بجا لانے میں پوری کوشش کرتے رہیں تو یہ یقین کر لو کہ یہ اللہ کی جماعت ہے اور ہر دور میں ہر ملک میں دُنیا کے ہر گوشے میں جہاں بھی ان اوصاف کے مالک لوگ ہوں گے وہ ہمیشہ جیت میں رہیں گے اور غالب رہیں گے چنانچہ تب سے اب تک تاریخ اسلام شاہد ہے کہ باعمل مسلمان جب بھی ... اللہ نے ان کی ... کی اور اگر کہیں ذلت و رسوائی ہے تو اس میں مسلمانوں کی بے راہ روی سب سے بڑا محرک ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ
اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ
اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں
دی گئی تھیں اُن کو اور کافروں کو جنہوں نے تمہارے
دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے دوست نہ بناؤ اور
مومن ہو تو خدا سے ڈرتے رہو (۵۷)

57. O ye who believe! Choose not for friends such of those who received the Scripture before you, and of the disbelievers, as make a jest and sport of your religion. But keep your duty to Allah if ye are true believers.

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا
وَّلَعِبًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور جب تم لوگ نماز کے لئے اذان دیتے ہو تو یہ اُسے
بھی ہنسی اور کھیل بناتے ہیں یہ اسلئے کہ سمجھ نہیں رکھتے (۵۸)

58. And when ye call to prayer they take it for a jest and sport. That is because they are a folk who understand not.

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ
اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ
اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾

کہو کہ اے اہل کتاب تم ہم میں برائی ہی کیا دیکھتے ہو سوا اسکے
کہ ہم خدا پر اور جو (کتاب) ہم پر نازل ہوئی اس پر اور جو (کتابیں)
پہلے نازل ہوئیں اُن پر ایمان لائے ہیں اور تم میں اکثر بدکردار ہیں (۵۹)

59. Say: O, People of the Scripture! Do ye blame us for aught else than that we believe in Allah and that which is revealed unto us and that which was revealed aforetime, and because most of you are evil-livers?

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ
مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۚ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ
غَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ
وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۚ اُولٰٓئِكَ
شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾

کہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ خدا کے ہاں اس سے بھی
بدتر جزا پانے والے کون ہیں؟ وہ لوگ ہیں جن پر
خدا نے لعنت کی اور جن پر وہ غضبناک ہوا اور (جنکو)
اُن میں سے بندر اور سور بنا دیا اور جنہوں نے شیطان کی پرستش کی
ایسے لوگوں کا بُرا ٹھکانا ہے اور وہ سیدھے رستے سے بہت دور ہیں (۶۰)

60. Shall I tell thee of a worse (case) than theirs for retribution with Allah? Worse (is the case of him) whom Allah hath cursed, him on whom His wrath hath fallen! Worse is he of whose sort Allah hath turned some to apes and swine, and who serveth idols. Such are in worse plight and further astray from the plain road.

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا
بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۚ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾

اور جب یہ لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم
ایمان لے آئے حالانکہ کفر لیکر آتے ہیں اور اُسی کو لیکر جاتے
ہیں۔ اور جن باتوں کو یہ مخفی رکھتے ہیں خدا اُنکو خوب جانتا ہے (۶۱)

61. When they come unto you (Muslims), they say: We believe; but they came in in unbelief and they went out in the same; and Allah knoweth best what they were hiding.

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى
الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور تم دیکھو گے کہ ان میں اکثر گناہ اور زیادتی اور حرام
کھانے میں جلدی کر رہے ہیں۔ بیشک یہ جو کچھ کرتے
ہیں بُرا کرتے ہیں (۶۲)

62. And thou seest many of them vying one with another in sin and transgression and their devouring of illicit gain. Verily evil is what they do.

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ
عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾

بھلا ان کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی باتوں
اور حرام کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے؟
بلاشبہ وہ بھی بُرا کرتے ہیں (۶۳)

63. Why do not the rabbis and the priests forbid their evil-speaking and their devouring of illicit gain? Verily evil is their handiwork.

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۚ
غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ
بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ
يَشَآءُ ۚ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ

اور یہود کہتے ہیں کہ خدا کا ہاتھ (گردن سے) بندھا ہوا ہے
(یعنی اللہ بخیل ہے) انہیں کے ہاتھ باندھے جائیں اور ایسا کہنے
کے سبب اُن پر لعنت ہو بلکہ اُسکے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ وہ
جس طرح (اور جتنا) چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور (اے محمدؐ) یہ (کتاب)

64. The Jews say: Allah's hand is fettered. Their hands are fettered and they are accursed for saying so, Nay, but both His hands are spread out wide in bounty. He bestoweth as He will

أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ
كُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ
الْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا
أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۚ
وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ
لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٦٤﴾

جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی اس سے اُن میں سے
اکثر کی شرارت اور انکار اور بڑھیگا۔ اور ہم نے اُنکے باہم عداوت
اور بغض قیامت تک کیلئے ڈال دیا ہے۔ یہ جب لڑائی کیلئے
آگ جلاتے ہیں تو خدا اُس کو بجھا دیتا ہے اور یہ ملک میں
فساد کیلئے دوڑتے پھرتے ہیں۔ اور خدا فساد کرنیوالوں
کو دوست نہیں رکھتا ﴿٦٤﴾

That which hath been revealed unto thee from thy Lord is certain to increase the contumacy and disbelief of many of them, and We have cast among them enmity and hatred till the Day of Resurrection. As often as they light a fire for war, Allah extinguisheth it. Their effort is for corruption in the land, and Allah loveth not corrupters.

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا
لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ
جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٦٥﴾

اور اگر اہلِ کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے
تو ہم اُن سے اُن کے گناہ محو کر دیتے اور اُن کو نعمت
کے باغوں میں داخل کرتے ﴿٦٥﴾

65. If only the People of the Scripture would believe and ward off (evil), surely We should remit their sins from them and surely We should bring them into Gardens of Delight.

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ
وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا
مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ ۚ
مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُقْتَصِدَةٌ ۖ وَكَثِيرٌ
ع مِنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ﴿٦٦﴾

اور اگر وہ تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) اُن کے
پروردگار کی طرف سے اُن پر نازل ہوئیں اُن کو قائم رکھتے
تو (اُن پر رزق مینہ کی طرح برستا کہ) اپنے اوپر سے اور پاؤں
کے نیچے سے کھاتے۔ ان میں کچھ لوگ میانہ رو ہیں اور
بہت سے ایسے ہیں جن کے اعمال بُرے ہیں ﴿٦٦﴾

66. If they had observed the Torah and the Gospel and that which was revealed unto them from their Lord, they would surely have been nourished from above them and from beneath their feet. Among them there are people who are moderate, but many of them are of evil conduct.

اسرارِ معارف

خصوصاً یہودی ہوں یا نصرانی یا ایسے لوگ جو دینِ اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں ایسے لوگوں سے ایماندار آدمی کو دوستی نہ زیب دیتی ہے اور نہ فائدہ نہ اس کے لیۓ جائز ہے بلکہ تقویٰ کے خلاف ہے یعنی وہ محبت بھرے جذبات جو ذاتِ باری کے ساتھ نصیب ہوتے ہیں مجروح ہو جاتے ہیں. کیونکہ اُنھیں اس پر بڑا فخر ہے کہ ہمارے پاس آسمانی کتابیں ہیں حالانکہ یہ ان میں تبدیلی کر چکے ہیں اور شعائرِ اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں جیسے اذان سُن کر مذاق کرتے ہیں اس لیۓ کہ امورِ دینیہ میں ان کی عقل ماری گئی ہے بس پوری توجہ صرف حصولِ دُنیا پہ ہے اور دین کو سمجھنے سے قاصر ہو رہے ہیں.

آپ ﷺ ان سے پُوچھیے تو سہی آخر ہم سے کیوں خفا ہیں؟ صرف اس بات پر کہ باوجود اس کے کہ ہم پہلی کتابوں پر بھی یقین و ایمان رکھتے ہیں ساتھ میں اس کتاب کو بھی مان لیا ہے جو ہم پر نازل ہوئی ہے بس آپ کی نگاہوں میں یہ جرم ٹھہرا جبکہ اگر اگلی کتابیں اللہ کی طرف سے نازل کی گئی تھیں اور ان پر ایمان لائے بغیر چارہ نہ تھا تو یہ کتاب جو ہم پر نازل ہو رہی ہے.

اس کو چھوڑ دینے سے گذارہ کیسے ہوگا؟ اور ہم پر یہ فردِ جرم لگاکر آپ خوش ہوگئے۔ چلیے! آپ ہی بتائیں جن کتابوں کو آپ اللہ کی طرف سے مانتے ہیں اُن پر کتنا عمل کر چکے ہیں ذرا اپنی قومی تاریخ دیکھیں اور اپنے ماضی پہ نظر کریں آپ کے اکثر فسق وفجور اور اللہ کی نافرمانیوں کی لمبی فہرست کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ ان سے فرمائیے کہ میں نشاندہی کردوں بدکار کیسے لوگوں اور کیسی قوموں کو کہا جاتا ہے جن پر اللہ کی لعنت ہو اور رحمت سے محروم ہوں یعنی توفیق اطاعت سلب ہوجائے اور جن لوگوں پر اللہ کا غضب ہو جن میں سے بعض کی ظاہری صُورتیں تک مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنادیئے گئے اور بعض کی روحانی اشکال مسخ ہوئیں اور وہ شیطان کے پجاری بن گئے اصلی بدبخت لوگ اور اقوام تو وہ تھیں جو تمھارے ہی اجداد تھے جن سے تم نے بھی رسُومات حاصل کرلی ہیں اور ان پر فخر کرتے ہو اور اللہ کے نازل کردہ کلام سے مذاق کرتے ہو حالانکہ یہ لوگ درجہ کے اعتبار سے بہت ہی گرے اور نہایت ہی گمراہ قسم کے انسان تھے اور اب بھی یہ آپ ﷺ کے پاس اظہار ایمان کے لیئے آتے ہیں حالانکہ ان کے دلوں میں کُفر ہوتا ہے اور وہی کفر ساتھ لے کے چلے جاتے ہیں اللہ کریم ان باتوں کو خوب جانتے ہیں جن کو یہ چھپانا چاہتے ہیں یعنی منافقین کے بارے نبی اکرم ﷺ کو اکثر اور عموماً اطلاع فرمادی جاتی تھی، بلکہ ایسے مواقع پر جب آیات نازل ہوئیں تو اکثر مسلمان مطلب اخذ کرلیتے تھے کہ کون لوگ آئے تھے اور یہ حکم کن لوگوں کے لیئے ہے دوسری بات جو سامنے آئی وہ یہ ہے کہ جب تک دل میں خلوص نہ ہو نبی ﷺ سے فائدہ نہیں ہوتا کہ یہ لوگ دِل میں کفر لے کر آتے اور کُفر ہی لے کر چلے جاتے حالانکہ دوسرے خوش نصیب اسی بارگاہ سے کُفر کا دامن دھو کر نورِ ایمان سے جھولیاں بھر کر لے جاتے تھے ان کے آنے میں خلوص ہوتا تھا اگر بارگاہ نبوت میں یہ پابندی ہے تو شیخ تو ایک ذرہ ہے اس آفتاب سے روشنی لینے والا یہاں اگر خلوص بھی نہ ہوا تو پھر فائدے کی امید نہیں ہوسکتی۔

اور اے مخاطب! مسلسل گناہ انسان کی عادتِ ثانیہ بن جاتا ہے ان میں سے اکثر کو تُسَارِعُ فی الجرم پائیں گے یعنی جرائم ان کے مزاجوں میں رچ بس چکے ہیں گناہ، ظلم و زیادتی اور حرام کھانے پہ یوں ٹوٹتے ہیں جیسے شمع پہ پروانہ گرتا ہے اور یہ بہت ہی ناروا کام ہے جو انھوں نے اختیار کیا ہے اگر بدکاروں کی مجلس اور مسلسل گناہ انسان کے مزاج کو اپنے رنگ میں ڈھال لیتا ہے۔ تو نیک لوگوں کی مجلس اور مسلسل اللہ کا ذکر اور شیخ کی توجہ کیا یہ مزاج انسانی میں تبدیلی پیدا نہیں کرسکتے ہیں بلکہ وہاں دو عوامل ہیں صحبت بدکار اور عملِ بد، یہاں تین ہیں نیکوں کی مجلس، نیک کام اور شیخ کی توجہ

اور یہ تیسرا عمل سب سے زیادہ طاقتور ہے اسی لیئے ارشاد ہوتا ہے کہ ان کے مشائخ اور علماء ربانی انھیں کیوں نہیں روکتے حالانکہ انہیں روکنا چاہیئے یا علماء کیوں منع نہیں کرتے یہ مشائخ اور علماء معاشرے میں دو بہت بڑے کردار ہیں۔ اگر یہ خلوص سے معاشرے کی درستی چاہیں تو حکمرانوں سے زیادہ قوت ان کے پاس ہوتی ہے ہر پیر کے مرید اس کی بات کو حرف آخر اور ہر مولوی کے مقتدی اسی کی بات کو سند مانتے ہیں یہ بارہا تجربہ کیا ہے۔ کہ لاکھ حوالے دو تفسیر اور حدیث سے حوالے دو اگر ان کے محلے کا مولوی نہ مانے تو بات نہیں بنے گی یا پیر صاحب نہ مانیں پھر تو آپ کے پاس کوئی بھی علاج نہیں تو یہ علماء اور مشائخ انھیں حرام کھانے سے اور گناہ کی زندگی سے کیوں نہیں روکتے یعنی معاشرے کی اصلاح کی ذمہ داری ان پر ہے اور اگر صرف نذرانے وصول ہوتے رہے اور کیا کچھ نہیں یا اس ڈر سے لوگوں کی اصلاح نہ کی کہ پھر اپنی آمدن بھی نہ رہے گی تو عنداللہ جواب دینے کے لیئے ان کے پاس بھی کوئی معقول بات نہ ہوگی یہ اگر دنیا کمانے کے لالچ میں لوگوں کا دین تباہ کر رہے ہیں تو بہت ہی برا کر رہے ہیں۔

اور یہود تو کہتے ہیں کہ اللہ کے خزانے ختم ہو رہے ہیں۔ یہ بھی ان نے نظام زکوٰۃ کا اور صدقات نافلہ کا مذاق اڑایا کہ اب لوگوں کو دینے کے لیئے کہا جاتا ہے جب اللہ کا رسول ہے تو اللہ سے لے کر دے کیا اللہ کے خزانے ختم ہو گئے یا اللہ کے ہاتھ باندھ دیئے گئے ہیں فرمایا ہاتھ بھی انہی کے بندھیں گے چنانچہ رسوا ہو کر ملک بدر کیئے گئے کچھ قتل ہو کر تباہ ہوئے اور یہ گستاخانہ کلمہ جو انھوں نے کہا ہے اس کے لیئے ان پر لعنت کی گئی یعنی رحمت سے محروم ہو گئے روحانی برکات سے بھی کہ اسلام قبول کرنا نصیب نہ ہوا اور دنیاوی برکات سے بھی۔ کہ گھر برباد ہوئے اور قتل ہو کر تباہ ہوئے یا دیس بدر کیئے گئے فرمایا اب انھیں اندازہ ہوگا کہ اللہ کے ہاتھ کھلے ہیں کہ بدکار اپنی روش میں اور اپنے زور میں بھاگتا چلا جاتا ہے مگر جب اللہ کی گرفت میں آتا ہے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ وہ کس قدر بھول رہا تھا پھر بھی کوئی خوش قسمت ہو تو توبہ نصیب ہو جائے ورنہ عذاب میں گرفتار ہو کر ہی تباہ ہو جاتے ہیں یہی حال اُن کا ہے دیکھ چکے ہیں کہ سارے عرب کا کفر مل کر کچھ نہیں بگاڑ سکا پھر دن بدن مسلمان دنیا میں بھی اور روحانی کمالات میں بھی ترقی کی راہ پر ہیں اس کے باوجود انھیں ایمان نصیب نہیں ہوتا بلکہ شرارت بغاوت اور کفر میں بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ لیکن اللہ نے بطور سزا یہود اور نصاریٰ کے اندر بھی لڑائی ڈال دی ہے اور ان کی یہ دشمنی بھی قیامت تک چلے گی جب تک عالم قائم ہے ایک دوسرے سے نفرت اور بغاوت کرتے ہی رہیں گے کہ یہ مل کر مسلمانوں کے خلاف محاذ قائم نہ کر سکیں یہ سازشیں کر کے لڑائی کی آگ

سلگاتے ہیں اللہ کریم اسے بجھا دیتے ہیں. یعنی ان میں یہ جرأت نہیں کہ خود میدان میں اُتریں آپس میں اتحاد نہیں کر سکتے پھر سازش کرتے ہیں تو اللہ بے نقاب فرما دیتے ہیں اور یہ جو جنگ بھڑکانا چاہتے تھے. اس میں ناکام ہو جاتے ہیں اس لیئے کہ یہ ہمیشہ فساد کے لیئے کوشاں رہتے ہیں اور اللہ کو فساد کرنے والے لوگ اچھے نہیں لگتے اگر یہ اہلِ کتاب بھی جب تک ان کی کتاب ہی دینِ حق تھی. اسی کے مطابق عقیدہ درُست کرتے اور اللہ کا خوف کر کے اس سے حیا کر کے اس کی اطاعت اختیار کرتے تو ہم اُن کی خطاؤں سے درگذر فرماتے اور انھیں جنّت میں اور اس کی نعمتوں میں داخل کرتے ہم انھیں بندر اور سوٴر بنا کر ہلاک نہ کرتے اگر یہ تورات کے احکام قائم رکھتے پھر جب انجیل نازل ہوئی تو اس پہ ایمان لاتے اللہ کے نبی کی اطاعت کرتے اور جب اللہ کی طرف سے قرآن نازل ہوا تو پھر تورات و انجیل میں بھی تو اس کی خبر موجود تھی ان پر بھی عمل کرتے تو اس پر ایمان لاتے آپؐ پر ایمان لاتے اس کے احکام کو قبول کرتے تو ہم اُن پر دُنیا کی نعمتیں بھی عام کر دیتے کہ آسمان سے پانی برستا اور زمین سے خزانے پیدا کرتے یعنی نیکی اور عمل صالح اکثر دنیا میں بھی آرام اور سہولت کا سبب ہی بنتا ہے سوائے اس کے کہ اللہ کی طرف سے کوئی آزمائش آجائے یا انسان خطا کار ہے غلطیاں بھی تو کرتا ہے بے شک ان میں کچھ لوگ نیک بھی ہیں مگر اکثریت بدکاروں کی ہے. جو چند نیک ہستیاں موجود تھیں انھیں اسلام اور آپ ﷺ کی صحابیت نصیب ہو گئی اور بدکار ابھی تک نسل در نسل تباہی کا شکار ہیں.

رکوع نمبر ۱۰ آیات ۶۷ تا ۷۷ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ ۶ ۱۴

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ
رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۷﴾
قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَىْءٍ
حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ
وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ
وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ
اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ
فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾

اے پیغمبر جو ارشادات خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچا دو. اور اگر ایسا نہ کیا تو تم خدا کے پیغام پہنچانے میں قاصر رہے (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا) اور خدا تمکو لوگوں سے بچائے رکھیگا. بیشک خدا منکروں کو ہدایت نہیں کرتا ﴿۶۷﴾ کہو کہ اے اہلِ کتاب جب تک تم تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم لوگوں پر نازل ہوئیں ان کو قائم نہ رکھو گے کچھ بھی راہ پر نہیں ہو سکتے اور (یہ قرآن) جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے اس سے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر اور بڑھیگا. تو تم قوم کفار پر افسوس نہ کرو ﴿۶۸﴾

67. O Messenger! Make known that which hath been revealed unto thee from thy Lord, for if thou do it not, thou will not have conveyed His message. Allah will protect thee from mankind. Lo! Allah guideth not the disbelieving folk.

68. Say: O People of the Scripture! Ye have naught (of guidance) till ye observe the Torah and the Gospel and that which was revealed unto you from your Lord. That which is revealed unto thee (Muhammad) from thy Lord is certain to increase the contumacy and disbelief of many of them. But grieve not for the disbelieving folk.

69. Lo! those who believe, and those who are Jews, and Sabaeans, and Christians—whosoever believeth in Allah and the Last Day and doth right—there shall no fear come upon them neither shall they grieve.[4]

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَ
الصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ٦٩

جو لوگ خدا پر اور روز آخرت پر ایمان لائیں گے
اور عمل نیک کریں گے خواہ وہ مسلمان ہوں یا
یہودی یا ستارہ پرست یا عیسائی اُن کو قیامت
کے دن نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہونگے ٦٩

70. We made a covenant of old with the Children of Israel and We sent unto them messengers. As often as a messenger came unto them with that which their souls desired not (they became rebellious). Some (of them) they denied and some they slew.

لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ
وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَاءَهُمْ
رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا
كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ٧٠

ہم نے بنی اسرائیل سے عہد بھی لیا اور اُنکی طرف پیغمبر بھی
بھیجے لیکن جب کوئی پیغمبر انکے پاس ایسی باتیں لیکر
آتا جن کو اُنکے دل نہیں چاہتے تھے تو وہ (انبیاء کی) ایک
جماعت کو تو جھٹلا دیتے اور ایک جماعت کو قتل کردیتے تھے ٧٠

71. They thought no harm would come of it, so they were wilfully blind and deaf. And afterward Allah turned (in mercy) toward them. Now (even after that) are many of them wilfully blind and deaf. Allah is Seer of what they do.

وَحَسِبُوا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَ
صَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ
عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِنْهُمْ ۚ وَاللَّهُ
بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ٧١

اور یہ خیال کرتے تھے کہ (اس سے) انپر کوئی آفت نہیں آنیکی تو
وہ اندھے اور بہرے ہو گئے پھر خدا نے اُن پر مہربانی
فرمائی (لیکن) پھر اُن میں سے بہت سے اندھے اور بہرے ہوگئے
اور خدا اُن کے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے ٧١

72. They surely disbelieve who say: Lo! Allah is the Messiah, son of Mary. The Messiah (himself) said: O Children of Israel, worship Allah, my Lord and your Lord. Lo! whoso ascribeth partners unto Allah, for him Allah hath forbidden Paradise. His abode is the Fire. For evil-doers there will be no helpers.

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ
الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ
يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي
وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ
حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ
وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ٧٢

وہ لوگ بے شبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریم کے
بیٹے (عیسیٰ) مسیح خدا ہیں. حالانکہ مسیح یہود سے
یہ کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل خدا ہی کی عبادت
کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی (اور جان رکھو کہ)
جو شخص خدا کیساتھ شرک کریگا خدا اُسپر بہشت کو حرام کردیگا.
اور اُسکا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ٧٢

73. They surely disbelieve who say: Lo! Allah is the third of three; when there is no God save the One God. If they desist not from so saying, a painful doom will fall on those of them who disbelieve.

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ
ثَلَاثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ
وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ
لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ ٧٣

وہ لوگ (بھی) کافر ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ
خدا تین میں کا تیسرا ہے. حالانکہ اُس معبود یکتا کے سوا
کوئی عبادت کے لائق نہیں. اگر یہ لوگ ایسے اقوال
(وعقائد) سے باز نہیں آئیں گے تو اُن میں جو کافر
ہوئے ہیں وہ تکلیف دینے والا عذاب پائیں گے ٧٣

74. Will they not rather turn unto Allah and seek forgiveness of Him? For Allah is Forgiving, Merciful.

أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٧٤

تو یہ کیوں خدا کے آگے توبہ نہیں کرتے اور اس سے گناہوں
کی معافی نہیں مانگتے اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے ٧٤

75. The Messiah, son of Mary, was no other than a messenger, messengers (the like of whom) had passed away before him. And his mother was a saintly woman. And they both used to eat (earthly) food. See how We make the revelations clear for them, and see how they are turned away!

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ
خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ
كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ
لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ٧٥

مسیح ابن مریم تو صرف (خدا کے) پیغمبر تھے اُنسے پہلے بھی بہت سے رسول گزر
چکے تھے اور اُنکی والدہ (مریم خدا کی) ولی (اور سچی فرمانبردار) تھیں.
دونوں (انسان تھے اور) کھانا کھاتے تھے دیکھو ہم ان لوگوں کیلئے اپنی
آیتیں کسطرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں پھر (یہ) دیکھو کہ یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں ٧٥

76. Say: Serve ye in place of Allah that which possesseth for you neither hurt nor use? Allah it is Who is the Hearer, the Knower.

77. Say: O People of the Scripture! Stress not in your religion other than the truth, and follow not the vain desires of folk who erred of old and led many astray, and erred from a plain road.

کہو کہ تم خدا کے سوا ایسی چیز کی کیوں پرستش کرتے ہو جس کو
تمہارے نفع اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں اور خدا
ہی سب کچھ سنتا جانتا ہے ﴿۷۶﴾
کہو کہ اے اہل کتاب اپنے دین (کی بات) میں ناحق
مبالغہ نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو
جو (خود بھی) پہلے گمراہ ہوئے اور اور بھی اکثروں کو گمراہ
کر گئے اور سیدھے رستے سے بھٹک گئے ﴿۷۷﴾

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ هُوَ
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾
قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ
غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ
قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا
وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ ع

اسرار و معارف

یہ بیان ایک عجیب ترپات سے شروع ہوتا ہے اور یہ دلیل نبوت بھی ہے اور آپ ﷺ کا معجزہ بھی کہ اللہ کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے کہ اے رسُول! یعنی خطاب ہی ایسے اسم گرامی سے ہے فرض منصبی کی نشاندہی کرتا ہے کہ رسول کا فرض ہی اللہ کے بندوں تک اللہ کی بات کا پہنچانا ہے سو یہاں یہود کی سازشوں، اہلِ مکہ کے حملوں اور کُفار کی دوسری مخالفانہ کوششوں کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے "آپؐ پر اللہ کریم کی طرف سے جو نازل ہوتا ہے وہ پہنچانا ہی اُس کی رسالت کا فریضہ ہے اب یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ثابت کرنے پر زور لگا رہے ہیں ادھر مشرکینِ عرب کے لاتعداد خدا اسلام کی توحید پرستی کی زد پر ہیں پھر اقوام عالم میں کہیں آگ کی پوجا ہے کہیں سورج کی پرستش کہیں بتوں کی خدائی اور کہیں خود انسانوں ہی کو پوجا جا رہا ہے ایسی حالت میں کس کس سے بگاڑی جائے اور کس و بعد میں اور کس کو پہلے رکھا جائے یہ بہت نازک فیصلہ تھا اسلام کی ایک چھوٹی سی ریاست منصہ شہود پہ آ رہی تھی اِدھر مکہ مکرمہ والوں سے دشمنی ہے تو کیا ایسی بات نہ کی جائے جس سے یہود و نصاریٰ خفا ہوتے ہوں یا ان سب کی پرواہ تو نہ کی جائے مگر قیصر و کسریٰ کے مذاہب یا مذہب کے نام پر جاری رسومات کو توفی الحال نہ چھیڑا جائے مبادا اس چھوٹی سی سلطنت پہ وہ چڑھ دوڑیں تو ارشاد ہوا میرے حبیبؐ! یہ فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے کہ کس وقت کیا کہنا ہے اور کیا بات کرنی چاہیئے یا کس چیز کا اعلان کیا جائے آپؐ اس کا غم نہ کریں ہاں جو کچھ اللہ کی طرف سے نازل ہو وہ لوگوں تک پہنچا دیں کہ اس میں سے اگر تھوڑی سی بات بھی رہ گئی تو سارا پیغام بے معنی ہو کر رہ جائے گا گویا آپؐ نے حق رسالت ادا نہ فرمایا ہی لوگوں

کی دشمنی جو یقینی ہے مشرکین بھی یہود و نصاریٰ بھی اور دُنیا کے دوسرے کفار بھی تڑپ اٹھیں گے مگر انسانوں سے آپ ﷺ کی حفاظت کرنا یہ اللہ کی ذمہ داری ہے وہ جس کا پیغام آپ پہنچا رہے ہیں وہی آپ ﷺ کی حفاظت فرمائے گا اور پھر چشم فلک نے دیکھا کہ سارا کفر مل کر آپ ﷺ کا کچھ نہ بگاڑ سکا بلکہ روز بروز اسلام پھیلتا چلا گیا حتے کہ آپ ﷺ حج پر تشریف لے گئے یہی حجۃ الوداع کہلاتا ہے اور یہی حج اکبر بھی کہ اُس روز جمعہ تھا اور آپ ﷺ نے تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جسے منشورِ انسانیت کہا جاتا ہے اور واقعی انسانی حقوق اور انسان کے اپنے رب سے تعلقات دنیا و آخرت، عقائد اور اعمال مختصر ترین الفاظ میں جواہرات اور ہیروں کا ہار ہے جو لسان نبوت نے پرو دیا اور اس کے آخر میں ارشاد فرمایا اَلاَ ھَلْ بَلَّغْتُ لوگو! کیا میں نے بات پہنچانے کا حق ادا کر دیا؛ سب نے عرض کیا بے شک یا رسول اللہ! تو آسمان کی طرف انگلی مبارک اٹھا کر تین بار فرمایا اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اے اللہ! گواہ رہنا اور فرمایا اب جو حاضر ہیں وہ اُن تک پہنچا دیں جو یہاں حاضر نہیں ہیں جس سے مراد وہ لوگ بھی تھے جو اس دور میں تھے مگر اُس وقت میدان عرفات میں نہ تھے وہاں بھی تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ موجود تھے اور وہ لوگ بھی جو اکناف و اطراف عالم میں تھے جہاں ابھی اسلام نہیں پہنچا تھا اور وہ بھی جو ابھی دنیا میں نہیں آئے تھے سو یہ کام صحابہ کرام نے یوں کر دکھایا کہ انہی کا حصہ ہے۔ آپ ﷺ حج سے واپسی پر تقریباً اسّی روز اس دُنیا میں رہے پھر وصال فرمایا۔ آپ ﷺ کے وصال سے رُبع صدی کے اندر اندر دُنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں اللہ کے بندوں نے اللہ کا پیغام پہنچا نہ دیا ہو ذرا تفصیل سے اس لئے لکھ دیا کہ شیعہ اس آیت کا نزول حج سے واپسی پہ بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے راستے میں واپسی پر جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت علیؓ کی خلافت کا اعلان کیا اور جو صحابہ ساتھ تھے سب سے بیعت لی۔ علی الحائر مشہور شیعہ عالم نے اس موضوع پہ رسالہ لکھا کہ اڑھائی لاکھ صحابہ سے ایک ایک کر کے بیعت لی گئی۔ اگر خیمہ میں آنے جانے بیعت کرنے پہ ایک ایک منٹ لگا کر تین منٹ فی آدمی اڑھائی لاکھ آدمیوں کو وقت دیا جائے تو وہ غالباً ڈیڑھ سال کے قریب عرصہ بنتا ہے جبکہ آپ صرف اسّی یوم دار فانی میں رہے اور وصال فرمایا نیز تبلیغ کی تصدیق بندوں سے کرائی شہادت اللہ سے لی وہاں اللہ بھی گواہ بن گیا پھر خیال آیا کہ نہیں یار! ایک بات خلافت والی رہ گئی اور پھر بتانے سے کیا حاصل جب بعد میں تو ان میں سے کسی نے بات تک نہ کی اور ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کر لی خود حضرت علیؓ نے کر لی تو کوئی کیا کرتا مگر اس تحریکِ فاسدہ کا مقصد تو آپ ﷺ کی رسالت کو ناکام بنانا ہے اُن کے منہ میں خاک آپ ﷺ کی رسالت کی کامیابی یہ تو ارضِ و

سما، رات دن اور بہار و خزاں تک گواہ موجود ہیں لہٰذا آپ ﷺ اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے ظاہر ہے جو آپ ﷺ نے یوم عرفہ سے پہلے پہنچا دیا تھا کہ پھر وہاں تکمیلِ دین کی آیہ کریمہ نازل ہوئی اور جب تک کفر یعنی انکار یا اکڑ باقی ہے ان کو اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب نہیں فرماتا۔

اور ان یہود و نصاریٰ کو واضح کر دیجئے کہ ان کے تو صرف نام ہیں اصل میں یہ کچھ بھی تو نہیں نہ یہودی نہ نصرانی کہ نہ عقائد اس مذہب کے مطابق ہیں اور نہ اعمال تو کم از کم اگر یہودی رہنا ہے تو تورات پر عمل کرو نصرانی رہنا ہے تو انجیل کو تو اپناؤ۔ اب دونوں کتابوں میں آپ ﷺ کا ذکر بھی ہے ایمان لانے کا حکم بھی ہے اور نزولِ قرآن کی خبر بھی۔ اب ان کتابوں کو اپنانے کا مطلب یہی یہ ہو گا کہ قرآن پہ ایمان لے آئیں مگر یہ انکار کئے جا رہے ہیں اور ان میں اکثر کافر تو پہلے بھی تھے کہ نام فرقوں کے تھے عقیدہ و عمل کچھ بھی نہ تھا پھر قرآن کا انکار انھیں اس دلدل میں مزید گہرا دھکیل گیا اور مزید سخت ہو گئے عملاً سرکشی میں بھی اور عقیدۃً انکار میں بھی سو ایسے کفار پر آپ دکھ محسوس نہ کیا کریں۔ کہ یہ راستہ ان کی اپنی پسند ہے کسی نے ان پر ٹھونسا نہیں ہے نہ مسلط کیا ہے اگر وہ باختیار خود اس طرف جانا چاہتے ہیں تو آپ ﷺ رنج نہ کریں۔ ہاں جو لوگ آپ ﷺ پر ایمان لے آئے ہیں اور اسلام اور ضروریاتِ دین کا اقرار کر لیا ہے وہ ہوں یا یہود۔ وہ قوم جس پر کبھی تورات نازل کی گئی تھی یا صابی علماء کے نزدیک (یہ ایک ستارہ پرست قوم تھی)، لیکن اپنے آپ کو حضرت داؤد علیہ السلام اور زبور کا پیروکار بتاتے تھے یا نصرانی جن پر انجیل نازل کی گئی اب سب کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لے آئیں یعنی وہ ایمان جس کی دعوت حضرت محمد ﷺ دے رہے ہیں ماجاء بہ محمد ﷺ ورنہ مسلمان کہلانے والا بھی اگر نام سے مسلمان کہلاتا ہے اور عقائد میں نئی راہ تلاش کرے تو اس کے گمراہ ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں اور یہ دوسرے سب لوگ اپنی کتابوں سے تو پہلے منحرف ہو چکے بلکہ خود کتابوں میں تحریف کر چکے اب اگر یہ ایمان اور عقیدہ درست کریں اور خلوص کے ساتھ آپ ﷺ کی پیروی اختیار کریں عملی زندگی میں اطاعت کا ثبوت فراہم کریں۔ تو اللہ کی رحمت آج بھی ان کا ہاتھ تھام لینے کو تیار کھڑی ہے اور آخرت میں بھی انھیں نہ ڈر ہو گا آئندہ سے اور نہ گذشتہ پہ رنج کہ سب کچھ کا حاصل، اللہ کی رضا انھیں نصیب ہو جائے گی۔ بعض منکرین حدیث نے اس آیہ کریمہ سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ یہودی نصرانی صابی ہندو وغیرہ اپنے مذہب پر رہ کر نیکی کریں تو نجات ہو سکتی ہے ان ظالموں کو یہ خبر نہیں کہ خود مسلمان کہلا کر نجات سے محروم ہو رہے ہیں اس نئی بات کی ایجاد انھیں اسلام سے خارج کر دے گی کہ ایمان اور عمل صالح دونوں اپنی جگہ رسالت مآب ﷺ ہی سند ہیں

اوران کے بغیر صحت کا کوئی ثبوت ہی نہیں۔ نہ ایمان کی درستی کا اور نہ عمل کی درستی کا کوئی ثبوت ہے سوائے اس کے کہ کہا جائے کہ آپ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے پھر آپ کے بغیر گذارہ کیسے؟۔ بنی اسرائیل سے تو عہد لئے جاتے رہے یہ وعدے کرتے رہے اور توڑتے بھی رہے ہم نے ان سے عہد لیا کہ انبیاء و رسل کی اطاعت کرو گے پھر انکی طرف رسول بھیجے جب تعلیم رسالت انکی خواہشاتِ نفس کے خلاف پڑی تو یہ لوگ بدل گئے بعض انبیاء و رسل کا انکار کیا اور بعض کو تو ظلماً قتل کر دیا اور لطف کی بات یہ کہ اتنا بڑا ظلم کرنے کے بعد انھیں کوئی فکر بھی لاحق نہ ہوئی اور ایک طرح سے خوش ہو گئے کہ شاید ہم نے بہت بڑا کام کیا ہے اب ہمیں کوئی روکنے والا ہی نہیں لیکن خُدا کی گرفت سے نہ بچ سکے بخت نصر ہی ان پر عذاب بن کر ٹوٹا اور انھیں تباہ کر دیا جو زندہ بچے قید کر کے لے گیا پھر انھیں خدا یاد آیا اور اللہ کا کرم دیکھو انھوں نے معافی چاہی پھر عطا کر دی مگر یہ ایسی بدبخت اور بدنصیب قوم تھی کہ پھر اللہ کے احکام سے اندھے اور بہرے بن گئے۔ اور انبیاء کے قتل سے ہاتھ رنگے حتیٰ کہ عیسےٰ علیہ السلام کے قتل پر بھی تیار ہو گئے بلکہ اپنی طرف سے تو کر چکے ہیں اور انہی میں کا ایک گروہ اس بات پہ مبتلائے کفر ہوا کہ اس نے عیسےٰ علیہ السلام کو خدا تسلیم کر لیا اور معبود مان لیا اور انھیں عبادت کا حقدار ثابت کرنے لگے حالانکہ خود عیسےٰ علیہ السلام کی تعلیم یہ تھی کہ اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی اور عبادت کرو اور اس لئے کرو کہ وہ میرا بھی اور تمہارا بھی پروردگار یعنی پالنے والا ہے جو شخص پیدا ہوتا ہے اور موت سے ہمکنار ہو سکتا ہے جو کھانے کی احتیاج رکھتا ہے اسے پینے کی ضرورت ہے ہوا کی ضرورت ہے غذا کی ضرورت ہے اور سلسلہ ضروریات اور اس کے نتائج اتنے لمبے ہیں کہ پھر نیند کی ضرورت پیدا ہوتی ہے جو زندہ انسان کو مُردہ بنا دیتی ہے کیا ایسا ہی معبود ہوا کرتا ہے حالانکہ حق یہ ہے کہ نہ کھانے والے بھی محتاج ہیں مثلاً فرشتے۔ وہ بھی معبود نہیں بندے ہیں مگر غذا کی محتاجی تو ایسی ہے کہ ہر کس و ناکس کے سامنے کھُلی کتاب کی طرح موجود ہے اور خود عیسےٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں ہے اللہ میرا رب ہے اور تم سب کا بھی اور یہ بھی انھوں نے واضح کر دیا تھا کہ جو بھی اللہ سے شرک کرے گا اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور جنت ہی اللہ کی رضامندی اور خوشنودی کی دلیل ہے لیکن شرک کرنے والے کا ٹھکانا تو دوزخ ہو گا جو اللہ کے غضب اور غصے ناراضگی کے اظہار پہ دلالت کرتی ہے اور ایسے ظالموں کا جو شرک جیسے قبیح فعل میں مبتلا ہوئے کوئی مددگار بھی نہیں ہو گا اگر توبہ کے بغیر موت ہو گئی تو آخرت میں کوئی اُن کی دوستی کو نہیں بڑھے گا۔ اور یہ تو کھُلا کفر ہے کبھی کہتے ہیں ایک میں تین ہیں کبھی تین میں ایک ہے۔ کبھی بیٹا ہونا قرار دیا اور کبھی خود خدا ہونے کا اقرار کر لیا یہ سب دھوکہ ہے اور بغیر اللہ کے کوئی دوسرا عبادت

کا استحقاق نہیں رکھتا اکیلا اللہ عبادت کا مستحق ہے اور بس اگر یہ ان کلمات کُفر سے باز نہ آئے اور توبہ نہ کی تو اس کفر پہ ان کو بہت دردناک سزا ہوگی یہ کیوں اللہ سے رجوع نہیں کرتے اور ایسی اُلٹی سیدھی باتوں سے کیوں باز نہیں آتے اور اللہ سے کیوں بخشش طلب نہیں کرتے اگر یہ ایسا کرتے تو اللہ تو معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے دیکھئے اس کی رحمتِ عامہ اگر کافر کی منتظر ہے کہ کفر سے توبہ کرے تو اُسے ڈھانپ لوں بھلا مومن کو کب محروم کرے گی اگر گناہ سے باز آجائے اور اللہ سے ہدایت اور نیکی کا طالب ہو اور بخشش و رحمت کے لیے جھولی پھیلا دے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام اللہ کے رسُول ہیں اور ہر رسُول کے پاس معجزات بطور ثبوت نبوت ہوتے ہیں اگر خود اُن کی پیدائش عجیب ہے تو معجزہ ہے جو ان سے پہلے گذرنے والے رسُولوں سے بھی صادر ہوتے رہے ہیں یعنی رسُول اور نبی سے معجزے کا اظہار کیا اسے الٰہ یا معبُود بنا دے گا؟ یا اس کی نبوت کا گواہ ہوتا ہے اور وہ خود اللہ کی الوہیت کیطرف دعوت دیتا ہے ایسے ہی اس کی والدہ محترمہ صدیقہ تھیں سُبحان اللہ! یعنی نبی نہ تھیں۔ ورنہ اُن کی بھی نبوت کا تذکرہ ہوتا مگر صدیقہ تھیں جو بعدِ نبوت ولایت کا بلند ترین منصب ہے اور اعلٰے ترین مقام بھی ہے آخری دائرہ راہِ سلوک کا بھی دائرہ صدیقیت ہے اس کے بعد کچھ دوائر ہیں جو اس کے اندر ایک طرف ہیں اس سے نیچے ہر اوپر والا دائرہ نیچے والے دائرے کو محیط ہے لیکن صدیقیت ایک منصب بھی ہے اور بطور منصب کے بھی ولایت کے آخری مناصب کا بھی سردار اور انتہا ہے

سو حضرت مریم صدیقہ تھیں اور مقام صدیقیت دیکھو! فرشتوں سے ہم کلامی کا شرف اظہار کرامات اور اللہ سے بات کرنے کا اعزاز دنیا میں نصیب ہوا لیکن ان سب عظمتوں کے ساتھ وہ انسان تھے کھانا کھاتے تھے اور صرف کھانے کا تجزیہ کیا جائے تو ایک کھانے سے سینکڑوں قسم کی احتیاج لازم آجاتی ہے دیکھو! ہم نے کس قدر وضاحت سے اُنکے حالات بیان کر دیئے کہ انھیں غلط فہمی نہ رہے مگر ان کی غلط روش کو دیکھیں کہ گمراہی میں ہی بڑھے جا رہے ہیں۔ ان سے کہیئے کہ اللہ کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو وہ تمھیں نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان سے بچا سکتا ہے اس لیئے کہ خود اپنے نفع نقصان پہ اس کا اختیار نہیں تمھیں کیا دے گا؟ خود محتاج ہے اپنی ضرورتوں میں اپنے نفع نقصان میں اپنے وجود اپنی بقا میں تو وہ تمھیں کیا دے گا؟ ہاں! اللہ کی عبادت کرو۔ اسے سزاوار ہے اس سے مانگو کہ سب کی سُن رہا ہے سُن سکتا ہے اور ہر ایک کے حال سے واقف ہے۔

اے اہلِ کتاب! اپنے مذہب میں حد سے آگے مت بڑھو کہ بندوں کو خدا ثابت کرنے لگو یعنی یا تو اس قدر

مخالفت کی کہ انبیاء کو قتل تک کرنے سے گریز نہ کیا اور اتنا ظلم ڈھایا کہ زمین کانپ اٹھی یا یہ عقیدہ کہ نبی کو خدا ثابت کرنے پہ تُلے کھڑے ہیں یہ دونوں انتہائیں غلط ہیں اور دین اعتدال کا نام ہے ہر رسم اور ہر رواج دین نہیں ہوتا نہ انسان اپنی پسند سے اس میں گھٹ بڑھا سکتا ہے بلکہ دین انبیاء کی تعلیم کا نام ہے جس قدر بات نبی سے ثابت ہو وہ دین ہے۔ جو اپنی پسند سے لوگ اپنا لیں وہ دین نہیں بن سکتی وہ گمراہی بدعت اور زیادتی ہے اگر محض رسم سمجھ کر عمل کریں تو صرف گناہ ہے اگر ثواب سمجھ کر عمل کریں تو بدعت ہے جو گناہ کے ساتھ عقیدے اور ایمان کو بھی خراب کرتی ہے سو ایسے لوگوں کی خرافات پہ مت چلو جو ان کے اپنے نفس کی ایجاد تھیں جیسے ہمارے ہاں پیروں نے مختلف رسومات اپنائی ہیں پھر بعض پر تو انٹرنیشنل پیر برادری کا اتفاق ہے مثلاً عرس شریف۔ حالانکہ اس کا کوئی ثبوت بندہ کی نظر سے نہیں گذرا ایسے ہی گیارھویں شریف پھر بڑی گیارھویں شریف اور چھوٹی گیارھویں شریف اور ان سب رسومات کے ساتھ نہ صرف دنیا کی کامیابی وابستہ ہے بلکہ اللہ کی رضامندی اور اولیاء اللہ کی تائید کے جھوٹے وعدے بھی کئے جاتے ہیں سو ایسے گمراہ لوگوں کے پیچھے مت چلو جو نہ صرف خود گمراہ ہوئے بہت سوں کو گمراہ کر گئے اور سیدھے راستے سے نہ صرف خود بھٹکے بلکہ ایک کثیر مخلوق کو بھٹکانے کا باعث بن گئے۔

رکوع نمبر ۱۱ آیات ۷۸ تا ۸۶ وَإِذَا سَمِعُوا ۷

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾	جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے اُن پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی۔ یہ اس لئے کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کئے جاتے تھے ﴿۷۸﴾	78. Those of the Children of Israel who went astray were cursed by the tongue of David, and of Jesus, son of Mary. That was because they rebelled and used to transgress.
كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾	(اور) بُرے کاموں سے جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے۔ بلا شبہ وہ بُرا کرتے تھے ﴿۷۹﴾	79. They restrained not one another from the wickedness they did. Verily evil was that they used to do!
تَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿٨٠﴾	تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں۔ اُنہوں نے جو کچھ آگے بھیجا ہے بُرا ہے۔ (وہ یہ) کہ خدا اُن سے ناخوش ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں (مبتلا) رہیں گے ﴿۸۰﴾	80. Thou seest many of them making friends with those who disbelieve. Surely ill for them is that which they themselves send on before them: that Allah will be wroth with them and in the doom they will abide.
وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَ	اور اگر وہ خدا پر اور پیغمبر پر اور جو کتاب اُن پر نازل ہوئی تھی اس پر یقین رکھتے تو ان لوگوں کو دوست	81. If they believed in Allah and the Prophet and that which is revealed unto him, they would not choose them for their friends. But many of them are

لٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُونَ ﴿٨١﴾

نہ بناتے لیکن ان میں اکثر بدکردار ہیں ﴿٨١﴾

of evil conduct.

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدٰوَةً لِّلَّذِينَ
اٰمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ وَلَتَجِدَنَّ
أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ اٰمَنُوا الَّذِينَ
قَالُوٓا إِنَّا نَصٰرٰى ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ
قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٨٢﴾

(اے پیغمبر!) تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے
یہودی اور مشرک ہیں۔ اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر
ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لئے
کہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشائخ بھی۔ اور وہ تکبر
نہیں کرتے ﴿٨٢﴾

82. Thou wilt find the most vehement of mankind in hostility to those who believe (to be) the Jews and the idolaters. and thou wilt find the nearest of them in affection to those who believe (to be) those who say: Lo! We are Christians. That is because there are among them priests and monks,[8] and because they are not proud.

وَإِذَا سَمِعُوا مَآ أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ
تَرٰىٓ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ
مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَآ
اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِينَ ﴿٨٣﴾

اور جب اس (کتاب) کو سنتے ہیں جو (سب سے پچھلے) پیغمبر (محمدؐ) پر نازل ہوئی تو
تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے حق بات
پہچان لی۔ اور وہ (خدا کی جناب میں) عرض کرتے ہیں کہ اے
پروردگار ہم ایمان لے آئے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ لے ﴿٨٣﴾

83. When they listen to that which hath been revealed unto the messenger, thou seest their eyes overflow with tears because of their recognition of the Truth. They say: Our Lord, we believe. Inscribe us as among the witnesses.

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا
مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا
مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِينَ ﴿٨٤﴾

اور ہمیں کیا ہوا ہے کہ خدا پر اور حق بات پر جو ہمارے پاس
آئی ہے ایمان نہ لائیں۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ پروردگار ہم کو
نیک بندوں کے ساتھ (بہشت میں) داخل کرے گا ﴿٨٤﴾

84. How should we not believe in Allah and that which hath come unto us of the Truth. And (how should we not) hope that our Lord will bring us in along with righteous folk?

فَأَثٰبَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوا جَنّٰتٍ تَجْرِي
مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ
وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾

تو خدا نے ان کو اس کہنے کے عوض (بہشت کے) باغ عطا
فرمائے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں وہ ہمیشہ ان میں
رہیں گے۔ اور نیکوکاروں کا یہی صلہ ہے ﴿٨٥﴾

85. Allah hath rewarded them for that their saying—Gardens underneath which rivers flow, wherein they will abide for ever. That is the reward of the good.

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَآ أُولٰٓئِكَ
ع أَصْحٰبُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ
جہنمی ہیں ﴿٨٦﴾

86. But those who disbelieve and deny Our revelations, they are owners of hell-fire.

اسرار و معارف

بنی اسرائیل کے کفار پر تو ہر عہد کے نبی نے اللہ کی ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ان پر لعنت کی گئی حضرت داؤد علیہ السلام سے انھیں وہی پیغام دلوایا گیا جو عیسےٰ علیہ السلام نے دُہرایا اور یہ مسلسل اظہار نارضامندی کسی نسلی امتیاز یا ذاتی تعصب یا رنگ کے فرق پر نہ تھا بلکہ اس کی وجہ ان کا کفر تھا اور اللہ کی اطاعت سے رُوگردانی اور حدود الٰہی سے تجاوز کرنا اِس کا باعث تھا یہ ایسے بدنصیب تھے کہ کسی کو برائی سے روکتے بھی نہ تھے خواہ خود نہ بھی کرتے ہوں یعنی بعض لوگ ایسے تھے جو خود برائی نہیں کرتے تھے مگر انھیں دوسرے کی بُرائی سے دُکھ نہیں ہوتا تھا اُسے روکنے کے لیے کوشش

نہیں کرتے تھے اور یہ بجائے خود کتنی بڑی برائی ہے کہ انسان برائی کو پھیلنے سے نہ روکے اور اُسے بُرا نہ جانے تو یہ بھی برائی کے ساتھ ایک طرح کا تعاون ہے اور یہ تو اس سے بڑھ کر کافروں سے دوستی کرتے تھے اور ان کے مکروہ افعال میں شریک ہوتے تھے جیسے آجکل کا مسلمان، کہ شکل وصورت سے لے کر لباس اور آداب وخصائل تک یہود و نصاریٰ کا بندۂ بے دام بنا ہوا ہے حتیٰ کہ ان کے لباس کو عرب ریاستوں میں بھی عزت سے دیکھا جاتا ہے اور مشرقی لباس کو جاہلانہ سمجھا جاتا ہے یہ سب کچھ انسان اپنے لیئے ہی اپنی اُخروی زندگی کے لیئے ہی تو بھیج رہا ہے مگر یہ جو کچھ بھیج رہے ہیں بہت ہی بُرا ہے کہ اس پر جو نتیجہ بنے گا بہت نقصان دہ ہوگا اس کے نتیجے میں تو اللہ کے غضب کا نشانہ بننا پڑے گا اور ہمیشہ کے لیئے عذاب میں مل جُل کر رہنا ہوگا جیسے انھوں نے یہاں کفار کے ساتھ مل جُل کر رہنا شروع کیا ہے یہ سب کچھ تو اللہ کی ناراضمندی کا باعث بنا تو رضائے الٰہی کے لیئے کیا کیا جائے فرمایا کیا ہی اچھا ہو کہ وہ اپنا عقیدہ درست کریں۔ یعنی اللہ کے ساتھ ایمان لائیں اور اللہ کے رسُول کے ساتھ ایمان لائیں اور بالکل وہ عقیدہ اختیار کریں جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے اور اللہ کی کتاب پر ایمان لائیں اس کے ساتھ کافروں کی دوستی سے باز آجائیں اور چھوڑ دیں یعنی عقیدہ کی اصلاح عمل کی اصلاح اور کفار یا بُری صُحبت کی بجائے نیک مجلس اختیار کریں تو بات بن سکتی ہے مگر ان میں سے تو اکثر بدکار ہیں اور نافرمان ان میں زیادہ ہیں۔

اور یہود بہ نسبت نصاریٰ کے مسلمانوں کی دشمنی میں بہت سخت ہیں مشرکین بھی یعنی نصرانی بھی یہودی بھی اور مشرک بھی تینوں ہی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں مگر نصاریٰ یہودیوں اور مشرکین کی نسبت کم کینہ توز ہیں اور وہ اس طرح کہ ان میں بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا ترس ہیں اور اس دور میں بھی یہود کی نسبت نصاریٰ میں سے زیادہ لوگوں کو ایمان نصیب ہوا تھا اس لیئے کہ ان میں خدا سے ڈرنے والے بعض عالم اور تارک الدنیا درویش ایسے ہیں جو تکبر نہیں کرتے یعنی علماء ومشائخ ہیں بعض میں خلوص وللہیت ہے اور ایسے وجود ہیں جو اللہ کے لیئے کام کرتے ہیں اور اپنی ذاتی اغراض یا دنیاوی لذت کے لالچ میں دین فروشی نہیں کرتے ایسے علماء ومشائخ کی وجہ سے ان میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو قابل اصلاح ہوتے ہیں اور اسلام دشمنی میں یہودیوں اور مشرکوں کی طرح سخت نہیں ہوتے اگرچہ ان میں بھی دین فروش علماء ومشائخ بھی ہیں مگر بعض مخلص بھی ہیں جن کا اخلاص ان کے متعلقہ افراد کے قلوب میں بھی نرمی پیدا کرتا رہتا ہے یعنی علماء ومشائخ قوم کا دل ہوا کرتے ہیں اگر بگڑ جائیں تو قوم تباہ ہو جاتی ہے سُدھر جائیں تو معاشرہ سُدھرتے دیر نہیں لگتی۔

ان رہبان و قسیسین یعنی علماء و مشائخ نصاریٰ کے حق پر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حق کی تعلیمات ان پر اثر کریں کسی بھی شخص کا خواہ وہ پیر ہو یا شیخ، عالم ہو یا مفتی ۔ نیک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ نیک بات اس کو پسند آجائے اور جہاں نیکی نہ ہو خواہ بات میں یا کام میں وہاں نہ اس کا جی لگے نہ وہ اُسے پسند ہو اور نہ متاثر کر سکے یہی دلیل یہاں نصاریٰ کے علماء و مشائخ کی پارسائی پہ دی جا رہی ہے دراصل واقعہ یہ ہوا کہ اہل مکہ کی چیرہ دستیوں سے تنگ آکر آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ہجرت حبشہ کا حکم دیا کہ وہاں کا بادشاہ نجاشی مذہباً نصرانی تھا مگر اس کے انصاف کی شہرت تھی تو ابتداً گیارہ آدمی پھر تقریباً بیاسی آدمی مکہ سے ہجرت کر کے خواتین بچے مرد حبشہ چلے گئے اہل مکہ یہ بھی برداشت نہ کر سکے اور ایک وفد ترتیب دیا، جو تحائف لے کر شاہ نجاشی کے دربار میں پہنچا اور مکہ سے وہاں ہجرت کر کے آنے والوں کو مذہبی بھگوڑہ ظاہر کیا اور مطالبہ کیا کہ انھیں واپس کیا جائے بادشاہ نے مسلمانوں کو بھی طلب کر لیا حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے اسلام کی دعوت کا نقشہ مختصر ترین الفاظ میں ایسے دلنشیں انداز میں کھینچا کہ بادشاہ کے آنسو رواں ہو گئے اور کہنے لگا اگر یہ درست ہے تو یہ نبی ہی کی تعلیمات معلوم ہوتی ہیں ایسے انسانوں کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم نہیں دے سکتا۔ اہل مکہ کا وفد معہ تحائف واپس کر دیا پھر مدینہ منورہ میں یہ لوگ واپس آئے تو شاہ نجاشی نے ستر آدمیوں کا وفد ہمراہ کیا جو سب عالم اور نیک لوگ تھے جب آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں پہنچے آپ ﷺ سے قرآن حکیم سنا تو آنکھوں سے جھڑیاں لگ گئیں اور ایمان لے آئے جا کر نجاشی کو بتایا وہ بھی مسلمان ہو گیا یہاں ان کی نیکی پارسائی نیک نیتی اور خلوص کا تذکرہ ہے مگر بات اصولی بیان فرمائی جا رہی ہے جو بھی اس اصول پہ پورا اُترے وہ اس خطاب کا مستحق ہے کہ پہلے دین عیسوی پہ تھے مگر جیسے خدمتِ نبویؐ میں پہنچے اور قرآن کریم جو آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے سنا تو آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے اس لیے کہ ان کے قلوب میں حق و باطل کی پہچان باقی تھی دل مان گیا کہ یہ حق ہے اور فوراً عرض کیا "اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لاتے ہیں سو ہمیں بھی اُن لوگوں میں شامل کر دیجیے جو آپ ﷺ کی تصدیق کرتے ہیں اور ہمارے پاس ایمان نہ لانے کی کوئی وجہ ہی نہیں۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم ایمان نہ لائیں جبکہ ہم چاہتے ہیں کہ اللہ کریم ہمیں اپنے نیک اور صالح بندوں میں داخل فرما لے۔" تو نیکی کی بنیاد ہی ایمان پر ہے پہلے ایمان ہو خلوص دل کے ساتھ پھر عمل ہو اور وہ بھی خلوص قلب کے ساتھ تو یہ صالحین میں داخلے کا راستہ ہے اگر کوئی عمل اس کے خلاف کر کے اپنے بڑا بزرگ ہونے کے زعم میں مبتلا ہے تو وہ یا بے وقوف ہے یا منافق کہ زہر کھا رہا ہے اور دعا لمبی عمر کی مانگ رہا ہے یہی حال کفر یا گناہ میں مبتلا ہونے کا ہے تو جو لوگ عملاً

یعنی عقیدے کے اعتبار سے بھی اور کردار کے اعتبار سے بھی اپنی اصلاح خلوص کے ساتھ کر لیتے ہیں پہلے خواہ عیسائی
رہے ہوں یا کسی اور قسم کے کفر میں مبتلا۔ جب ایمان لے آئے تو یہی بات ختم پھر عملاً اطاعت کی راہ اپنائی تو نہ صرف
دنیا ہی میں بلکہ اُخروی اور ابدی زندگی میں بھی اللہ کی بے پناہ نعمتیں اور جنت اور اس کی راحتیں عطا فرماتے ہیں کہ خلوص دل
سے کام کرنے کا صلہ یہی ہے اور رہ گئے وہ لوگ جو ہماری باتوں کی تکذیب کرتے ہیں جھٹلاتے ہیں جب نبی کی بات
کو نہ مانا تو یہ اللہ ہی کی بات کو نہ ماننا ٹھہرا تو اُسکے بھی دو درجے ہیں اگر انکار ہی کر دیا تو کافر ہو کر ہمیشہ کے لئے دوزخ کا
مستحق ٹھہرا اور اگر انکار نہ کیا مگر عمل بھی نہ کیا تو سخت گناہگار اور فاسق ہے اللہ چاہے تو بخش بھی دے اور چاہے سزا
دے مگر دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا کبھی نہ کبھی جان چھوٹ سکے گی۔

رکوع نمبر ۱۲ آیات ۸۷ تا ۹۳ وَإِذَا سَمِعُوا ۷

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَٰتِ
مَآ أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝٨٧

مومنو! جو پاکیزہ چیزیں خدا نے تمہارے لئے حلال کی
ہیں اُن کو حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو کہ خدا حد سے
بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۸۷)

87. O ye who believe! Forbid not the good things which Allah hath made lawful for you, and transgress not, Lo! Allah loveth not transgressors.

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَٰلًا طَيِّبًا ۚ
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِيٓ أَنتُم بِهِۦ مُؤْمِنُونَ ۝٨٨

اور جو حلال طیب روزی خدا نے تم کو دی ہے اُسے کھاؤ
اور خدا سے جس پر ایمان رکھتے ہو ڈرتے رہو (۸۸)

88. Eat of that which Allah hath bestowed on you as food lawful and good, and keep your duty to Allah in Whom ye are believers.

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ أَيْمَٰنِكُمْ
وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ
الْأَيْمَٰنَ ۖ فَكَفَّٰرَتُهُۥٓ إِطْعَامُ عَشَرَةِ
مَسَٰكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ
أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ
فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَٰثَةِ أَيَّامٍ ۚ
ذَٰلِكَ كَفَّٰرَةُ أَيْمَٰنِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ
وَاحْفَظُوٓا أَيْمَٰنَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ
اللَّهُ لَكُمْ ءَايَٰتِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝٨٩

خدا تمہاری بے ارادہ قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا
لیکن پختہ قسموں پر (جن کے خلاف کرو گے) مواخذہ
کرے گا تو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجے
کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو
یا اُن کو کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اور جس کو یہ میسر نہ ہو
وہ تین روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب
تم قسم کھا لو (اور اسے توڑ دو) اور (تم کو چاہیئے کہ) اپنی قسموں
کی حفاظت کرو۔ اسطرح خدا تمہارے (سمجھانے کے) لئے اپنی آیتیں
کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو (۸۹)

89. Allah will not take you to task for that which is unintentional in your oaths, but He will take you to task for the oaths which ye swear in earnest. The expiation thereof is the feeding of ten of the needy with the average of that wherewith ye feed your own folk, or the clothing of them, or the liberation of a slave, and for him who findeth not (the wherewithal to do so) then a three days' fast. This is the expiation of your oaths when ye have sworn; and keep your oaths. Thus Allah expoundeth unto you His revelations in order that ye may give thanks.

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ
وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَٰمُ رِجْسٌ مِّنْ
عَمَلِ الشَّيْطَٰنِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور
پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان
سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ

90. O ye who believe! Strong drink and games of chance and idols and divining arrows are only an infamy of Satan's handiwork. Leave it aside in

تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾
إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَ
الْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ
الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ﴿٩١﴾
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
وَاحْذَرُوا ۚ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا
أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٩٢﴾
لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَ
آمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا ۗ وَاللَّهُ
ع يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٣﴾

نجات پاؤ ﴿٩٠﴾
شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے
سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوا دے
اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو تم کو
ان کاموں سے باز رہنا چاہیئے ﴿٩١﴾
اور خدا کی فرمانبرداری اور رسولِ خدا کی اطاعت
کرتے رہو اور ڈرتے رہو۔ اگر منہ پھیرو گے تو جان رکھو کہ ہمارے
پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کر پہنچا دینا ہے ﴿٩٢﴾
جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن پر
اُن چیزوں کا کچھ گناہ نہیں جو وہ کھا چکے۔ جب کہ انہوں
نے پرہیز کیا اور ایمان لائے اور نیک کام کئے پھر پرہیز
کیا اور ایمان لائے پھر پرہیز کیا اور نیکوکاری کی۔ اور خدا
نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے ﴿٩٣﴾

order that ye may succeed.

91. Satan seeketh only to cast among you enmity and hatred by means of strong drink and games of chance, and to turn you from remembrance of Allah and from (His) worship. Will ye then have done?

92. Obey Allah and obey the messenger, and beware! But if ye turn away, then know that the duty of Our messenger is only plain conveyance (of the message).

93. There shall be no sin (imputed) unto those who believe and do good works for what they may have eaten (in the past). So be mindful of your duty (to Allah), and do good works; and again: be mindful of your duty, and believe; and once again: be mindful of your duty, and do right. Allah loveth the good.

اسرار و معارف

چونکہ نصاریٰ میں رہبانیت کا ذکر چل رہا تھا اور یہ خیال بھی نہ کیا جائے کہ عیسائی مسلمانوں کے دوست ہیں ہاں یہ فرمایا گیا کہ یہودیوں میں بہت ہی کم لوگ اصلاح پذیر ہوئے اتنے کم کہ قوم کے مقابلے میں قابلِ ذکر تعداد نہیں، لیکن عیسائیوں میں پھر ان کی نسبت زیادہ لوگ مشرف باسلام ہوئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اُن میں تارک الدنیا قسم کے لوگ تھے جنہیں کوئی لالچ نہ تھا حق کو دیکھا اور قبول کر لیا تو وہ اُن کا اپنا دین تھا بہرحال اچھا وہی جو اسلام قبول کر لے ورنہ کوئی خوبی ہے نہ اسلام دوستی۔ اس بات سے یہ اشارہ بھی بنتا ہے کہ رہبانیت یا لذیذ چیزوں کو چھوڑ دینا یا گھر بار ترک کر دینا یا شادی نہ کرنا وغیرہ بھی قربِ الٰہی کے لیے بڑے مددگار عوامل ہیں تو فرمایا ہرگز نہیں! اسلام میں ایسی باتوں کی گنجائش ہے نہ ضرورت بلکہ جو چیز جس طرح سے اللہ نے حلال کر دی ہے اس طرح سے حاصل کر کے اُسے کھانا یا استعمال کرنا ہی اطاعت ہے اور اگر کوئی اپنی مرضی سے اس کے خلاف کرے گا تو وہ اللہ کی قائم کردہ حدود کو توڑنے کا مجرم گردانا جائے گا مثلاً اچھا کھانا ترک کر دے یا باوجود حیثیت کے اچھا لباس ترک کر دے یا باوجود قدرت کے شادی نہ کرے کہ اس طرح زیادہ نیکی ملے گی نیکی تو کیا خاک ملتی ایسے گستاخ کو اللہ کریم کبھی پسند ہی نہیں فرماتے یعنی اپنی طرف سے نیکی اور بدی کی حدود

مقرر کرنا گستاخی ہے نیز جو شے اللہ نے حلال کی ہے کھانے کی اجازت دی ہے اسے انسان کیسے حرام کرسکتا ہے ہاں ! نیکی یہ ہے کہ خوب کھاؤ پیو مگر اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے مراد رزقِ حلال ہے کسی سے چھین کر نہیں کسی سے رشوت لے کر نہیں کسی کو دھوکہ دے کر نہیں بلکہ معروف طریقے سے ملازمت کر کے تجارت کر کے کاشتکاری یا مزدوری کر کے جو رزق اللہ نے دیا ہے وہ حلال بھی ہے اور اسے طیب یعنی پاک بھی رکھو ناپاک کی ملاوٹ نہ ہونے دو کہ حلال میں حرام ملا دو یا گھروں میں دین کی واقفیت کی شدید کمی کی وجہ سے خواتین ہی پاک پلید کے فرق کو نہ جانتی ہوں مثلاً کسی خاتون پر غسل واجب ہے مگر اسے طریقہ ہی معلوم نہیں تو ادا نہیں کر پائی اب ظاہر ہے وجود پاک نہ ہو تو ناپاک ہاتھ جس کھانے میں داخل ہوگا وہ بھی ناپاک ہو جائے گا یا مثلاً ایک چھوٹی سی شے ہے ناخن پہ لگانے والی پالش یہ ناخن کو اوپر سے ڈھانپ لیتی ہے اب وضو ہو یا غسل اسے صاف نہ کرو تو نیچے ناخن خشک رہے گا ۔ اور دونوں ادا نہ ہوں گے نہ جسم پاک نہ ہاتھ ، رزق حلال بھی ہو جب یہ ہاتھ داخل ہوگا طیب نہ رہے گا ۔ ایسے ہی کوئی ناجائز آمدن اُس میں ملا دو پھر حلال نہ رہے گا لہٰذا رزق کو حلال رکھو اور پاکیزہ ، اور کھاؤ پیو ! کہ تقویٰ اللہ کی اطاعت کا نام ہے بھوکا مرنے کا نہیں اور ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مقامِ تقویٰ حاصل کیا جائے ایسا تعلق پیدا کیا جائے اللہ کریم سے کہ پھر اُس کی نافرمانی کو جی نہ چاہے اور یہ اطاعت سے حاصل ہو سکتا ہے لہٰذا جس کام کی اللہ نے اجازت دی ہے حدودِ شرعیہ کے اندر رہتے ہوئے ضرور کرو ۔ چھوڑنے کی حالتیں تین ہیں کسی حلال شرعی کو حرام جاننا یہ کفر ہے حلال شرعی پہ قسم کھا لینا کہ آئندہ نہیں کھاؤں گا یا استعمال نہیں کروں گا ۔ ناجائز ہے قسم توڑ دے اور کفارہ دے تیسری قسم یہ ہے کہ بعض چیزیں حلال ہوتی ہیں مگر حکما بعض لوگوں کو اُن کی پرہیز بتاتے ہیں ۔ یا بعض چیزیں روحانی طور پر بعض لوگوں کو نقصان دہ سمجھ کر مشائخ کچھ عرصہ کے لئے روک دیتے ہیں یہ شرعاً جائز اور درست ہے ۔

رہا معاملہ تمہاری قسموں کا ۔ ان کے قائم رہنے اور ٹوٹنے کا ۔ تو ایک قسم تو ان کی بیہودہ اور فضول ہے جس پر کوئی مواخذہ نہیں مثلاً کسی کے منہ سے قسم کا لفظ نکل گیا یا گذشتہ واقعہ پر اپنے علم کے مطابق قسم کھا لی مگر بعد میں ثابت ہوا کہ واقعہ درست نہ تھا دھوکہ ہوا ۔ ایسی قسموں پہ نہ گناہ ہے نہ کفارہ ۔ ایک قسم ہے گذشتہ واقعہ سے باخبر تھا مگر عمداً جھوٹ پر قسم کھائی اس پر بھی کفارہ نہیں مگر یہ جھوٹ اور گناہ کبیرہ ہے ۔ ایک قسم ہے جو تم آئندہ کے لئے کھا لیتے ہو مگر پھر پوری نہیں کر سکتے اور توڑ دیتے ہو قسم کا توڑنا اسکی خلاف ورزی ہے وہ کسی طبعی سبب سے ہو یا خارجی سبب سے مگر

جو کچھ وعدہ کیا تھا اس پہ پورا نہ اُترا تو ایسی صورت میں کفّارہ ادا کرنا ہوگا۔ جس کی ایک صورت یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائیں دو وقت اوسطاً جیسا آپ کے گھر میں پکتا ہے۔ اگر یہ نہیں کر سکتے تو دس مساکین کو کپڑا پہنا دیں جس سے اُن کا ستر ہو جائے ایک لمبا چوغا ہو جائے یا ایسا پاجامہ جو ناف تک ڈھانپ لے تو بھی کفّارہ ادا ہو گیا اور اگر یہ بھی مشکل ہے تو آپ کے پاس غلام یا لونڈی ہو تو اُسے آزاد کر دیں اگر یہ بھی میسر نہیں تو پھر تین دن روزے رکھیں اور حنفیوں کے نزدیک یہ روزے مسلسل ہونے چاہئیں تو یہ اس قسم کا کفّارہ ہو جائے گا جو تم پوری نہ کر سکے یا جسے تم نے توڑ دیا اور اصل بات یہ ہے کہ اپنی قسموں کی حفاظت کرو جس کی ایک صورت یہ ہے کہ بات بات پر قسم نہ کھاؤ اور خوب سوچ سمجھ کر قسم کھاؤ پھر جب کھا ہی چکے تو اُسے پورا کرنے کی کوشش کرو یہ سب طریقے جو تمہیں تعلیم فرمائے جاتے ہیں ادائے شکر کے مختلف انداز ہیں اور اللہ کریم چاہتے ہیں کہ تم اُن کے شکر گذار بندے بن جاؤ۔ اور اب بات کا دوسرا پہلو بھی زیرِ بحث آ جائے کہ جس طرح جھوٹی قسم گناہ کبیرہ ہے یا قسم کو توڑنا گناہ ہے اور کفّارہ ادا کرنا پڑتا ہے ایسے ہی معاشرے میں کچھ خرابیاں بھی روزمرّہ کا معمول بنی ہوئی ہیں حالانکہ وہ اپنے نقصان کے اعتبار سے بہت خطرناک اور تباہ کُن ہیں جیسے شراب کہ معمولی بات سمجھی جاتی ہے ایسا مشروب جو حواس مختل کر دے اور ہوش جاتا رہے یا جوا، یا پانسے کے تیر، یہ لاٹری تھی اس دَور کی جس کے انداز یہ تھے کہ کچھ لوگ مل کر اونٹ خریدتے ذبح کرتے پھر جتنے آدمی ہوتے اُتنے تیر لیکر جو اسی مقصد کے لیئے رکھے ہوتے تھے ان میں سے کسی پر دو حصّے کسی پر زیادہ اور بعض خالی چھوڑ دیتے پھر ایک تیر نکالتے اور ایک ایک آدمی کے نام پر نکالتے جس کا خالی نکلتا وہ خالی رہتا اور کسی کو زیادہ مل جاتا یہی موجودہ لاٹری کی صُورت تھی اس میں ایک صورت قرعہ اندازی کی ہے وہ درست ہے ایک چیز کے دو حصہ دار ہیں برابر حصہ کر دیا اب کونسا ٹکڑا کس کو ملے قرعہ ڈال لو یا حج کی سیٹیں کم ہیں حق کسی کا بھی دوسرے سے زیادہ نہیں سب ایک جیسے شہری حقوق رکھتے ہیں طلب کرنے والے زیادہ ہیں۔ تو قرعہ ڈال لو اس میں کسی کا حق ضائع نہیں ہوتا یعنی شراب، جوا، بُت پرستی اور تیروں وغیرہ یہ ایسے قبیح افعال اور گندے کام ہیں کہ کچھ انسانیت باقی ہو تو خود انسان برداشت نہیں کرتا اور اُسے گھن آتی ہے۔

انسان کہ اشرف المخلوقات ہے اللہ نے کائنات اس کے لیئے مسخر کر دی ہے اور سُورج چاند ستارے تک اس کی خدمت پہ لگے ہیں موسم ہوا زمین نباتات جمادات حیوانات سب اس کی خدمت پہ مقرر کر دیئے اب یہ کیسی

جانور کو یا سُورج کو یا آگ کو یا پتھر کو پوجنا شروع کر دے تو کتنی اُلٹی بات ہے کہ مقصدِ تخلیق ہی کے خلاف اور عظمتِ تخلیق بھی تباہ تو جس طرح بُت پرستی قابلِ نفرت ہے نشہ اس سے زیادہ قابلِ نفرت ہے کہ شعور سے بیگانہ ہو کر آدمی جانور بھی نہیں رہ جاتا اس کی سطح سے بھی گر جاتا ہے اور یہی حال جُوئے اور لاٹری سے یعنی ناجائز اور حرام ذریعوں سے دوسروں کا مال کھانے سے ہوتا ہے اور یہ سب افعال نہ صرف گندے کام ہیں بلکہ یہ شیطان کے کام ہیں اور اے مسلمانو! تمھیں خصوصاً ان سے دُور رہنا چاہیئے۔ تاکہ تم دائمی کامیابی حاصل کر سکو کیونکہ شیاطین کی کوشش تو یہی ہے کہ وہ تمھارے درمیان دُشمنی اور دلوں میں بُغض پیدا کر دے جو شراب اور جُوئے کے ذریعے وہ بآسانی کر سکتا ہے کہ ہوش شراب نے کھو دی اور مال جُوئے میں چلا گیا اوّل تو اُسی جگہ لڑائی ہوگی ورنہ دل بُغض سے کر اُٹھے گا۔ اور کبھی نہ کبھی بات لڑائی تک پہنچے گی اور یہ لڑائیاں اور دشمنیاں تمھیں اللہ کے ذکر سے روکیں گی۔ شراب پی کر ہوش نہ ہوگی تو ذکر کیا خاک کرے گا جوا کھیلے گا مال ہارے گا لاٹری ڈالے گا مال ہارے گا دل میں بُغض کی آگ بھڑک رہی ہوگی ذکرِ الٰہی کیا خاک کر سکے گا اور ذکر چھُوٹا تو نماز گئی جب نماز بھی گئی تو اب عقائد کی باری ہے غرض اس طرح انسان قدم بقدم تباہی کی طرف بڑھتا چلا جائے گا۔ تو کیا یہ سب کچھ جان لینے کے بعد اب تم رُک جاؤ گے۔ اور واقعی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو کتاب الٰہی کے مخاطبِ اوّل بھی تھے اور جن کی گھُٹی میں یہ چیزیں رچی بسی ہوئی تھیں انھیں چھوڑ کر اور ترک کر کے دکھا دیا کہ محبوب پہ نچھاور ہونا کسے کہتے ہیں۔

دین کیا ہے؟

اور دین یہ ہے کہ انسان اللہ کی اطاعت کرے وہ اس طرح کہ جس طرح اللہ کا رسُول تعلیم فرمائے اور پھر اس کی بے نیازی سے ڈرتا رہے کہ اُس کا دربار عالی ہے اور ہماری طاعات بھی اس قابل نہیں کہ کسی شمار قطار میں ہوں لیکن اگر کسی نے یہ راہ چھوڑ دی تو وہ یہ بھی خوب سمجھ لے کہ اُس کے ایسا کرنے سے اللہ کا کچھ نہیں بگڑے گا نہ اس کی عظمت میں کوئی فرق آئے گا اور نہ ہی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقصان ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضہ اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے بغیر کسی لگی لپٹی کے بغیر کسی غلط فہمی کے اور بس۔ منوانا آپ کا کام اور فریضہ نہیں ہے یہ سُننے والے کا کام ہے کہ وہ قبول کرتا ہے کہ نہیں۔ اور اللہ کریم کا کام ہے کہ مخلوق سے خود حساب لے گا اور ایمان لانے سے قبل یا ایمان لانے سے پہلے حرام کا حکم نازل ہونے سے قبل اگر کوئی مسلمان وہ چیز جو اب منع کر دی گئی ہے کھاتا تھا یا شراب پیتا تھا۔ مگر اب حرام ہو گئی تو نہیں پیتا یا تو حکم آنے سے

پہلے کے کام پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ بلکہ یہ ایک تدریجی عمل ہے آدمی ایمان لاتا ہے اور نیکی اختیار کرتا ہے۔ تو اُسے تقویٰ یعنی اللہ کریم کے ساتھ ایک قسم کا تعلق نصیب ہوتا ہے پھر اس کیفیت میں مزید ترقی کرتا چلا جاتا ہے تو درجۂ احسان پا لیتا ہے، تقویٰ یہ تھا کہ ایک کیفیت تھی جس کی وجہ سے اللہ کریم کی نافرمانی کرنا محال تھا اور ہمہ وقت اطاعت پہ کمربستہ رہنے کو جی چاہتا تھا پھر اسی اطاعت میں مسلسل ترقی میں درجۂ احسان پر پہنچا دیا یعنی اب کیفیت یہ ہے جیسے اللہ کو روبرو دیکھ کر کام کر رہے ہوں یا عبادت کر رہے ہوں بلکہ یہی درجۂ احسان ہر کام کو عبادت بنا دیتا ہے جیسا صحابہ رضؓ کے بارے ارشاد ہے "تراھم رکعًا سجدًا" کہ اے مخاطب! تو انھیں مسلسل رکوع سجود میں پائے گا حالانکہ انھوں نے سیاست و سپاہ گری سے لے کر تجارت و کاشتکاری تک دنیا کا ہر کام کیا تو پھر یہ ہر آن رکوع سجود سے کیا مراد ہوگی یہی کیفیتِ احسان کہ ہر کام کے کرنے میں وہ خلوص تھا کہ اللہ کو روبرو پاتے تھے۔ چنانچہ ان کا ہر کام عبادت کا درجہ حاصل کر گیا اور یہ نعمت صحبتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ تھا۔ اس لئے یہ فیضِ صحبت کہلایا اور یہ کیفیات سینہ بسینہ نقل ہوتی چلی آئیں۔ یہ شیخ کا کام ہے کہ طالب کو حضوری تک پہنچائے اور پھر یہ اللہ کا کام ہے کہ ایسے لوگوں کو وہ اپنا محبوب بنا لیتا ہے پھر اللہ ان سے محبت کرنے لگتا ہے۔

سُبحان اللہ وبحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم۔

رکوع نمبر ۱۳ آیات ۹۴ تا ۱۰۰ واذا سمعوا ۷

يايها الذين امنوا ليبلونكم الله بشيء
من الصيد تناله ايديكم ورماحكم
ليعلم الله من يخافه بالغيب فمن
اعتدى بعد ذلك فله عذاب اليم ﴿۹۴﴾
يايها الذين امنوا لا تقتلوا الصيد و
انتم حرم ومن قتله منكم متعمدا
فجزاء مثل ما قتل من النعم
يحكم به ذوا عدل منكم هديا
بلغ الكعبة او كفارة طعام مسكين

مومنو! کسی قدر شکار سے جن کو تم ہاتھوں اور نیزوں سے پکڑ سکو خدا تمہاری آزمائش کریگا (یعنی حالت احرام میں شکار کی ممانعت سے) تاکہ معلوم کرے کہ اس سے غائبانہ کون ڈرتا ہے تو جو اسکے بعد زیادتی کرے اسکے لیے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے ﴿۹۴﴾
مومنو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار نہ مارنا۔ اور جو تم میں سے جان بوجھ کر اسے مارے تو (یا تو) اس کا بدلہ (دے اور وہ یہ ہے کہ) اسی طرح کا چارپایہ جسے تم میں سے دو معتبر شخص مقرر کر دیں قربانی (کرے اور یہ قربانی) کعبے پہنچائی جائے یا کفارہ (دے اور وہ) مسکینوں کو کھانا

94. O ye who believe! Allah will surely try you somewhat (in the matter) of the game which ye take with your hands and your spears, that Allah may know him who feareth Him in secret. Whoso transgresseth after this, for him there is a painful doom.

95. O ye who believe! Kill no wild game while ye are on the pilgrimage. Whoso of you killeth it of set purpose he shall pay its forfeit in the equivalent of that which he hath killed, of domestic animals, the judge to be two men among you known for justice, (the forfeit) to be brought as an offering to the Ka'bah; or, for expiation, he shall feed poor persons, or the

أَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ
أَمْرِهٖ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ
فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾
أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا
لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ
الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ
إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٩٦﴾
جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ
قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ
وَالْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ
اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٩٧﴾
اِعْلَمُوْٓا أَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ
أَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾
مَا عَلَى الرَّسُوْلِ إِلَّا الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٩٩﴾
قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ
أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
ع يٰٓأُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٠﴾

کھانا ہو یا اسکے برابر روزے رکھے تاکہ اپنے کام کی سزا کا مزہ چکھے
اور جو پہلے ہو چکا وہ خدا نے معاف کر دیا اور جو پھر ایسا کام کریگا
تو خدا اس سے انتقام لیگا۔ اور خدا غالب (اور) انتقام لینے والا ہے ﴿۹۵﴾
تمہارے لئے دریا کی چیزوں کا شکار اور ان کا کھانا حلال کر دیا
گیا ہے (یعنی) تمہارے اور مسافروں کے فائدے کیلئے اور جنگل (کی)
چیزوں کا شکار جب تک تم احرام کی حالت میں ہو تم پر حرام ہے
اور خدا سے جس کے پاس تم سب جمع کئے جاؤ گے ڈرتے رہو ﴿۹۶﴾
خدا نے عزت کے گھر (یعنی) کعبے کو لوگوں کیلئے موجب امن
مقرر فرمایا ہے اور عزت کے مہینوں کو اور قربانی کو اور ان
جانوروں کو جنکے گلے میں پٹے بندھے ہوں۔ یہ اسلئے کہ تم
جان لو کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے خدا سب
کو جانتا ہے اور یہ کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے ﴿۹۷﴾
جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے اور یہ کہ
خدا بخشنے والا مہربان بھی ہے ﴿۹۸﴾
پیغمبر کے ذمے تو صرف (پیغام خدا کا) پہنچا دینا ہے اور جو کچھ
تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ مخفی کرتے ہو خدا کو سب معلوم ہے ﴿۹۹﴾
کہہ دو کہ ناپاک چیزیں اور پاک چیزیں برابر نہیں ہوتیں گو
ناپاک چیزوں کی کثرت تمہیں خوش ہی لگے۔ تو عقل والو
خدا سے ڈرتے رہو تاکہ رستگاری حاصل کرو ﴿۱۰۰﴾

equivalent thereof in fasting, that he may taste the evil consequences of his deed. Allah forgiveth whatever (of this kind) may have happened in the past, but whoso relapseth, Allah will take retribution from him. Allah is Mighty, Able to Requite (the wrong).

96. To hunt and to eat the fish of the sea is made lawful for you, a provision for you and for seafarers; but to hunt on land is forbidden you so long as ye are on the pilgrimage. Be mindful of your duty to Allah, unto Whom ye will be gathered

97 Allah hath appointed the Ka'bah, the Sacred House, a standard for mankind, and the Sacred Month and the offerings and the garlands. That is so that ye may know that Allah knoweth whatsoever is in the heavens and whatsoever is in the earth, and that Allah is Knower of all things.

98. Know that Allah is severe in punishment, but that Allah (also) is Forgiving, Merciful.

99. The duty of the messenger is only to convey (the message). Allah knoweth what ye proclaim and what ye hide.

100. Say: The evil and the good are not alike even though the plenty of the evil attract thee. So be mindful of your duty to Allah, O men of understanding, that ye may succeed

اسرار و معارف

دراصل حرام اور حلال مقرر کرنے میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ کریم کو اس کا اختیار ہے وہ چاہے جس چیز سے منع کر دے یہ اس کی شوکت کا اظہار بھی ہے مگر اس نے اُمّتِ مرحومہ پر صرف وہ چیزیں حرام کر دی ہیں جو یا تو جسمانی لحاظ سے نقصان دہ تھیں یا رُوحانی اعتبار سے یا پھر دونوں طرح سے بیک وقت نقصان دہ تھیں ورنہ پہلی اُمتوں پر ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے اچھی اور حلال چیزیں بھی بطور سزا حرام کی جاتی رہیں یہاں بھی حُرمت کا ایک

پہلو ایسا ہے جس میں مسلمانوں پر اچھی اور مفید چیز بھی حرام کر دی جاتی ہے مگر عذاب یا سزا کے طور پر نہیں کی جاتی ۔ اور نہ لمبے عرصے کے لیے کی جاتی ہے مثلاً روزے میں کھانا پینا اور بعض دوسری جسمانی ضروریات جائز طریقے سے پوری کرنے سے روک دیا تو ایک مقررہ وقت یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک تھا۔ اور ایک مقررہ مہینہ ماہ رمضان کا ہمیشہ کے لیے نہیں اب اس میں کئی روشن پہلو ہیں عظمت باری عزاسمہ کا اظہار بھی ہے کہ حقیقی مالک وہی ہے ہم تو بندے ہیں جو حکم ہو گا تعمیل کریں گے دوسرے اس کے طفیل انسان پر رحمت اور بخشش کی بارش برستی ہے اور تیسرے کہ اس کی روحانی تربیت ہو رہی ہے اور روحانی قوت درجہ کمال کو پا سکتی ہے اور بھی کتنی برکتیں شمار کی جا سکتی ہیں جو قرآن میں حدیث شریف میں موجود ہیں اور ایسی بھی ہوں گی جن تک ہماری نگاہ نہیں پہنچتی یہی حال حالت احرام میں شکار کا ہے عرب صحرائی ملک ہے شکار ملتا بھی بہت تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم شکار کے عادی بھی تھے اللہ کریم نے حد حرم میں ہمیشہ کے لیے اور حالت احرام میں جب تک احرام نہ کھل جائے شکار کرنا منع فرما دیا مگر یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ جنہیں منازل قرب عطا ہوتی ہیں انھیں خطا کے موقع بھی بہت میسر ہوتے ہیں اور یہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے نیز اگر وہ گناہ سے بچ جائیں تو انھیں مزید ترقی نصیب ہوتی ہے اور اگر گناہ میں پھنس گئے تو ممکن ہے توبہ کریں مگر عموماً ایسی حالت میں اس کی توفیق بھی کم ہی نصیب ہوتی ہے۔ یہی ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارے آزمانے کو حالت احرام میں اور حد حرم میں جنگلی جانور تمہارے قریب قریب بے تکلف پھریں گے کہ اللہ کریم آزمانا چاہتے ہیں کون ان کے حکم میں شکار سے رک گیا یا کون باز نہیں آیا کہ ظاہر میں بھی لوگوں کی حیثیت متعین ہو جائے اس لیے جنگلی جانوروں تک تمہارے شکاری نیزے بھی پہنچ پائیں گے بلکہ تمہارے ہاتھوں کی رسائی کے اندر پھرتے رہیں گے لیکن یاد رہے جس نے حدود الٰہی کو توڑا اس کے لیے دردناک عذاب ہے حالانکہ حرم کا سفر اور احرام خواہ حج کا تھا یا عمرہ کا عذاب سے بچنے کی کوشش کا نام تھا مگر یہاں بھی صرف حلیہ بنا لینا کام نہ آئے گا نتیجہ تو اعمال پہ منحصر ہو گا اس لیے حکم یہ ہے کہ حالت احرام میں شکار نہ کریں ۔ جس میں جانور کھانے کے کام آنے والا ہے یا درندہ بہر حال احرام میں آپ اسے شکار نہیں کر سکتے ہاں درندہ حملہ کرے یا باؤلا کتا جس کے کاٹنے کا ڈر ہو یا سانپ بچھو وغیرہ تو ان کو مارنا از روئے حدیث اس حکم سے مستثنےٰ ہے ہاں خود شکار نہ کرے نہ کسی کو مشورہ دے نہ شکار میں مدد کرے تو کوئی شکار کر کے لایا ہو تو شکار کا کھانا منع نہیں ہے نیز حرم میں شکار منع ہو گا یعنی جنگلی جانوروں کا مارنا منع ہو گا گھریلو جانور کا ذبح کرنا درست ہے جیسے مرغ یا گائے بھینس

اونٹ بھیڑ بکری وغیرہ . لیکن اگر کسی نے جان بوجھ کر شکار مار لیا اور وہ مارنے والا حالتِ احرام میں تھا . تو اس پر جزا واجب ہوگی . اور وہ اسی جانور کے مثل ہوگی اب اس کی مثل کیا ہے کفارہ میں اس کی تعیین وہاں کے دو عادل آدمی جو نیک بھی ہوں اور بات سمجھنے کی اہلیت بھی رکھتے ہوں اور اسی علاقہ سے ہوں کہ وہاں کے ماحول کے مطابق جانوروں کی قیمتوں وغیرہ سے واقف ہوں وہ مقرر کریں گے کہ اس کا کفارہ بھیڑ ہے بکری یا دس بکریاں یا اونٹ وغیرہ . فقہائے کے مطابق ایک آدمی بھی کر دے تو جائز ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ آدمی نیک بھی ہو اور معاملہ فہم بھی یہی وجہ ہے کہ مشائخ صرف نیکی پر صاحب مجاز مقرر نہیں کرتے بلکہ نیک ہونے کے ساتھ معاملہ فہمی بھی شرط ہے نیز اگر ارادتاً نہیں مارا غلطی سے جانور شکار ہو گیا نشانہ دیکھنے کو تیر چھوڑا تھا جانور کو لگ گیا یا فائر کیا تھا جانور مر گیا تو ویسا ہی کفارہ واجب ہوگا اور وہ کفارے میں ذبح کیا جانے والا جانور حرم تک پہنچایا جائے حرم کے اندر ذبح کیا جائے گا . یا پھر اسی اندازے کے مطابق مساکین کو کھانا کھلا دے اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اسی اندازے کے مطابق روزے رکھے یہ مساکین کا کھلانا اور روزے حرم کی حد سے مشروط نہیں ہیں .

سزا کا فلسفہ

یہ اس کے کام کی سزا ہے کہ اُسے احساسِ جُرم ہو جائے اور ندامت ہو اسلام میں جُرم پر سزا محض مجرم کو تکلیف دینے کے لئے نہیں ہوتی بلکہ اُسے جُرم کی قباحت کا احساس دلانا مقصود ہوتا ہے تاکہ آئندہ جُرم سے رُک جائے اور ہاں اس سے پہلے جو گذر چکی وہ گذر چکی اس پر اللہ کریم گرفت نہیں فرماتے بلکہ معاف فرما دیا ہے اور اگر کوئی بار بار ہی جرم کرے گا تو بار بار کفارہ تو دے گا ہی مگر اُسے غضبِ الٰہی سے بے فکر نہیں ہونا چاہیئے کہ اس کی گرفت بھی بہت سخت ہے . اور ہو سکتا ہے مسلسل برائی کو روکنے کے لئے وہ خود بدلہ لے اور بدلہ لینے میں وہ غالب اور طاقتور بھی ہے اور اس کی گرفت بہت سخت ہے . ہاں ! پانی کا شکار اس کا پکڑنا کھانا حالتِ احرام میں بھی اس کی اجازت ہے یہ مسافروں کے لئے اللہ کریم کی طرف سے خصوصی تحفہ ہے جو سمندر میں سفر کر کے حرم کی طرف جا رہے ہیں انھیں کھانے پینے میں تنگی کا سامنا نہ ہو اور جب تک حالتِ احرام میں ہو . خشکی پر شکار کی اجازت نہیں کہ وہاں کھانے کا متبادل انتظام ہو سکتا ہے ہاں جب احرام کھول دو تو حدِ حرم سے باہر جب چاہو شکار کرو اور اکثر صحابہ شکار کرتے تھے بلکہ حضور اکرم ﷺ کو خبر ہوتی کہ فلاں خادم نے شکار کیا ہے تو فرماتے بھئی میرا حصہ بھی رکھنا . اور اللہ کریم سے قلبی تعلق برقرار رکھو اور اس کے ٹوٹ جانے سے ڈرتے رہا کرو کہ وہ

بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور کتنی عجیب بات ہے کہ محتاج گستاخی کرے۔ اور جسے حاجت نہ ہو وہ درگذر فرمائے اور یہ بھی یاد رہے کہ سب کو لوٹ کر بھی تو اُسی کے حضور جانا ہے۔

اللہ کریم نے کعبۃ اللہ کو بزرگی اور عظمت والا گھر بنایا ہے اور یہ لوگوں کی بقاء کا باعث ہے قیاماً للناس۔ اولادِ آدم علیہ السلام یا انسانیت کی بقاء کا انحصار اسکی عظمت اور توقیر سے وابستہ کر دیا گیا ہے اگر اس کی عظمت نہ رہے گی تو لوگوں کا باقی رہنا ممکن نہ ہوگا یعنی پھر یہ دُنیا ہی نہ رہ سکے گی۔ اور حدیث شریف میں تفصیل ملتی ہے کہ ٹیڑھی ٹانگوں والا یہودی مکہ فتح کر کے بیت اللہ شریف گرا دے گا۔ اور اس کا حج ختم کر دے گا جس کے بعد قیامت قائم ہوگی۔ اور اب یہود نے یہ کوشش پچھلے چند سالوں سے شروع کر دی ہے ایک سال بارود بھیجا جو پکڑا گیا اس کام کیلئے آلہ کار ان کا غلام ایران کا رافضی ہے پھر جلوس وغیرہ اور بدامنی پھیلانے کی سازش کی اور حج کو جو افضل العبادات کا درجہ رکھتا ہے۔ ایک سیاسی کھیل میں تبدیل کرنا چاہا۔ جب سوائے اس ایک نامراد یہودی فرقہ کے دنیا کا کوئی مسلمان اس طرف راغب نہ ہوا تو پچھلے برس بیت اللہ شریف پر قبضہ کرنے کا ناکام منصوبہ بنایا۔ اللہ انھیں آئندہ بھی نامراد ہی رکھے تو کعبۃ اللہ، اللہ کریم کی ذاتی تجلیات کا مرکز اور مہبط ہے اور پھر اہلِ مکہ یا قریش کو اس کے طفیل جو عزت نصیب ہے۔ یا حاجیوں اور زائرین کی وجہ سے انھیں رزق کے حاصل کرنے میں جو آسانی ہے وہ ہے ہی۔ یہ صرف اہلِ مکہ اور قریش کی بات نہیں بلکہ روئے زمین کی انسانیت اور انسانی معاشرے کی بقاء اور زندگی کا مدار بیت اللہ کی بقاء سے وابستہ ہے اب اس کی کیفیت کیا ہے یا کس طرح سے اسکا جاننا ضروری ہوتا تو اللہ کریم یہ بھی ضرور ارشاد فرما دیتے۔

اب لوہے اور مقناطیس میں کیا رشتہ ہے۔ نظر نہیں آتا مگر لوہا کھنچتا چلا جاتا ہے اس کا مشاہدہ ہم کرتے ہیں اُسی طرح دنیا اور عالم کی بقاء کا اور بیت اللہ شریف کا رشتہ ہے ایسے ان اہل اللہ کا جن کو مناصب عطا ہوتے ہیں حالاتِ دُنیا سے رشتہ ہوتا ہے جس پر صوفیاء کا اتفاق ہے کہ کارگہِ حیات چار حصوں میں یا چار شعبوں میں بٹ کر ان چار وجودوں سے منسلک کر دی جاتی ہے جو چار قطب کہلاتے ہیں ان کا مرکز یا حاکم غوث ہوتا ہے اور اس پایہ کا ولی اللہ اپنے زمانے میں روئے زمین پہ ایک ہوتا ہے بہت کم اس سے اوپر منصب دیا جاتا ہے اگر دیا جائے، تو غوث ترقی کر کے قیوم بنتا ہے قیوم فرد بنتا ہے فرد قطب وحدت اور قطب وحدت ترقی کر کے صدیق بنتا ہے جو صدیوں میں کبھی ایک آدھ دنیا پہ آتا ہے جیسے حضرت مریم کے حق میں قرآن نے گواہی دی کہ آپ صدیقہ تھیں اور مناصب کے

اعتبار سے حالاتِ عالم ان حضرات کے وجود سے وابستہ ہوتے ہیں لیکن اس میں عجیب بات یہ ہوتی ہے کہ یہ سب کرشمہ اللہ کی قدرت کا ہے بعض کیا اکثر اوقات دنیا کی زندگی میں اہل اللہ کو اپنے منصب کا پتہ بھی نہیں چلتا مگر کام اُن سے لیا جارہا ہوتا ہے اور اس پر شرک کا فتویٰ دینے والوں کو یہ ضرور دیکھ لینا چاہیئے کہ کعبۃ اللہ بھی بے جان پتھروں کا ڈھیر ہے اگر اللہ چاہے اسے قیام انسانیت اور بقائے جہان کا سبب بنادے توحید کو کوئی خطرہ نہیں چاہے تو پانی سے ہر شے کی حیات کا تعلق جوڑ دے اور توحید پختہ تر ہو کہ اصل اقتدار اسی کا ہے اور دنیا میں یہ قانون بھی اسی کا ہے کہ ہر شے کا سبب ہوتا ہے اگر اسباب باطنی میں بیت اللہ کے ساتھ ان انسانی قلوب کو بھی واسطہ اور ذریعہ بنادے جن پر اس کی تجلیات متوجہ رہتی ہیں تو آپ بے فکر رہیئے اس کی شان میں کوئی فرق آتا ہے نہ توحید خطرہ میں ہے ہاں بدعتیوں نے بدعات اور خرافات کی جو بنیاد ان باتوں پہ رکھی ہے اور جس قدر لوگوں کے ایمان و عمل کو نقصان پہنچایا ہے اس کی تردید اور اصلاح کی بہت زیادہ ضرورت ہے لیکن سر میں درد ہو جائے تو علاج سر کاٹ دینا نہیں ہوتا یہاں بھی اصل علاج یہ ہے کہ صحیح اسلامی اور موروثی کیفیات جو آپ ﷺ سے سینہ بسینہ منتقل ہوتی چلی آرہی ہیں۔ انھیں عام کرو جب بازار میں اصل عام ہو جائے تو نقل خود بخود بکنا بند ہو جاتی ہے ورنہ ان کیفیات کا انکار دلوں سے خلوص لے جائے گا اور بدعات کی جگہ نفاق آنا شروع ہو جائے گا۔ جو ان سے زیادہ خطرناک اور مہلک مرض ہے ایسے ہی حُرمت والے مہینوں کی عزّت ہے اور قربانی کے جانوروں کی عزّت و احترام ہے کہ انھیں چھیڑا نہ جائے نہ راستہ روکا جائے نہ چرائے جائیں وہ جانور بھی جن کے گلوں میں بطور قربانی کی نشانی کے پٹے ڈال دیئے گئے ہوں یہ اس قدر باریک بینی اور چھوٹی سے چھوٹی بات پہ بحث و تمحیص اور رہنمائی فرمانے سے یہ بات تو پتہ چل رہی ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی کوئی چیز یا کوئی بات اللہ کریم سے پوشیدہ نہیں ہے اور وہ ہر ذرّے ہر خیال ہر وسوسے تک سے آگاہ ہے اور یہ بھی خوب واضح رہے کہ مسلسل نافرمانی انسان کو اس کی گرفت میں لے جاتی ہے اور اس کی گرفت بہت ہی سخت ہے ہاں! اگر باز آجائے توبہ کرے عقائد و اعمال میں اپنی اصلاح کرلے تو وہ بخشنے والا بھی ہے اور اُس کی رحمت کا سمندر بھی ناپیدا کنار ہے۔

یاد رکھو! فریضہ رسالت ان تعلیمات اور برکات کا پہنچانا ہے جو پہنچانے کا حکم آپؐ کو اللہ کریم کی طرف سے دیا گیا جہاں تک تعلیمات کا تعلق ہے آپ ﷺ نے اس انداز سے اس زور اور شدت سے پہنچائیں کہ اب

چودہ صدیاں بیت چکی ہیں جن کی گرد میں بڑے بڑے شہنشاہ اور ان کے حالات دفن ہو گئے مگر آپ ﷺ کی تعلیمات کو ذرا میلا بھی نہ کر سکیں ایک گدا کے جھونپڑے سے لے کر محلاتِ شاہی تک اللہ کا پیغام دیا بلکہ اس کے مطابق چند برسوں میں ایک معاشرہ، ایک حکومت، ایک ملک، ایک فوج، ایک طرزِ حکومت، ایک طرزِ تعلیم، ایک عدالتی نظام غرض مکمل سلطنت بنا کر چشمِ عالم کے سامنے اللہ کا مثالی مسلمان اللہ کا مثالی معاشرہ، اللہ کی مثالی پسندیدہ حکومت پیش فرما دی ﷺ اور جہاں تک کیفیات اور برکات اور ذوق کا تعلق تھا وہ اس طرح لٹایا کہ یہ صرف آپ ﷺ کا خاصہ ہے ایمان لا کر جو بھی سامنے آیا ایک نگاہ نے اسے صحابی بنا دیا مرد تھا یا خاتون امیر غریب عالم جاہل کوئی تھا بات ایمان کی تھی یا آپ ﷺ کی نگاہ میں آنے کی۔ اور ایمانیات سے لے کر اخلاقیات تک یہ وہ درجہ ہے کہ جس سے اوپر کوئی درجہ نہیں اس سے اوپر صرف نبوت ہے اور بس۔ سو فریضۂ رسالت اللہ کے انعامات کا پہنچانا تھا اب اسے قبول کرنا اس پر عمل کرنا اس سے فائدہ اٹھانا یہ تو سب انسانوں کے ذمہ ہے اور یہ خوب جان رکھو کہ تم جو ظاہر کرتے ہو اللہ کریم اس سے بھی واقف ہیں اور اتنے ہی اس بات اور حالت سے بھی واقف ہیں جو تم ظاہر نہیں کرتے ہاں اکثر اوقات نیک صالح اور پاکیزہ افراد بھی معاشرے میں کم ہوتے ہیں تعداد کے اعتبار سے اور اعمال و نظریات بھی مگر ناپاک کی کثرت اس کے اچھا ہونے کی دلیل تو نہیں بن سکتی گو بظاہر وہی بات لوگوں کو بھلی لگتی ہے جس پر اکثریت کا عمل ہو لیکن یہ تو ہمیشہ رہا ہے کہ ایسے عالی ہمت اور اولوالعزم لوگ تعداد میں کم ہی رہے ہیں جو دنیا اور اس کی لذات کو اللہ کی اطاعت کے لیئے رسول اللہ ﷺ سے رشتۂ الفت قائم رکھنے کے لیئے قربان کر دیں اور دنیا کی لذات اور وقتی جذبوں کی تسکین کے لیئے گناہ میں غرق ہونے والے لوگ ہمیشہ زیادہ رہے ہیں تو اے مخاطب تو اس لیئے اس طرف چلا جائے گا کہ معاشرہ کی اکثریت اس طرف ہے اس لیئے جمہوری اقدار کا پاس کرتے ہوئے تجھے اللہ کی عظمت کا احساس نہیں ہو گا ان لوگوں کی عالی ہمتی کی داد نہ دے گا جو اس سارے طوفان کو کوئی حیثیت دینے کو آمادہ نہیں ہوتے اور یہ طوفانی لہریں ان کے قدموں کی ٹھوکروں سے ہٹ ہٹ جاتی ہیں یا حرام مال زیادہ مل رہا ہے۔ اور اس میں اللہ کی رضامندی شامل نہیں عذابِ الٰہی کا باعث بنے گا۔ جبکہ اس کے مقابلے میں حلال کم سہی مقدار میں تھوڑا سہی مگر اللہ کریم کی رضامندی اور خوشنودی کا سبب تو ہے جس پر کئی جہانوں کی لذتیں اور سینکڑوں زندگیاں اگر عطا ہوتی چلی جائیں تو بے دریغ نچھاور کرتے چلے جایئے پھر بھی سیری نہ ہو اور دل نہ بھرے سو یاد رکھیئے یہ طیّب

حلال اور پاکیزہ اپنی ایک عظمت رکھتے ہیں جو ناپاک کی زیادتی سے مجروح نہیں ہوتی خواہ ظاہر بین کے لیئے صرف کثرت ہی بڑی اہمیت کا باعث ہو لیکن اللہ کریم کے ہاں نیکی اور پاکیزگی کی عظمت ہے اسی لیئے اسلام میں طریقۂ انتخاب بھی یہ ہے کہ نیک اور پسندیدہ نیز معاملہ فہم لوگ جس ہستی پر متفق ہو جائیں عوام کو چاہیئے کہ اس کی بیعت اختیار کریں نہ یہ کہ ہر کس و ناکس کی رائے برابر اہمیت رکھتی ہو یہ خوبصورت حماقت مغرب کی ایجاد ہے سو اللہ سے ڈرو، اور اللہ کا پسندیدہ راستہ اختیار کرو، کہ دانشمندانہ بات یہی ہے اور اسی طریقے سے تمہیں دو عالم میں کامیابی نصیب ہو سکتی ہے۔

رکوع نمبر ۱۴ آیات ۱۰۱ تا ۱۰۸ وإذا سمعوا ۷

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ
إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ
تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ
تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ
غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٠١﴾

مومنو! ایسی چیزوں کے بارے میں مت سوال کرو کہ اگر (ان کی حقیقتیں) تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ اور اگر قرآن کے نازل ہونے کے ایام میں ایسی باتیں پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی (اب تو) خدا نے ایسی باتوں (کے پوچھنے) سے درگزر فرمایا ہے اور خدا بخشنے والا بردبار ہے ﴿١٠١﴾

101. O ye who believe! Ask not of things which, if they were made known unto you, would trouble you, but if ye ask of them when the Qur'ān is being revealed, they will be made known unto you. Allah pardoneth this, for Allah is Forgiving, Clement.

قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا
بِهَا كَافِرِينَ ﴿١٠٢﴾

اس طرح کی باتیں تم سے پہلے لوگوں نے بھی پوچھی تھیں مگر (جب بتائی گئیں تو) پھر ان سے منکر ہو گئے ﴿١٠٢﴾

102. A folk before you asked (for such disclosures) and then disbelieved therein.

مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ
وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ
وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٣﴾

خدا نے نہ تو بحیرہ کچھ چیز بنایا ہے اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام بلکہ کافر خدا پر جھوٹ افترا کرتے ہیں۔ اور یہ اکثر عقل نہیں رکھتے ﴿١٠٣﴾

103. Allah hath not appointed anything in the nature of a *Bahirah* or a *Sai'bah* or a *Wasilah* or a *Hami*,[6] but those who disbelieve invent a lie against Allah. Most of them have no sense.

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ
اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا
وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ
آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٠٤﴾

اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب خدا نے نازل فرمائی ہے اس کی اور رسول اللہ کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے وہی ہمیں کافی ہے۔ بھلا اگر ان کے باپ دادا نہ تو کچھ جانتے ہوں اور نہ سیدھے رستے پر ہوں (تب بھی؟) ﴿١٠٤﴾

104. And when it is said unto them: Come unto that which Allah hath revealed and unto the messenger, they say: Enough for us is that wherein we found our fathers. What! Even though their fathers had no knowledge whatsoever, and no guidance?

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا
يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ

اے ایمان والو! اپنی جانوں کی حفاظت کرو جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا تم سب کو خدا کی

105. O ye who believe! Ye have charge of your own souls. He who erreth can-

إِلَى اللهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾
يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ
إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ
الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ أَوْ
اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ
فِي الْأَرْضِ فَأَصٰبَتْكُمْ مُّصِيبَةُ الْمَوْتِ
تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ
بِاللهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا
وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ
اللهِ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِينَ ﴿١٠٦﴾
فَإِنْ عُثِرَ عَلٰى أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا
فَاٰخَرٰنِ يَقُومٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ
اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللهِ
لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا
اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِينَ ﴿١٠٧﴾
ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ يَّأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى
وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ
أَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللهَ وَاسْمَعُوا وَاللهُ
ع لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ ﴿١٠٨﴾

طرف لوٹ کر جانا ہے اُس وقت وہ تم کو تمہارے سب کاموں سے جو
تم دنیا میں کئے تھے آگاہ کرے گا (اور ان کا بدلہ دے گا) (۱۰۵)
مومنو! جب تم میں سے کسی کی موت آموجود ہو تو شہادت
(کا نصاب) یہ ہے کہ وصیت کے وقت تم (مسلمانوں) میں سے
دو مرد عادل (یعنی صاحب اعتبار) گواہ ہوں۔ یا اگر (مسلمان نہ
ملیں اور) تم سفر کر رہے ہو اور (اس وقت) تم پر موت کی مصیبت
واقع ہو تو کسی دوسرے مذہب کے دو (شخصوں کو) گواہ کر لو۔ اگر تم کو
ان گواہوں کی نسبت کچھ شک ہو تو ان کو (عصر کی) نماز کے بعد کھڑا
کرو اور دونوں خدا کی قسمیں کھائیں کہ ہم شہادت کا کچھ عوض نہیں لیں گے
گو ہمارا رشتہ دار ہی ہو۔ اور نہ ہم اللہ کی شہادت کو چھپائیں گے
اگر ایسا کریں گے تو گنہگار ہوں گے (۱۰۶)
پھر اگر معلوم ہو جائے کہ ان دونوں نے (جھوٹ بول کر) گناہ حاصل کیا ہے
تو جن لوگوں کا انہوں نے حق مارنا چاہا تھا ان میں سے ان کی جگہ اور دو گواہ
کھڑے ہوں جو (میت سے) قرابت قریبہ رکھتے ہوں۔ پھر وہ خدا کی
قسمیں کھائیں کہ ہماری شہادت ان کی شہادت سے بہت سچی ہے اور ہم نے
کوئی زیادتی نہیں کی۔ ایسا کیا ہو تو ہم بے انصاف ہیں (۱۰۷)
اس طریق سے بہت قریب ہے کہ یہ لوگ صحیح صحیح شہادت دیں۔ یا
اس بات سے خوف کریں کہ (ہماری) قسمیں ان کی قسموں کے بعد رد کر دی
جائیں گی۔ اور خدا سے ڈرو اور اس کے حکموں کو گوش ہوش سے سنو
اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۰۸)

not injure you if ye are rightly guided. Unto Allah ye will all return; and then He will inform you of what ye used to do.

106. O ye who believe! Let there be witnesses between you when death draweth nigh unto one of you, at the time of bequest—two witnesses, just men from among you, or two others from another tribe in case ye are campaigning in the land and the calamity of death befall you. Ye shall empanel them both after the prayer, and, if ye doubt, they shall be made to swear by Allah (saying): We will not take a bribe, even though it were (on behalf of) a near kinsman nor will we hide the testimony of Allah, for then indeed we should be of the sinful.

107. But then, if it is afterwards ascertained that both of them merit (the suspicion of) sin, let two others take their place of those nearly concerned, and let them swear by Allah, (saying): Verily our testimony is truer than their testimony and we have not transgressed (the bounds of duty), for then indeed we should be of the evil-doers.

108. Thus it is more likely that they will bear true witness or fear that after their oath the oath (of others) will be taken. So be mindful of your duty (to Allah) and hearken. Allah guideth not the froward folk

اسرار و معارف

انسان سیکھنے کے لیے سوال کرتا ہے اگر پوچھے گا نہیں تو عمل کیسے ممکن ہے؟ کہ عمل کے لیے جاننا شرط ہے اور جاننے کے لیے پوچھنا پڑتا ہے لیکن فضول کرید کرنا اور غیر متعلقہ سوالات کرتے رہنا درست نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ قرآن نازل ہو رہا ہے آپ سوال کریں گے تو اس کا جواب ضرور آئے گا ممکن ہے تمہاری منشاء کے مطابق نہ ہو اور تمہیں بات پسند نہ آئے تو اس سے بہتر ہے کہ سوال ضرور کریں مگر جس کی ضرورت ہو اور جو بات آپ کی رہنمائی کر

سکے نیز نزولِ قرآن کا تعلق ایک خاص زمانے سے ہے یہاں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ اس کے بعد وحی کا سلسلہ ختم ہو جائے گا کہ جواب آنے کو نزولِ قرآن سے خاص کر دیا جب نزولِ قرآن ختم ہو گا تو اگرچہ فضول سوال کرنا پھر بھی اچھی بات نہ ہو گی اس وقت وحی منقطع ہو چکی ہو گی۔ اور کوئی جواب نہیں آئے گا اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد وحی کے نازل ہونے کا دعوے کرنے والا کذاب ہے۔ ہاں جو گذر چکا وہ گذر چکا اُسے بھول جائیں کہ اللہ بخشنے والے اور بڑے بُردبار ہیں لوگوں کو اُسی کی ذات نے برداشت کر رکھا ہے ورنہ اس کے سوا کسی میں اس مخلوق کو خصوصاً آج کے دَور کی انسانیت کو برداشت کرنے کی جرأت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا اور تم سے پہلے لوگوں نے اس طرح کُرید کی نتیجہ یہ ہوا کہ بالآخر خود کافر ہو گئے اللہ کریم نے جو نہیں کہا تھا کرنے لگے جیسے یہ لوگ اللہ کی طرف سے کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے کوئی بحیرہ سائبہ وصیلہ اور حام وغیرہ نہیں بنائے نہ ایسا کرنے کا حکم دیا۔ یہاں یہ عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مشائخ کے ساتھ بھی زیادہ مین میخ نہیں نکالنا چاہیئے بلکہ سیدھا معنیٰ جو سمجھ میں آئے درست ہے اگر کُرید کریں گے تو پابندیاں بڑھتی چلی جائیں گی مثلاً شیخ نے فرمایا درُود شریف پڑھا کرو بات ختم۔ کوئی سا درُود شریف ایک تسبیح دو تسبیح اپنی فرصت اور مزاج کے مطابق پڑھ لو، انشاء اللہ وہی فائدہ نصیب ہو گا جس کا وعدہ ہوا لیکن کونسا پڑھوں پھر ایک خاص درُود مقرر ہو گیا کتنی بار روزانہ ؟ پھر ایک پابندی بڑھوالی۔ اب ان پابندیوں سے نہیں پڑھے گا تو فائدہ نہ ہو گا تو نتیجہ گمراہی کا اندیشہ ہے جیسے یہ مُشرکین اب اپنی طرف سے دین گھڑ کر اس پر عمل کرتے ہیں۔ بحیرہ جس جانور کا دُودھ بُتوں کے نام وقف ہو جاتا تھا۔ سائبہ، جو جانور بُتوں کے نام پر آزاد چھوڑ دیا جاتا۔ حامی، نر اُونٹ جو ایک خاص عدد مادّہ سے جُفتی کر چکا ہو بُتوں کے لیئے وقف کر دیتے۔ وصیلہ، ایسی اُونٹنی جو مسلسل مادہ بچہ دے اور کوئی نر نہ جنا ہو۔ ان سب کا حکم انھوں نے اپنی طرف سے گھڑ لیا یعنی فضول سوالات کر کے پابندیاں لگوانا۔ یا از خود رسُوم ایجاد کر کے انھیں اچھا تصوّر کر لینا یہ دونوں کام غلط اور بُرائی کے ہیں اور کفّار کی مصیبت یہ ہے کہ اپنے مذہب کو حق ثابت کرنے کے لیئے اکثر اللہ پر جھُوٹ بولتے ہیں اور نہایت بے وقوفی کی بات ہے غضب کا شکار ہونے کے لیئے کُفر کیا کم تھا جو اللہ پر جھُوٹ باندھنا شروع کر دیا۔

اور جب اللہ کے دین کی طرف دعوت دی گئی کہ آؤ! سب مِل کر اس بات پہ عمل پیرا ہوں جو اللہ کریم نے نازل فرمائی ہے اور رسُول اللہ ﷺ کا اتباع اختیار کریں تو کہتے ہیں بھئی ہم باپ دادا کی رسُومات کیسے چھوڑ

دیں۔ اگر ہم آج ان کی پیروی چھوڑ دیں تو اس کا معنی تو یہ ہوا کہ ہم نے انھیں بے وقوف اور جاہل سمجھ لیا۔ بھئی! حق بات یہ ہے کہ تمھارے باپ دادا کے پاس اگر اللہ کی کتاب یا نبی کی تعلیمات تھیں تو بتا دو یا یہ بتاؤ کہ اگر اُن کے پاس یہ علوم تھے تو کیا ان پر عمل پیرا بھی تھے۔ یعنی مقتدا ہونے کی دو شرائط ارشاد فرمادی ہیں کہ ہر کس و ناکس اس قابل نہیں ہوتا کہ آدمی اس کے پیچھے دوڑنا شروع کر دے اور نہ بھیڑ چال درست ہے کہ جدھر لوگ جا رہے ہیں ہم بھی ادھر ہی جائیں گے بلکہ سب سے پہلے تو اپنے مقصد کو معین کرنا ضروری ہے اپنا ٹارگٹ مقرر کرو کہ آپ کو کہاں جانا ہے آپ کی منزل کیا ہے؟ جب یہ ہو جائے تو پھر تلاش کریں کہ اس منزل پر جانے والے راستے سے واقفیت کس کو ہے۔ یہ علم ہے اور پھر دیکھیں کہ راستہ تو جانتا ہے لیکن کیا خود اس کی منزل بھی وہی ہے جو میری ہے اُسی طرف چل رہا ہے اگر چل کسی اور طرف رہا ہے تو اس کے پیچھے چلنے سے فائدہ نہ ہوگا۔ ہاں! اُسی طرف چل بھی رہا ہے تو پھر ٹھیک ہے اس کی پیروی اختیار کر لو کوئی حرج نہیں اور یہی تقلید کہلاتی ہے کہ ایسے نیک اور متقی و پارسا لوگ جو علوم کے بھی سمندر تھے اور عمل کی معراج پر تھے جنھوں نے ایک ایک قدم اٹھانے اور رکھنے سے پہلے رسُول اللہ ﷺ کی راہنمائی اور آپ کے نقوشِ کفِ پا کو تلاش کیا ان کے پیچھے اللہ کی رضا کی تلاش میں چلنا ہی ائمہ کی تقلید ہے اور بس۔ اور یہی معیارِ امامت قرآن نے بتایا بھی ہے نہ یہ کہ آجکل کی مروجہ لیڈری جس نے قوم اور ملک کو سوائے تباہی اور جھوٹ، مکر و فریب اور ظلم و جور کے کچھ دیا ہی نہیں یہ بھی بہت بڑا ظلم ہے کہ جاہل اور بے عمل افراد کے پیچھے لگ کر انھیں قومی لیڈر اور راہنما بنا دیا جائے جبکہ علم اور عمل میں کھرا ہونا قیادت کی اہلیت قرار دی گئی ہے۔

اور ہر مسلمان پر مقدور بھر محنت و کوشش کرنا فرض ہے جو وہ کر سکتا ہے ضرور کرے اپنی کوشش کرنے کے بعد تم بے فکر ہو پھر اگر کوئی گمراہی سے باز نہیں آتا نہ آئے تم خود کو ہدایت پہ قائم رکھو اور دوسروں کی ہدایت کے لئے مقدور بھر کوشش کرتے رہو یہ تمھاری ذمہ داری ہے اس کے بعد بھی اگر کسی نے غلط راستہ ہی اپنایا تو تمھیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ تم سب کو اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور وہاں تمھارا ایک ایک کام اور ایک ایک کردار سامنے آجائے گا۔

زندگی اور موت کا چولی دامن کا ساتھ ہے اگر موت آجائے تو دو معتبر اور دیانت دار آدمیوں کے روبرو وصیت کر دو اچھی بات ہے گواہ مسلمان ہوں لیکن اگر مسلمان موجود نہ ہوں تو دوسری اقوام کے سربرآوردہ اشخاص بھی گواہ

بنائے جا سکتے ہیں خصوصاً اگر سفر کی حالت میں موت آجائے تو کسی کو وصی بنا دے اگر مسلمان نہیں تو غیر مسلم کو بنا کر بتا دے کہ میرے اس مال کو فلاں جگہ میرے ورثاء تک پہنچا دو پھر سب آپس میں شرعی حصے کے مطابق تقسیم کریں گے اگر ایک سے زیادہ ہوں یا دو ہوں اور عادل مسلمان ہوں تو بہت بہتر ورنہ غیر مسلم بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ یہی وصی کا معاملہ روافض نے اپنے کلمہ کا جز گھڑ لیا ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔ اساس ہی جھوٹ پر ہے عمارت کیا ہوگی؟ ۔ اب اگر بات میں اختلاف پیدا ہو جائے تو نماز تک گواہوں کو روک لو، بیشک نماز ادا کر کے قسم دیں یا مدعی گواہ دے ۔ شرعی حیثیت سے حقدار ثابت ہو تو ٹھیک ورنہ قسم دے اگر قسم سے انکار کر دے تو مقدمہ اس کے خلاف فیصلہ ہو گا یا عدالت کی رائے کے مطابق مدعا علیہ سے قسم طلب کی جا سکتی ہے اور پوری شدت سے جیسے وقت اور جگہ سے زیادہ شدت پیدا کی جا سکتی ہے مثلاً نماز کے بعد باوضو مسجد کے اندر وغیرہ اگر قسم دے تو درست ورنہ مقدمہ ہار جائے گا۔ غرض دو باتیں یہاں ارشاد فرمائی گئی ہیں کہ عندالموت اگر ہو سکے تو مرنے والا وصی مقرر کر دے کسی ایسی دولت یا جائیداد کے بارے جس کا علم ورثاء کو نہ ہو کہ ان تک پہنچائے وصی کافر بھی مقرر کیا جا سکتا ہے نیز اگر ایک سے زائد ہوں تو اور اچھی بات ہے پھر بھی اگر ورثاء کو اعتراض ہو تو گواہ پیش کریں اگر یہ گواہ پیش نہ کر سکیں تو وہ قسم دے اور قسم میں شدت پیدا کرنا مناسب ہے وقت اور محل کے اعتبار سے اور حق بات یہ ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور یہ قانون یاد رکھو کہ اللہ بدکاروں کو تو ہدایت کی توفیق نہیں دیتے جب تک کوئی برائی سے باز نہ آئے اسے چھوڑ کر توبہ نہ کرے پکڑ کر زبردستی نیکی کی طرف نہیں لایا جاتا بلکہ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کی سزا کے طور پر توبہ کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے ۔

رکوع نمبر ۱۵ آیات ۱۰۹ تا ۱۱۵ وَإِذَا سَمِعُوا ۷

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ
اُجِبْتُمْ ۚ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ
عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾
اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ
نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ

(وہ دن یاد رکھنے کے لائق ہے) جس دن خدا پیغمبروں کو جمع کریگا پھر ان سے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب ملا تھا وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ تو ہی غیب کی باتوں سے واقف ہے (۱۰۹)
جب خدا (عیسیٰ سے) فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! میرے اُن احسانوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کئے

109. In the day when Allah gathereth together the messengers, and saith: What was your response (from mankind)? they say: We have no knowledge. Lo! Thou, only Thou art the Knower of Things Hidden.

110. When Allah saith: O Jesus, son of Mary! Remem-

أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ
النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَإِذْ عَلَّمْتُكَ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ۖ
وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ
بِإِذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي
وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ۖ
وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي ۖ وَإِذْ كَفَفْتُ
بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنكَ إِذْ جِئْتَهُم
بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ
إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿١١٠﴾
وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا
بِي وَبِرَسُولِي ۚ قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ
بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ﴿١١١﴾
إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَا عِيسَى ابْنَ
مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَن يُنَزِّلَ
عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا
اللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾
قَالُوا نُرِيدُ أَن نَّأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ
قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَن قَدْ صَدَقْتَنَا وَ
نَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿١١٣﴾
قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا
أَنزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ
لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنكَ ۖ
وَارْزُقْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿١١٤﴾
قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۖ فَمَن
يَكْفُرْ بَعْدُ مِنكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا
لَّا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿١١٥﴾

جب میں نے روح القدس (یعنی جبرئیل) سے تمہاری مدد کی
تم جھولے میں اور جوان ہو کر (ایک ہی نسق پر) لوگوں سے
گفتگو کرتے تھے۔ اور جب میں نے تم کو کتاب اور دانائی اور
تورات اور انجیل سکھائی اور جب تم میرے حکم سے مٹی کا جانور بنا کر
اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا تھا
اور مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے چنگا کر دیتے
تھے اور مردے کو (زندہ کر کے قبر سے) نکال کھڑا کرتے تھے۔ اور جب
میں نے بنی اسرائیل (کے ہاتھوں) کو تم سے روک دیا جب
تم ان کے پاس کھلے نشان لیکر آئے تو جو ان میں سے کافر تھے
کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے ﴿۱۱۰﴾
اور جب میں نے حواریوں کی طرف حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے
پیغمبر پر ایمان لاؤ۔ وہ کہنے لگے کہ (پروردگار) ہم ایمان لائے
تو شاہد رہیو کہ ہم فرمانبردار ہیں ﴿۱۱۱﴾
(وہ قصہ بھی یاد کرو) جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ ابن
مریم! کیا تمہارا پروردگار ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے
(طعام کا) خوان نازل کرے؟ انہوں نے کہا کہ اگر ایمان رکھتے
ہو تو خدا سے ڈرو ﴿۱۱۲﴾
وہ بولے کہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم اس میں سے کھائیں
اور ہمارے دل تسلی پائیں اور ہم جان لیں کہ تم نے ہم سے
سچ کہا ہے اور ہم اس (خوان کے نزول) پر گواہ رہیں ﴿۱۱۳﴾
(تب) عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر
آسمان سے خوان نازل فرما کہ ہمارے لئے (وہ دن) عید قرار
پائے یعنی ہمارے اگلوں اور پچھلوں (سب) کیلئے اور وہ تیری طرف
سے نشانی ہو اور ہمیں رزق دے تو بہتر رزق دینے والا ہے ﴿۱۱۴﴾
خدا نے فرمایا میں تم پر ضرور خوان نازل فرماؤں گا لیکن جو
اس کے بعد تم میں سے کفر کرے گا اسے ایسا عذاب دوں گا
کہ اہل عالم میں کسی کو ایسا عذاب نہ دوں گا ﴿۱۱۵﴾

ber My favour unto thee and unto thy mother; how I strengthened thee with the Holy Spirit, so that thou spakest unto mankind in the cradle as immaturity; and how I taught thee the Scripture and wisdom and the Torah and the Gospel; and how thou didst shape of clay as it were the likeness of a bird by My permission, and didst blow upon it and it was a bird by My permission, and thou didst heal him who was born blind and the leper by My permission; and how thou didst raise the dead by My permission; and how I restrained the Children of Israel from (harming) thee when thou camest unto them with clear proofs, and those of them who disbelieved exclaimed: This is naught else than mere magic!

111. And when I inspired the disciples, (saying) : Believe in Me and in My messenger, they said: We believe. Bear witness that we have surrendered[7] (unto Thee).

112. When the disciples said : O Jesus, son of Mary! Is thy Lord able to send down for us a table spread with food from heaven? He said: Observe your duty to Allah, if ye are true believers.

113. (They said :) We wish to eat thereof, that we may satisfy our hearts and know that thou hast spoken truth to us, and that thereof we may be witnesses.

114. Jesus, son of Mary, said : O Allah Lord of us! Send down for us a table spread with food from heaven that it may be a feast for us, for the first of us and for the last of us, and a sign from Thee. Give us sustenance, for Thou art the Best of Sustainers.

115. Allah said : Lo! I send it down for you. And whoso disbelieveth of you afterward, him surely will I punish with a punishment wherewith I have not punished any of (My) creatures.

اسرار و معارف

اور ہاں ! اسی پر خوش ہونا کہ باوجود گناہ کے گذارہ چل ہی رہا ہے یا لوٹ کا مال بہت جمع کر لیا ہے دانشمندی کی بات نہیں اس لیئے کہ ایک دن ایسا آرہا ہے جب ساری مخلوق کو ایک وقت میں اور ایک جگہ جمع کیا جائے گا اور یہ میدانِ حشر ہوگا دُنیا اور اس کی زندگی اپنی لذتوں اور رنگینیوں سمیت ختم ہو چکی ہوگی کچھ لوگ تو وہ ہوں گے جنہوں نے دُنیا میں نافرمانی کا راستہ اپنایا اور غلط کار تھے عقیدے میں کافر عمل میں بدکار. کچھ دوسرے جنہوں نے عقیدے میں بھی حق کو اختیار کیا اور عمل میں بھی کھرے رہے دو اقسام اور بھی ہوں گی ایک قسم کافروں کی جو دل سے کافر تھے بظاہر مسلمان بن کر دکھانے کو مسلمانوں جیسے کام بھی کرتے رہے اور دوسرے وہ مسلمان جو دل سے مسلمان تھے مگر عملی زندگی میں پورے نہ اُترے اور پیچھے رہ گئے ان میں دو گروہ جو دونوں دل سے مسلمان ہیں اور عمل میں بھی اچھے تھے اور جو دل سے مسلمان تھے اور عمل میں کمی رہ گئی دونوں شفاعت کے مستحق اور دونوں کافر گروہ کسی سفارش کا حق نہیں رکھتے اور یہ سفارش کرنا انبیاء و رسل کا کام ہے یا پھر ان کی وساطت سے متعلقہ افراد مشائخ یا شہداء یا صالحین یا چھوٹی عمر میں فوت ہونے والے بچے وغیرہ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ ساری مخلوق کو ایک جگہ جمع فرما کر سب سے پہلا سوال سب کے روبرو انبیاء و رسل سے ہی کیا جائے گا تاکہ ہر شخص پر یہ بات واضح ہو جائے. کہ آج نہ کوئی چھپ سکے گا اور نہ کچھ چھپا سکے گا. اور جب اتنی عظیم ہستیاں جوابدہی کے لیئے حاضر ہیں تو پھر غیر نبی کس شمار قطار میں اور ما و شما کی حیثیت ہی کیا ہے سوال بھی بڑا عجیب ہوگا کہ فرمائیے، آپ حضرات کو اپنی اُمتوں کی طرف سے کیا جواب ملا تھا یا کن لوگوں نے اطاعت کی اور کون تھے جو میرے رسُولوں کے مقابل اکڑ گئے اب انبیاء اگر دنیا سے جانے کے بعد والوں سے واقف نہ بھی ہوں تو ان کے رُوبرُو جنہوں نے قبول کیا قربانیاں دیں ان سے بھی واقف تھے اور جنہوں نے رد کیا مقابلے کیئے ان سے بھی لیکن وہ یہ جانتے ہوئے کہ مومن تو رحمت سے محروم نہ رہے گا البتہ ہماری گواہی کافر کے لیئے کوئی رعایت باقی نہ چھوڑے گی پھر اپنی طبعی شرافت رحمت و رافت کا اظہار فرماتے ہوئے عرض کریں گے خدایا ! ہمیں کیا خبر ! ہمارے علوم تو ظاہر تک محدود تھے اور تیری نگاہ دل کے اندر

تک تھی ہم نے وہ دیکھا جو تو نے دکھایا وہ جانا۔ جو تو نے بتایا لہٰذا ہمیں خبر نہیں اس لئے کہ آج کا دن محض ظاہر کی حالت پہ اعتبار کا دن نہیں ہے آج تو بال کی کھال اتاری جائے گی اور ہر ڈھکی چھپی بات بھی آپ پر تو عیاں ہے اِس لئے آپ ہی خوب اور بہتر جاننے والے ہیں۔

پھر بات ہو گی بھرے میدان میں عیسٰے علیہ السلام سے کہ میرے احسانات کا آپ شمار نہیں کر سکتے اور ان کی کیفیت کا لوگ اندازہ کرنے سے قاصر ہیں دیکھیں آپ پر اور آپ کی والدہ ماجدہ پر کس قدر انعامات فرمائے آپ سے معجزات کا ظہور اور ان کی کرامات کا ظہور عقلِ انسانی کو عاجز کئے دیتا ہے آپ ہی دیکھئے کہ ہم نے جبرائیل امین کو آپ کے ساتھ آپ کی مدد پہ مقرر فرما دیا۔ یا ان کی معیت سے آپ کو قوت و شوکت عطا کی تو اللہ کی طرف سے فرشتہ معاون ہو یا ارواح میں سے کوئی نیک روح منجانب اللہ ترسیلِ برکات یعنی برکات و انوارات پہنچانے پہ مقرر کر دی جائے تو اس بات کا ثبوت یہاں موجود ہے اور آپ نے پیدا ہوتے ہی پنگھوڑے میں بات کی۔ بات کا معنی ہے مکمل اور بامعنی گفتگو، جو ایک بہت بڑا معجزہ تھا اور ادھیڑ عمر میں پھر لوگوں سے باتیں کیں یہ بھی آپ کے لئے معجزہ ہو گیا ورنہ بات تو اس عمر میں ہر آدمی کرتا ہے مگر آپ کہولت کی عمر کو پہنچنے سے پہلے آسمانوں پہ اٹھا لئے گئے تھے اور مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق پھر زمین پر تشریف لائیں گے یہاں رہیں گے دینِ اسلام کو پھیلائیں گے فوت ہو کر روضہ اطہر میں دفن ہوں گے جہاں ایک قبر کی جگہ خالی ہے تو آسمانوں سے نازل ہو کر دوبارہ باتیں کرنا یا دُنیا کی زندگی میں شراکت بھی معجزہ ٹھہری اور ہم نے آپ کو کتاب کا علم دیا اور آسمانی کُتب پر آپ کو عبور عطا فرمایا اور حکمت یعنی علوم کُتب سماویہ کی تشریح اور تفہیم اور تورات اور انجیل یعنی آسمانی کتابیں سکھا دیں یا ازبر کرا دیں یاد کرا دیں اور ایسے محیر العقول کام کرنے کی قوت عطا فرمائی کہ آپ مٹی سے پرندہ سا بنا لیتے جیسے چڑیا، کوا، کبوتر اور وہ بھی محض صورت سی کوئی اتنا ہو بہو بنانا بھی ضروری نہ تھا مگر جب آپ اس پر دم کر دیتے یا پھونک مار دیتے تو ہمارے حکم سے وہ فوراً اصلی پرندہ بن جاتا اور اُڑ جاتا یہاں دم کرنا ثابت ہے جبکہ حدودِ شرعیہ کے اندر ہو جس کام کے لئے کیا جائے جائز ہو کہ یہ معجزہ کا اظہار دین کی تائید کے لئے ہوتا تھا اور جو پڑھا جائے اس کا پڑھنا شرعاً درست ہو پڑھنے والا کلام کو سمجھتا ہو محض اُول فُول نہ یاد کر رکھے اس کے مقابل جھاڑ پھونک کی ایک قسم حرام بھی ہے اور وہ شیطانی الفاظ یا ناجائز الفاظ اور غلط کاری کے لئے استعمال ہوتے ہیں اس میں جس حد تک کر سکے شیطان تعاون کرتا ہے اور آپ دم کر کے مادرزاد

اندھوں اور کوڑھ اور جذام کے مریضوں کو تندرست کر دیتے تھے ایسے امراض جو ناقابل علاج تھے آپ کے ہاتھ سے شفا پاتے بلکہ مریض زندہ تو تھے آپ مُردہ کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرتے تو وہ زندہ ہو کر باہر آ جاتا تھا اور یاد رہے جو فعل نبی سے بطور معجزہ صادر ہوتا ہے ولی سے بطور کرامت اس کا صدور ممکن ہوتا ہے کہ ولی کی کرامت نبی ہی کا معجزہ ہوتی ہے اور نبی کی سچی غلامی سے ولی کو نصیب ہوتی ہے اور اس سے بھی عظیم تر بات کہ بنی اسرائیل کی پوری حکومت سارا زور لگا کر بھی آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکی اور میں نے انھیں عاجز کر دیا اور آپ سے ان کے ہاتھ روک دیئے وہ زمین پر رہ گئے آپ کو آسمان پہ اُٹھا لیا لیکن بُرا ہو کفر کا اس کی عینک کا رنگ اپنا ہوتا ہے یہ سب کچھ دیکھ کر کہہ دیا کہ سوائے جادو کے اور کچھ نہیں بھئی! ہم جان چکے ہیں کہ آپ جادُوگر ہیں۔ معاذ اللہ!

پھر آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے آپ کے حواریوں سے بات کی یعنی آپ کی معرفت انجیل میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ مجھے اور میرے رسُول کو صدقِ دل اور خلوص کے ساتھ مانو اور ایمان لاؤ۔ حواریوں سے بات کرنا ان کی عزت و شرف کے اظہار کے لیئے ہے جیسے نزولِ قرآن کی تدریج یعنی مسلسل تیئس برسوں کے نزول میں ایک راز یہ بھی تھا کہ صحابہ کرام کو اتنا عرصہ اللہ کریم سے شرفِ ہم کلامی حاصل رہا جب کوئی سوال کرتے اللہ کی طرف سے جواب آتا تھا۔ یہاں انجیل یکبارگی نازل ہوئی مگر یہ مطالبہ تھا جس پر انھوں نے کہا اللہ ہم ایمان لاتے ہیں تجھ پر تیرے رسُول پر، اور تو بھی ہمارے ایمان کا گواہ رہیو پھر عجیب بات ہوئی وہ کہنے لگے اے عیسیٰ! اگر گستاخی نہ ہو تو کیا آپ کا پروردگار یہ مناسب جانے گا کہ ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمائے یعنی باوجود اس قدر دعوئے ایمان کا رکھتے تھے کہا "رَبُّکَ" یعنی تیرا رب۔ یہ نہیں کہا ہمارا رب اور پھر تسکین اور اطمینان کی خاطر دلیل مطلوب ہے کہ زمین پہ جو کچھ ہو رہا ہے جادو سے بھی ممکن ہے آسمان پہ جادو نہیں چلتا تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ سے ڈرو، ایمان کے ساتھ یہ معجزات کا تقاضا میل نہیں کھاتا اسی طرح شیخ کی سب سے بڑی کرامت ہے کہ خود راستی پہ چلے اور آپ کو راستی کی طرف لے کر چلے اس سے زیادہ شیخ قبول کرنے کے بعد کرامات کا طالب رہنا مناسب نہیں۔ تو وہ کہنے لگے حضور! بات یہ نہیں، بلکہ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ اس سے کھانا کھا کر برکت حاصل کریں دوسرے واقعی ہمارے دِلوں کو مزید اطمینان اور تسلی نصیب ہوگی۔ اور ہم لوگوں کے سامنے بطور شہادت بات کر سکیں گے۔ آپ کی صداقت پہ دلیل کے طور پر اس کا تذکرہ کریں گے۔ تو عیسٰے علیہ السلام نے بھی دعا کے لیئے ہاتھ اٹھائے یعنی کھانے میں برکت کا ہونا بعض صُورتوں میں ممکن ہے اور کرامت و معجزہ ایک ہی کام کے لیئے دونوں

چیزیں ہوتی ہیں یعنی دین کی سربلندی اور نبی کی تصدیق کرنے کے لیئے تو انھوں نے عرض کی بارالٰہ! آسمانوں سے ہمارے لیئے کھانا نازل فرما۔ تاکہ ہمارے اگلوں پچھلوں کے لیئے خوشی کا دن یعنی عید قرار پائے اور تیری ربوبیت اور الوہیت کی نشانی بھی ہو اللہ کریم تو ہی بہترین رزاق ہے ویسے بھی تو تیرا ہی دیا کھاتے ہیں ذرا سی تبدیلی کر دے کہ زمین سے اُگانے کی بجائے آسمان سے بھیج دے تو ارشاد ہوا بھیج تو دیتے ہیں لیکن یہ معمولی بات بہت بڑی نعمت ہے اور جب انعام اور عطا بہت بڑی ہوتی ہے تو اس کے مقابلے میں ناشکری کی سزا بھی بہت بڑی دی جاتی ہے. کھانا تو نازل کر دیا جائے گا مگر آسمانی کھانا کھا کر بھی جس نے نافرمانی کی اُسے عذاب بھی ایسا دوں گا کہ دُنیا میں اور کہیں اس کی مثال نہ ہو گی چنانچہ مفسرین کے مطابق یہ کھانا نازل ہوا انھوں نے کھایا پھر نافرمانیاں کیں۔ اور بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ ہو کر تباہ ہوئے۔

رکوع نمبر ۱۶ آیات ۱۱۶ تا ۱۲۰ وَإِذَا سَمِعُوا ۷

وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ
ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ
إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ قَالَ سُبْحٰنَكَ
مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي ق
بِحَقٍّ ۚ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ
تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي
نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾
مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ
عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ
فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ
عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾
إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ ق
وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾

اور (اُس وقت کو بھی یاد رکھو) جب خدا فرمائیگا کہ اے عیسٰی
ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور
میری والدہ کو معبود مقرر کرو؟ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے مجھے کب
شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں
اگر میں نے ایسا کہا ہو گا تو تجھ کو معلوم ہو گا (کیونکہ) جو بات
میرے دل میں ہے تو اُسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اُسے
میں نہیں جانتا بے شک تو علام الغیوب ہے ﴿١١٦﴾
میں نے اُن سے کچھ نہیں کہا بجز اسکے جس کا تو نے مجھے
حکم دیا ہے وہ یہ کہ تم خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا
پروردگار ہے اور جب تک میں اُن میں رہا اُن (کے حالات)
کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تو اُن کا
نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے ﴿١١٧﴾
اگر تو اُن کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش
دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت
والا ہے ﴿١١٨﴾

116. And when Allah saith: O Jesus, son of Mary! Didst thou say unto mankind: Take me and my mother for two gods beside Allah? he saith: Be glorified! it was not mine to utter that to which I had no right. If I used to say it, then Thou knewest it. Thou knowest what is in my mind, and I know not what is in Thy mind. Lo! Thou, only Thou art the knower of Things Hidden.

117. I spake unto them only that which Thou commandedst me, (saying): Worship Allah, my Lord and your Lord. I was a witness of them while I dwelt among them, and when Thou tookest me, Thou wast the Watcher over them. Thou art Witness over all things.

118. If Thou punish them, lo! they are Thy slaves, and if Thou forgive them (lo! they are Thy Slaves). Lo! Thou, only Thou art the Mighty, the Wise.

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ
صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
ع فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

خدا فرمائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ راستبازوں کو اُن کی سچائی
ہی فائدہ دے گی۔ اُن کے لئے باغ ہیں جن کے
نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ ابدالآباد اُن میں بستے
رہیں گے۔ خدا اُن سے خوش ہے اور وہ خدا سے
خوش ہیں۔ یہ بڑی کامیابی ہے ﴿۱۱۹﴾
آسمان اور زمین اور جو کچھ ان (دونوں) میں ہے سب پر
خدا ہی کی بادشاہی ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۱۲۰﴾

119. Allah saith: This is a day in which their truthfulness profiteth the truthful, for theirs are Gardens underneath which rivers flow, wherein they are secure for ever, Allah taking pleasure in them and they in Him. That is the great triumph.

120. Unto Allah belongeth the Sovereignty of the heavens and the earth and whatsoever is therein, and He is Able to do all things.

—o—

اسرار و معارف

پھر اسی بھرے میدان میں سوال ہوگا اے عیسیٰ! کیا آپ نے لوگوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ آپ کو اور آپ کی والدہ ماجدہ کو بھی اللہ کے علاوہ دو اِلٰہ مان لیں، یعنی جو کچھ ہم دین سمجھ کر کرتے ہیں اس پر انبیاء کی شہادت ہوگی اگر انھوں نے ذمہ داری قبول فرمائی کہ ان کا یہ فعل میری کسی ہدایت کے مطابق تھا یا کسی حکم کی تائید کرتا تھا۔ جیسے آپ ﷺ کے زمانے میں نہ دینی مدارس تھے نہ نصاب نہ یہ موجودہ کُتبِ حدیث تھیں لوگوں کے پاس متفرق تھیں کسی کے پاس لکھی ہوئی اور اکثر زبانی مگر پڑھنے پڑھانے علم حاصل کرنے کا حکم موجود ہے اب ان کُتب یا مدارس میں کوئی ایسی بات نہ کی جائے جو کسی شرعی حکم کے خلاف ہو تو یہ آپ ﷺ کے ارشاد کی تعمیل ہی کی صورت پیدا کرتے ہیں مگر یہ عُرس اور گیارھویں وغیرہ تقریبات کے نام پر راگ رنگ کی مجلسیں اور ان سے ثواب کی اُمید یہ ہرگز دین نہیں ہاں اگر آپ ﷺ قبول فرمالیں کہ میں نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے پھر دین ہے اور انبیاء خلافِ دین کوئی حکم نہیں دیا کرتے لہٰذا رسومات کو دین ثابت کرنا مشکل میں پھنسا دے گا جیسے یہاں نصاریٰ کو پریشانی ہوگی کہ عیسیٰ علیہ السلام قاعدے کی بات عرض کریں گے اللہ! مجھے تو یہ زیب ہی نہیں دیتا تھا کہ میں کوئی بھی ایسی بات کروں جو حق اور صداقت کے خلاف ہو اور جس کا کہنے کا مجھے اختیار ہی نہ دیا گیا ہو اگر میں ایسا کہتا تو اللہ! آپ تو خوب جاننے والے ہیں آپ سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ آپ تو میرے دل کی گہرائی تک سے واقف ہیں اور میں تو آپ کے علوم سے سوائے اس کے کہ جو آپ بتا دیں کچھ بھی نہیں جان سکتا اِس لئے کہ آپ غیب کے جاننے والے ہیں یعنی بغیر کسی سبب کے جاننا آپ کا خاصہ ہے اور ساری مخلوق وہی کچھ جان سکتی ہے جس کی اطلاع آپ فرما دیتے ہیں۔

میں نے انھیں ضرور کہا مگر وُہی کہا جس کا آپ نے حکم دیا یعنی تعلیماتِ نبوّت کبھی اللہ کی رضا اور اس کی تعلیمات کے خلاف نہیں ہوتیں اس لیے اگر حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو ضرور کتاب اللہ سے اس کی تائید بھی ل جاتے گی لہٰذا میں نے انھیں یہ کہا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی ہمیں پیدا بھی اُسی نے کیا ہے زندہ بھی وُہی رکھے ہوئے ہے اور تمام ضروریات بھی وہی پوری فرما رہا ہے اور اللہ تو سب سے اچھا گواہ ہے جب تک میں ان میں موجود تھا میں نے انھیں یہی تعلیم دی لیکن جب آپ نے اُٹھا لیا تو پھر ان کی خبر رکھنا تو آپ ی کا کام تھا بندہ تو بہرحال بندہ ہے جہاں ہو گا وہاں کی بات کرے گا اور بیک وقت ہر جگہ ہر چیز پہ نگاہ ہونا یہ تو آپ ہی کی شان ہے کہ آپ ہی ہر آن ہر چیز کو دیکھ رہے ہیں اب اگر آپ انھیں عذاب کرنا چاہیں تو آپ کے بندے ہیں آپ کی مخلوق ہیں آپ نے انھیں پیدا فرمایا دنیا میں رکھا نعمتیں دیں راحتیں دیں پیار دیا۔ چاہیں تو عذاب دیں آپ کے بندے ہیں ہم اس بارہ میں کچھ عرض کرنے سے قاصر ہیں اور اگر معاف کر دیں بخش دیں تو بھی لوئی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا کہ آپ غالب ہیں عزیز ہیں یہ آپ سے نہ بھاگ سکتے ہیں نہ مقابلہ کر سکتے ہیں بلکہ آپ کا بخش دینا بھی آپ کی حکمت ہی کے تحت ہو گا جیسے کہ اگر عذاب دیں گے تو عذاب دینا ہی عین حکمت ہو گی

ارشاد ہو گا لوگو! آج سچائی کا دن ہے آخرت کا دن ہے حساب کتاب کا دن ہے آج سچوں کو ان کا سچ مخلصین کو ان کا خلوص کام آئے گا۔ آج ہیرا پھیری جھوٹ موٹ مکر و فریب کچھ نہیں چل سکے گا ہاں! صدق اور خلوص سے محنت اور ہمت کرنے والوں سے اگر بحیثیت انسان کوئی کمزوری بھی رہ گئی ہو گی تو مغفرتِ باری شفاعتِ رسالت یا نیک بندوں یا اعمالِ صالح یا چھوٹی اولاد کے طفیل بچ نکلے گا اور صرف ایسے لوگ اس عظیم الشان مقام کو پا سکیں گے بہاریں جس کی قیدی ہیں اور پھر وہاں ہمیشہ ایسی عزّت اور اس شان سے رہیں گے کہ اللہ اُن سے راضی ہو گا اور انھیں کبھی شکایت پیدا نہ ہو گی ہمیشہ اللہ پر راضی رہیں گے اور یہی اصل اور بہت بڑی کامیابی ہے جن میں خلوص نہیں یا جہاں صدق نہ ہو گا ان کا ذکر ہی یہاں نہیں لایا گیا کہ انھیں بھول جاؤ، وہ جانیں اور اُن کا ربّ وہ ان سے نپٹ لے گا اور یہ تو تم سب کو خبر ہے کہ ارض و سما ہوں یا ان میں کوئی اور دُنیا ہو سب پر حکومت بھی اللہ کی ہے اور اس کی واحد ملکیت بھی ہے اور وہ سب کچھ کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہے جو چاہے کرے اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔

سورہ مائدہ ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ کو تمام ہوئی

اور اللہ کا شکر ہے کہ اسرار التنزیل کی دوسری جلد مکمل ہو گئی۔ فالحمد للہ! فقیر محمد اکرم